حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

سلسلۂ تصوف نمبر ۶

اُردُو ترجمہ کتاب

جواہرِ علویہ

یعنی

مُسلسل حالات حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالے

از

جنابِ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تا حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد رؤف احمد صاحب نقشبندی مجددی جانشین و خلیفۂ اعظم حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کمپنی تاجران کتب قومی مترجم القشبندیہ کوچہ چابک سواراں

بازار کشمیری لاہور نے بصرف زرِ کثیر باعی درہ اردو ترجمہ کرا کر

نولکشور گیس پرنٹنگ ورکس لاہور

میں

مینجر کے اہتمام سے طبع کرایا

Www.MadaariMedia.Com
Www.MadaariMedia.Com

MADAARI MEDIA
دم مدار بیڑا پار
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

تصوف کی سراپا رحمت منتظر قابل دید کتابوں کا لاجواب سلسلہ

جذب الاصفیا لفضائل المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب عربی فداہ روحی امی و ابی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن و حدیث سے تلخیص مصنف صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] و احادیث صحیحہ [illegible] ثابت کیا ہے عاشقان رسول کریم کے لئے [illegible] اور سعادت دارین حاصل کریں ٭ قیمت ۴/ر

القول المقبول فی علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی جناب نبی عربی فداہ [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] کے علم الغیب ہونے پر ایک محققانہ اور مصدقانہ قرآن و احادیث صحیحہ کی ثبوت مصنف صاحب نے [illegible] قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب [illegible] کا عمدہ چھپ کر تیار ہے ٭ قیمت ۶/ر

مثنوی تحفۃ العاشقین مع تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں [illegible] حضرت شاہ عبد الصمد قدس سرہٗ النقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف [illegible] حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے خواب میں جناب [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] ارشاد ہوا تھا۔ یہی وجہ ان کے مقبول عام اور فائدہ مند ہونے کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت [illegible] چھپوائی گئی ہے ٭ قیمت ۱۲/ر

دریائے حقیقت

یعنی پنجابی [illegible] حضرت [illegible] قادری علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہیں حضرت نے نظم پنجابی میں منازل فقر کے علاوہ طالب صادق مولا کیلئے [illegible] دلچسپ پنجابی نظم لکھی ہے جسے سننے سے وجد ہو جاتا ہے ٭ قیمت .. ۲/ر

اردو ترجمہ کتاب خلاصۃ العارفین

یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت شیخ [illegible] قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ جو حضرت بابا فرید گنج شکر و حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین [illegible] لکھے گئے ہیں نہایت خوش قلم چھپ گئی ہے ٭ قیمت .. ۴/ر

عقائد انوار

یعنی [illegible] اردو میں ترجمہ چھپ کر تیار ہے ٭ قیمت .. ۱/ر

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب ہونے کے لئے نسبت غیر مراقبہ ہے ٭ قیمت ۸/ر

اردو ترجمہ کتاب

جواہر عُلویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامات روشن کی روشن منور اور تیز شعاعیں لایزالی ازلیہ تحمیدات کے چراغوں کی روشنی سے نور حاصل کرتی ہیں۔ جنہوں نے ہر ولایت کو اعلےٰ رتبہ اور بلند مرتبہ دیکر قبولیت کے آسمان پر منور کیا۔ اور ظاہر اخرق عادات کے فیاض باغ کی خوشبودار نسیمیں، ذوالجلال کی ابدیہ تمجیدات کی ریاحین کے گلبن سے مستفیض ہیں۔ جس نے شجرۂ کرامت کو پاک خوشبوؤں کا ایک باغ عنایت فرمایا۔ اور انس کی خوشبوؤں سے معطر کیا ؎

خداوندیکہ دلہا منبسط کرد باصناف محبت مرتبط کرد
ہزاراں لولوے لالاے اسرار بحالات محبّاں منحرط کرد

وہ پاک پروردگار ہے، جس کے لئے اول و آخر میں حمد ہے۔ اور جس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کے فرشتوں، عرش کے اُٹھانیوالوں اور تمام خلقت کی طرف سے ہمارے سردار محمّد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام ہو۔ جو کہ اپنے کمالات اور تفضلات میں صدیق۔ مجاہدے اور خصلتوں میں سلیمان۔ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں اور برکتوں میں قاسم۔ حالات اور مقالات میں صادق۔ اسرار اور تجلّیات میں سلطان العارفین۔ خلق اور احسان میں ابامحسن۔ ترقیوں اور درجات میں اباعلی۔ حُسن جمال اور صفات

میں **یوسف**۔ خرق عادات اور معجزوں میں **عبدالخالق**۔ جمع الجمع اور مقامات میں **عارف**۔ اپنے تمام حرکات وسکنات میں **محمود**۔ بلندی اور قرب میں اعلےٰ احسان اور بخشش میں **محمد**۔ حکموں کے جاری کرنے اور عادات میں **سردار اور امیر**۔ تمام طبقات میں **بہاؤالحق والدین**۔ کثرت ذکر اور فتوحات میں **یعقوب زماں**۔ اموارت کے سہل کرنے اور ریاضت میں **عبید اللہ**۔ ہمت اور نظرات میں ماسوے اللہ کا زاہد۔ مہربانیوں اور التفات میں **نیک**۔ اپنے کمال اور جمال میں **محمدؐ**۔ اپنی ذات اور علو صفات میں **باقی باللہ**۔ مشاہدات اور مکاشفات کے حقائق میں **احمد**۔ تمام حالتوں اور کیفیتوں سے **موصوف** مجاہدات اور کلمۃ اللہ کی بلندی میں **سیف الدین**۔ اپنے ملکات اور ریاضات میں **نور الہدےٰ**۔ اپنی نشانیوں اور جلال کے ظاہر ہونے میں **شمس الدین** اپنے عروج اور کرامات کی نہایت میں **عبید اللہ**۔ اپنی امت پر رحمت عنایت اور مہربانی کے لحاظ سے **رؤف** ؎

هو الحبيب الذی ترجیٰ شفاعته
لکل هول من الا هوال مقتحم
کالدر فی شرفٍ والبدر فی شرف
والبحر فی کرمٍ والدهر فی همم

ترجمہ۔ وہ ایسا حبیب ہے کہ ہر ایک رنج و مصیبت میں اُس کی شفاعت کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ شرف میں موتی کی طرح شرافت میں بدر کی طرح بخشش میں سمندر کی مانند اور ارادوں میں زمانے کی طرح) اور اُس کی آل پاک، نیک اصحاب اُس کی اُمت کے اولیاؤں، اُس کی ملت کے مجددوں پر درود اور سلام چٹیل میدانوں کی ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر ہو۔

امابعد امیدوار فقیر **رؤف احمد** بن شعور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمدؐ یحیےٰ بن **مجدد الف ثانی** (اللہ تعالےٰ اُس کے اور اُس کے والدین کی اور اُس کے متعلقین کی خطائیں معاف کریں) محبت کے پہنچنے والے اور محبت کو پہچاننے والے مخلصوں کے

روشن ضمائر پر منکشف کرتا ہے کہ یہ رسالہ مسمٰے بجواہر علویہ کرامت مآل، پیر و مرشد برحق، حضرت ایشاں، درویشوں کے پیشوا، اہل صفا کے رہنما، اسرار الٰہی کے مخزن، انوار لامتناہی کی کان، ولایت کے حلقہ کے قطب، اندراج النہایۃ فی البدایۃ کے مرشد، خیر البشر (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت کو رواج دینے والے، تیرھویں صدی کے مجدد، فرید الدہر، وحید العصر، قطب جہان، غوث زمان، ولایت کی پیشانی کی کلغی، جبۂ ہدایت کی زینت، اصفیا کے قیام اور متقیوں کے امام ہے

قطب جہاں محورِ زمین و زماں — ناظمِ نہ دائرہ آسماں
کاشفِ انوارِ خدائے رحیم — واقفِ اسرارِ رسول کریم
بحرِ سخا کانِ عطا و کرم — قامع غم و دافعِ رنج و الم
مشعلِ بزمیکہ صفا و صفاست — نور دہ انجمنِ اولیا است
زبدۂ اربابِ طریقت اساس — قدوۂ اصحاب حقیقت شناس
واسطۂ فیض بہر خاص و عام — درزمن خویش بجملہ انام
موردِ اسرارِ علوم و حکم — منشاءِ آثارِ حدوث و قدم
ہادئے دیں شاہ غلام علی — واقفِ اسرار خفی و جلی
آنکہ رسیدند براہِ یقیں + — از نگہش مبتدع و ضالین
آنکہ برو فخر نماید سپہر — آنکہ بجود است وجودش چو مہر

فیض اور برکتوں کے منبع، تجلیات اور واردات کے اترنے کی جگہ، اور لم یزلی خزانوں کے خزانچی موسوم باسم عبد اللہ اور عبد المؤمن اور مشہور بہ حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہٗ الانوار کے احوال میں لکھا گیا ہے اور اس میں دس جوہر ہیں :-

جوہر اول۔ پیران سلسلہ حضرات قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ کبرویہ۔ مداریہ اور قلندریہ کے اسماے گرامی کے ذکر ہیں۔ جن کے آنجناب مجاز تھے۔ اور اس میں سات موتی ہیں ✤

جوہر دوم۔ پیران نقشبندیہ کے حالات میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

سے لیکر آنجناب کے پیر بزرگوار تک کے حالات درج ہیں۔ اس میں آٹھ موتی ہیں ✦

جوہر سوم۔ آں جناب کی ولادت سے لیکر اخیر عمر تک کے احوال اور کرامات ہیں ✦

جوہر چہارم۔ آنجناب کے ملفوظات ہیں جس میں چند ایک یاقوت ہیں ✦

جوہر پنجم۔ آنجناب کے مکاشفات ہیں ✦

جوہر ششم۔ آنجناب کے الہامات ہیں ✦

جوہر ہفتم۔ آنجناب کی کرامات اور خرق عادات ہیں ✦

جوہر ہشتم۔ آنجناب کی تحریرات ہیں ✦

جوہر نہم۔ روضۂ رضوان میں آپ کے انتقال کے بیان میں ✦

جوہر دہم۔ آنجناب کے خلفا کے ذکر میں ✦

جوہر اوّل

پیران سلسلہ حضرات قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ۔ کبرویہ مداریہ اور قلندریہ کے اسمائے گرامی کے بیان میں اسمیں سات دُر ہیں

دُر اوّل سلسلہ عالیہ قادریہ کے بیان میں

واضح رہے کہ آنجناب کو قادریہ طریقے کی نسبت اور اجازت قیوم زماں مرزا جان جاناں سے تھی۔ اور آپ کو شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد سے اور آپ کو ذبیل الرحمان حضرت عبد الاحد سے۔ اور آپ کو اپنے والد رحمت کے خزانچی حضرت خواجہ محمد سعید سے۔ اور آپ کو اپنے والد امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی سے۔ اور حضرت مجدد صاحب کو دو طرف سے تھی۔ ایک تو آپ نے خرقۂ خلافت حضرت شاہ سکندر سے حاصل کیا تھا۔ اور انہوں نے اپنے جد بزرگوار حضرت شاہ کمال کیتھلی سے۔ اور انہوں نے حضرت شاہ فضل سے۔ اور انہوں نے حضرت سید گدا رحمٰن اول سے۔ اور انہوں نے

سید شمس الدین عارف سے۔ اور انہوں نے حضرت سید گدا رحمٰن ثانی سے اور انہوں نے حضرت سید شمس الدین صحرائی سے۔ اور انہوں نے حضرت سید عقیل سے۔ اور انہوں نے حضرت بہاؤ الدین سے۔ اور انہوں نے حضرت سید عبدالرزاق سے۔ اور انہوں نے مرشد ارشد رہنمائے خاص و عام اپنے والد محبوب سبحانی قطب یزدانی حضرت غوث الاعظم سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے +

اور دوسرے حضرت مجدد صاحب کو خاندان قادریہ کی اجازت اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عالم عبدالاحد سے تھی۔ اور انہیں حضرت شیخ رکن الدین اور انہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے۔ اور انہیں حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ بڈھن بھڑائچی سے۔ اور انہیں حضرت سید اجمل بھڑائچی سے۔ اور انہیں مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت جلال الدین بخاری سے۔ اور انہیں حضرت سید محمد عیسٰے سے۔ اور انہیں حضرت شیخ عبید بن فاضل سے۔ اور انہیں حضرت ابو المکارم فاضل سے اور انہیں حضرت محمد قطب الدین ابو الغیث سے۔ اور انہیں حضرت شیخ شمس الدین بن افلح سے۔ اور انہیں حضرت شمس الدین علی الحداد سے۔ اور انہیں حضرت غوث الثقلین سے۔ اور دوسرے حضرت شیخ رکن الدین کو حضرت ابراہیم چشتی سے۔ اور انہیں حضرت احمد جبلی سے۔ اور انہیں حضرت شاہ موسےٰ سے۔ اور انہیں حضرت عبدالقادر سے۔ اور انہیں حضرت محمد حسین سے اور انہیں حضرت ابوالفرد سے۔ اور انہیں حضرت ابوصالح سے۔ اور انہیں حضرت سید عبدالرزاق سے۔ اور انہیں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے +

اور حضرت غوث الاعظم کو بھی دو طرف سے حاصل تھی۔ ایک اپنے والد ماجد حضرت موسےٰ جنگی دوست سے۔ اور انہیں اپنے والد سید عبداللہ جیلی سے۔ اور انہیں اپنے والد بزرگوار سید یحییٰ زاہد سے۔ اور انہیں اپنے والد سید محمد مورث سے۔ اور انہیں اپنے والد سید عبداللہ مورث سے

اور انہیں اپنے والد سید موسےٰ الجون سے۔ اور انہیں اپنے والد سید عبداللہ محض سے۔ اور انہیں اپنے والد سید حسن مثنیٰ سے۔ اور انہیں اپنے والد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دُہتے حضرت امام حسن رضؓ سے۔ اور انہیں اپنے والد حضرت سید امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے۔ اور انہیں شفیع المذنبین حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے +

اور دوسرے حضرت غوث الاعظم کو اپنے مرشد شیخ ابو سعید مخدومی سے۔ اور انہیں شیخ ابو الحسن علی الہنکاری سے۔ اور انہیں شیخ ابو الفرح طرطوسی سے۔ اور انہیں شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی سے۔ اور انہیں شیخ عبدالعزیز یمنی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ ابو بکر عبداللہ شبلی سے۔ اور انہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے۔ اور انہیں حضرت سری سقطی سے۔ اور انہیں حضرت معروف کرخی سے +

اور انہیں دو طرفوں سے پہنچی تھی۔ ایک تو حضرت امام علی موسےٰ رضیٰ سے۔ اور انہیں حضرت امام کاظم موسےٰ سے۔ اور انہیں حضرت امام جعفر صادق سے۔ اور انہیں حضرت امام باقر سے۔ اور انہیں حضرت امام زین العابدین سے۔ اور انہیں حضرت امام حسین رضؓ سے۔ اور انہیں حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے +

اور دوسرے معروف کرخی کو حضرت داؤد طائی سے پہنچی تھی اور انہیں حضرت حبیب عجمی سے۔ اور انہیں حضرت حسن بصری سے۔ اور انہیں حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین +

شجرہ طریقہ قادریہ

بعد حمد خدا و نعت رسول	با تو گویم شنو بسمع قبول
قطب شان شاہ غلام علی	یافت فیض ز لطف لم یزلی
از شہیر زمانہ جانان جان	مظہر نور و مصدر عرفان

میرزا اخذ کردہ از عابد — نسبت قادری و شد زاہد
یافت عابد ز شاہِ عبدالاحد — فیض ایں سلسلہ را بجد و کد
وے نمود است کسب ایں نسبت — از شہِ دہر خازن الرحمت
خازن الرحمت از مجددِ دیں — بہرہ ور گشتہ از فیوضِ یقیں
یہ مجدد ز شاہ اسکندر — خرقۂ قادری رسیدہ ببر
شاہ سکندر ازانکہ یافت کمال — از جدِ خویش پاک شاہ کمال
از فضیلِ گدا و شمس الدین — شد ہویدا بخلق راہ یقیں
بعد ایشاں گدائے رحمان ست — شمس الدیں پیشوائے ایشان است
شاہ عقیل است و شاہ بہاؤالدین — عبدالوہاب و شاہ شرف الدین
شاہ عبدالرزاق و محی الدین — غوث ثقلین رکن دین متیں
والد ماجدش ابو صالح — پدر اوست موسیٰ صالح
شاہ عبداللہ و شہِ یحییٰ — بعد ایشاں است موسیٰ والا
شاہ داؤد معرفت آگاہ — شاہِ موسیٰ و شاہ عبداللہ
آنکہ محض است گشت حق آگاہ — زوست حسن مثنیٰ واقف راہ
حسن ثانئے از امام حسن — خرقہ یافت انور و روشن
حسن از والدش علی ولی — یافت ایں خرقہ را علی ز نبی

صلوات و درود بے حد باد
بر نبی و صحابہ و اولاد

یہ شجرہ قادریہ جدیہ ہے جو حضرت غوث الثقلین کے آبا و اجداد کیطرف سے ہے۔ اور جو حضرت غوث الاعظم کے مرشد کی طرف سے ہے اسے شجرہ امامیہ کہتے ہیں۔ اور جو حسن بصری کی طرف سے ہے اُسے فقط مرشدانہ کہتے ہیں پہلے شجرہ قادریہ مرشدانہ امامیہ نظم میں لکھا جاتا ہے +

شجرہ شریف

خداوندا بحق شاہ لولاک — محمد باعث تخلیقِ افلاک

بآں شیرِ نیستانِ ولایت   علی کرار میدانِ شجاعت

بآں شاہ حسین و زین و عباد   بحق باقرآں خلق آزاد

بحقِ کاظم و جعفر شہ دیں   بموسیٰ و شہ کرخیِ حق بیں

بستری و جنید و شیخ شبلی   بعبدالواحد و بوالفرح والی

بشاہِ بوالحسن آں شاہ اکمل   بحقِ آں سعیدِ روز اول

بآں غوثِ دو عالم شاہ جیلاں   جنابِ عبد قادر شیخ دوراں

بحقِ عبد رزاق نیکو ذات   بشرف الدین پیر ذوالکرامات

بو نائب بہاوالدین کامل   بآں شاہِ فضیل و شمسِ فاضل

بآں سید گدا ابوالفضل رہبر   بہ شمس الدین گدا رحمٰنِ سرور

بآں شاہ فضیلِ افضل الناس   بآں پیرِ کمالِ اکمل الناس

بآں شاہ سکندر چشمۂ نور   بسرہندی شہ معروف و مشہور

مجدد الف ثانی قطبِ دوراں   امامِ دو جہاں مقبولِ یزداں

بحقِ آں سعیدِ خازنِ نور   بشیخ عبدالاحد از فیض معمور

بشانِ عابد محبوب معبود   بجانِ جاں کہ شمس الدین لقب بود

بعبداللہ قیوم زمانہ   امامِ عارفاں شیخ یگانہ

گناہانم بہ بخش از رحمتِ خویش   بسویم کن نگاہ از رافتِ خویش

اگرچہ در دو عالم بے تمیزم   عزیزم کن عزیزم کن عزیزم

ز صہبائے محبت مست گرداں   زشوقِ عشق خود جانم بسوزاں

بدہ از خود دلِ من را تسلی   تجلی کن تجلی کن تجلی

ز رافت سوے رافت کن نگاہے

اگر ہر دم نباشد گاہے گاہے

اور یہی شجرہ عالیہ قادریہ مرشدانہ امامیہ ہندی میں ہے :-

اے خدا واسطے پیغمبر کے   اور صدقِ جناب حیدر کے

بطفیلِ حسن بکرب حسین   کہ پیغمبر کے ہیں جو نور العین

بجنابِ امام زین عباد   پیر باقر کہ دیں کی ہیں بنیاد

بشہِ جعفر و بکاظمِ دیں — بعلی موسے و رضا حق ہیں
بشہِ کرخیؔ و بسری شاہ — بجنید و بہ شبلی حق آگاہ
بشہِ واحد ابن عبد العزیز — بابو الفرح جو ہیں اہل تمیز
بشہِ ابو الحسن امام ورائے — بہ سعید و بہ غوث ہر دو سرائے
محی الدیں عبد قادر جیلاں — مرشدِ عالم و امام زماں
بجناب امام راہِ یقیں — عبد رزاق اور شرف الدین
بجناب طفیل نیک آئیں — عبد وہاب اور بہاؤ الدیں
بعقیل بہ شمس الدیں رہبر — بگدائی، خدا کے ہیں سرور
بوالفضل شمس اور فضل کمال — بگدا و فضیل شاہ کمال
بسکندر با احمد ثانی — جو مجدد ہیں قطب ربانی
بہ سعید و بہ شیخ عبد احمد — بہ شہ عابد و ولیٔ صمد
بطفیلِ جناب حق آگاہ — مظہر جانِ جاں حبیب اللہ
با امامِ ورلے قطب جہاں — مرشدِ راہ حق شہ دوراں
پیرِ عالم شہِ غلام علی — عالم و عارف و تقی و ولی
کر کرم مجھ پہ اے کریم میرے — رحم کر رحم اے رحیم میرے
بخش دے میرے سب گناہوں کو — عمر بھر میں نے ہیں کئے جو جو
اپنی الفت کے جام سے کر مست — بھول جاؤں جہان کو یکدست
بادۂ شوق سے تو کر مدہوش — کہ پس از مرگ بھی میں ہوں مدہوش
اک نگاہ رحمت اور رافت کر — عشق کی راہ کی ہدایت کر

تو میرا ہو کہ بس یہی ہے کام
مدعا والسلام والاکرام

یہی شجرہ قادریہ مرشدانہ امامیہ ایک اور عنوان سے منظوم ہے :-

شجرہ شریف

بحقِ احمد و حیدر حسین و عابدیں آگاہ — بہ باقر جعفر و کاظم رضا معروف سری شاہ

شبلی و عبد العزیز و و احمد حق بیں　　بو الفرح و علی و بو سعید و غوث محی الدین

برزاق و بشرف الدین و وہاب و بہاو الدین　　عقیل و شمس الدین و ہم گدا بو الفضل با تمکیں

شمس الدین عارف گدا و شہ فضیل ما　　کمال کیتھلی و شہ سکندر را احمد والا

بعبد و بعد زاں عبد الاحد بجاناں جاں

بعبد اللہ بیرم عفو کن عصیانم اے رحماں

شجرہ قادریہ مرشدانہ از طرف والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ تعالے علیہ

شجرۂ مبارک

خداوندا بحق کان رحمت　　محمد فخر ایوان نبوت

صلوٰۃ حق بروح پاک او باد　　بر اصحاب ہمہ ہم آل امجاد

بحق آں علی شاہ کونین　　امیر دو جہاں قیوم دارین

بحق والئے بصرہ شہنشاہ　　حسن فیض الٰہی ہادئے راہ

بحق آنکہ منظور الٰہی است　　حبیب اعجمی نور الٰہی است

بحق شاہ دیں داؤد طائی　　کہ بد یکتا بشان رہنمائی

بحق شاہ دیں معروف کرخی　　کہ بد غوث زمین و قطب چرخی

بحق سرئے سقطی شہ دیں　　کز و گشتہ عیاں سر رہ دیں

بحق آں جنید شاہ بغداد　　کہ از قید سوے اللہ بود آزاد

بحق شاہ عبد اللہ اکبر　　شہ شبلی و قطب وقت اظہر

بحق آں شہ قطب سمٰوات　　بشاہ عبد العزیز عاشق ذات

بحق عبد واہب سرور دیں　　کہ بودہ گمرہاں را رہبر دیں

بحق بو الفرح بو الحسن طرطوس　　کہ ذاتش دست فرح جان مایوس

بحق بو الحسن احسن ز عالم　　شہ ہنکار و قطب جن و آدم

بحق بو سعید آں شاہ مخدوم　　برائے ہر دو عالم بود مخدوم

بحق شیخ محی الدین اکمل　　شہ جیلاں و غوث روز اول

بحقِ شیخ محی الدین حسّاد ‏ ‏ کہ روشن کرد دیں پاک زارشاد
بحقِ شیخ شمس الدین ثانی ‏ ‏ ولیِ ایزد و قطبِ دو جہانی
بحقِ آں ابو الغیثِ شہنشاہ ‏ ‏ کہ قطبِ دین بود و ہادئے راہ
بحقِ بومکارم ہادئے دیں ‏ ‏ کزو جملہ شود حل مشکلِ دیں
بحقِ آں عبید ابنِ فاضل ‏ ‏ کزو گردد مرادِ جملہ حاصل
بحقِ قبلۂ دیں بو محمّد ‏ ‏ کہ بود ایں عبید آں نورِ سرمد
بحقِ آں شہنشاہ بخاری ‏ ‏ جلال الدّیں محبِّ ذاتِ باری
بحقِ سیّدِ اجمل حق آگاہ ‏ ‏ کہ با تفصیل بود او کاشفِ راہ
بحقِ شاہِ دوراں شاہِ بڈھن ‏ ‏ کہ راہِ معرفت بروے است روشن
بحقِ شیخ درویش محمدؒ ‏ ‏ ولی رہنمائے دینِ احمدؐ
بحقِ عبد قدوسِ نکو ذات ‏ ‏ شہِ گنگوہ پیرِ ذوالکرامات
بحقِ شیخ رکن الدین پُرجوش ‏ ‏ کہ او از ماسوی اللہ بود مدہوش
بحقِ قطبِ دیں عبد الاحد پیر ‏ ‏ کہ بود او صاحبِ جلالِ فنا شیر
بحقِ والئے سرہند احمد ‏ ‏ مجدّدِ الفِ ثانی نورِ احمد
بحقِ آں سعید روزِ اوّل ‏ ‏ امامِ اہلِ عرفاں پیرِ اکمل
بحقِ حضرتِ عبد الاحد شاہ ‏ ‏ دلیلُ اللہ قطب الدین آگاہ
بحقِ آں محمد عابدِ دیں ‏ ‏ محیطِ اتقیاء و کونِ تمکیں
بحقِ آں حبیب اللہ آگاہ ‏ ‏ جنابِ جانِ جاناں مقبولِ اللہ
بحقِ آں جنابِ قطبِ ارشاد ‏ ‏ شہِ دیں شاہ عبد اللہ آزاد
مرا آگاہ زسرِ خویش گرداں ‏ ‏ بعشقِ خود جگر را ریش گرداں
زشربِ شوق در جامِ دلم ریز ‏ ‏ بدہ بے تابیِ آرامے دلم ریز
خطاہائے مرا کن عفو غفار ‏ ‏ گنہگارم گنہگارم گنہگار

زرافت برمن سافت نگاہ کن
بسوئے ذاتِ خود مکشوف راہ کن

دربیان شجرۂ قادریہ مرشدانہ امامیہ از طرف والد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

خداوندا بحق کانِ رحمت — محمد شافع روزِ قیامت
بحق آں امیرِ جن و انساں — علی کرار و مرداں مردِ میداں
بحق آں امامِ اہلِ عرفاں — حسین ابن علی قیوم دوراں
بحق آں امامِ عابد آگاہ — کہ بُد دانائے سرِّ لی مع اللہ
بحق آں امامِ باقرِ دیں — شہنشاہِ سما و قطبِ ارضیں
بحق جعفرِ صادق حق آگاہ — امامِ سالکانِ راہ اللہ
بحقِ موسیٰ و کاظم پر از نور — کہ از مدحش زباں شد شعلۂ نور
بحق آں امامِ جن و انساں — علی موسیٰ رضا بُد شاہ دوراں
بحق مصدرِ اسرارِ عرفاں — شہِ معروف کرخی نور ایماں
بحق سرّی سقطی شہنشاہ — کہ روشن بود بر وے سرّ ایں راہ
بحق آں جنید سرورِ دیں — شہ بغداد و قطبِ نیک آئیں
بحق خواجہ بوبکر شبلی رح — کہ ذاتش گمرہاں را بود ہادی
بحق آنکہ دلہا را عزیز است — شہِ عبد العزیز با تمیز است
بحق آنکہ دارد منصبِ فرد — جنابِ عبد واحد صاحبِ درد
بحق بوالفرح آں عبد رحماں — شفائے جملہ امراضِ دل و جاں
بحق آں علی بوالحسن شاہ — کہ بود آگاہ ز سرِّ لی مع اللہ
بحق آں سعید روز اول — شدہ مخدوم شاہِ قطب اکمل
بحق غوث اعظم شاہ جیلاں — امامِ عارفان و فخر دوراں
بحق عبد رزاق نکو ذات — ولیِ کاشفِ رمز و اشارات
بحق آں ابوصالح محمد — کہ بُد اصلح بکارِ دینِ احمد
بحق محی الدیں بو نصر سرور — امیر ارض و شاہِ چرخ اخضر
بحق آں حسن احسن نام — جنابِ سیدِ مختار آدم

بحقِ عبد قادر فیض معبود | کہ قادر بر ہدایت از خدا بود
بحقِ قادری آں شاہ موسے | کہ بُد نورِ خدا دُر ّ تجلّےٰ
بحقِ احمد جبلی شہنشاہ | ولئے ایزد و مقبول درگاہ
بحقِ آں بہاؤ الدین انصار | حسینی قادری از عشق سرشار
بحقِ شاہ ابراہیم پُر نور | ولی ایزدی معروف و مشہور
بحقِ آنکہ بود اد کاشف راز | جنابِ شیخ رکن الدین ممتاز
بحقِ شیخ دیں عبد الاحد شاہ | کہ مخدوم جہاں بود آں حق آگاہ
بحقِ احمدِ قطب جہانی | امامِ دیں مجدد الف ثانی
بحقِ خازنِ رحمت شہ دیں | سعیدِ روز اوّل اہل تمکیں
بحقِ آں امامِ اہل عرفاں | شہ عبد الاحد مقبول رحماں
بحقِ مرشدِ ما مخزنِ نور | جنابِ شاہ عبد اللہ مشہور
نگہ از رحمتِ خود سوئے ما کُن | ز دریائے قناعت آشنا کُن
مبیں بر قول و فعلِ ما کریما | بہ بیں خود را و ذاتِ خود رحیما
زسرتا پا ہمہ غرقِ گناہیم | ولے از تست امید پناہیم

کرم کُن چونکہ فضلت راہِ نور است
گنہگاریم ما و تو غفور است

دُرِ دوم - در بیان سلسلہ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ والرضوان

مخفی نہ رہے کہ ان حضرات کے حالات دوسرے جوہر میں بیان کئے جائینگے۔ یہاں پر فقط چند ایک منظوم شجرے لکھے جاتے ہیں ❖

قصیدہ شجرہ

آں آیۃ اللہ و امام دوسرے | آفتابِ آسمانِ دیں محمد مصطفےٰ
یا بہارِ باغ دیں بوبکر بنیاد وجود | باعثِ بحرِ جہاں بُستانِ عرفاں را ضیا
یار پروانہ بعرفاں پیشوا ئے پیرِ خلق | پاک طینت حضرتِ سلمان از سرتا بپا

ت تا تمامی تن توکل قاسم تقوے شعار ۔۔۔ تائبِ دنیا و واقفِ رموزِ اتقیٰ
ث ثنا گوئی خدا جعفر شفیعِ ہر اثیم ۔۔۔ ثابت اندر راہِ حق بالرسل کانِ وارثا
ج جملہ جلوہ جامع جلال و ہم جمال ۔۔۔ جبلِ نور آں بایزید بد ربسطام و جا
چ چراغ دیں حم خرقان طاقی بوالحسن ۔۔۔ چرخِ مینا ماہ جامش کوثرش فقہا دجا
ح حا حلیم و حامئے دین محمد بوعلی ۔۔۔ حمد گوئی حق خدا را خلق چوں قطبِ جا
خ خا خداوندِ جہاں خمِ خانۂ شوقِ خدا ۔۔۔ خازنِ خیر البشر یوسف امام باسخا
د دانائے امِ جاں داورِ ہر دو جہاں ۔۔۔ دائرِ دیں عبد خالق مظہرِ نورِ خدا
ذ ذاتِ باذکا شاہ و امیرِ ریوگر ۔۔۔ ذاکرِ حق شیخ عارف غیرِ محتاجِ خدا
ر را رئیسِ رہنمائے رہبرانِ راہِ دیں ۔۔۔ رحمتِ رحمان شاہ محمود شاہ در دو سرائے
ز زا زمانِ زیب شاہ بوعلی رامیتنی ۔۔۔ زائرِ انوار زاکی از پئے حسن جزا
س سردارِ جہاں بابا سماسی ولی ۔۔۔ سرورِ ہر دو سرا سوئے خدا از دل رہا
ش شیر دشتِ وحدت شاہِ دیں باشکوہ ۔۔۔ شہسوارِ عصرِ عرفاں امیدِ دلکشا
ص صایم دایم بہرِ صمد صمصامِ دیں ۔۔۔ صاحبِ صوفی بہاء الدین پیراں را عصا
ض ضرغامِ نیستانِ معارف ضدِ شرک ۔۔۔ ضاربِ کفار یعقوب است راضی بر رضا
ط طا طنابِ خیمۂ عرفاں عبید اللہ ولی ۔۔۔ طاہر و طیبِ زعصیاں طرۂ فرقِ عطا
ظ ظا ظہورِ ظاہر و باطن شہِ زاہد ولی ۔۔۔ ظلِ ایزد ظرفِ اسرارِ حروفِ ضاد و ظا
ع عینِ نورِ ایزد عالم عالمِ علیم ۔۔۔ عابد و عامل شہِ درویش امانت را وجا
غ غوثِ وقت غواصِ محیطِ خواجگی ۔۔۔ غایتِ رحمت غریقِ معرفت شیرِ وغا
ف فا فقیر و فخر و فخری فیضِ آں بر عرش و فرش ۔۔۔ فانی و ہالک تن خود باقی بحق کانِ وفا
ق قرآنِ معانی قارئے لوحِ قدیم ۔۔۔ قابِ قربِ حق مجدد قاضی حکم بقا
ک کنزِ حق کلیم کاف و نوں کرارِ جنگ ۔۔۔ کامل انساں خواجہ معصوم آئینہ عقل و ذکا
ل لعلِ کانِ وحدت شیخ سیف الدین امام ۔۔۔ لولوے دریائے عرفاں آفتابِ ذی جلا
م معیارِ نقودِ اصفیا محسن ولی ۔۔۔ مطلعِ مظہر مفخر آفتابِ ارض و سما
ن نور و ہم ندیم حق بصد ناز و نیاز ۔۔۔ ہم دقایق بیں نور الدین نقاست را بنا
و واو والا گوہرِ وحدت ولایت را ولی ۔۔۔ وارثِ اسرارِ پیمبر جانِ جاناں بے ہوا

ھا ہیولائے جہانِ لاتناہی شاہِ ہند ہادیٔ راہ شاہ عبداللہ وجودِ فیضہا
ی یافتہ رافت بذیلِ یار با مطلب سائل
یا رؤف بہرِ جملہ انبیاؑ و اولیا

شجرۂ شریف در فارسی

خداوندا طفیلِ اسمِ اعظم بنورِ سیدِ اولادِ آدم
بہ سوزِ سینۂ صدیق اکبر بہ سلمانؓ و بقاسم بارِ دیگر
بہ شاہِ صفدر کرار حیدر کہ از نیروش وا شد بابِ خیبر
نہ بُد فضلے بروزِ کارزارش ز عزرائیل ضربِ ذوالفقارش
بہ آں سروِ گلستانِ نبوت بآں شمعِ شبستانِ فتوت
حسن کز محض لطفِ خیر خواہی فرود آمد بہ تختِ پادشاہی
بآں نوبادۂ باغِ رسالت بآں یکتائے میدانِ بسالت
حسین آں سرورِ جمع شہیداں سپہ سالارِ افواجِ شہیداں
بآں چشم و چراغِ اہلِ بینش کہ بروے بُد مدارِ آفرینش
علی ابن الحسین آں زین عباد کہ بود از غیرِ ذات بخت آزاد
بآں کانِ صفا و منبعِ نور کہ بود اندر بقائے عز مستور
محمد باقر آں کوہِ مفاخر کہ از تحریرش گفتند باقر
بحقِ مجمع البحرین انوار کہ شد او را ز صدیق و علی یار
امام صادق و مصداق جعفر کہ ایں دو منصب او باشد میسر
بحقِ جملہ اہلِ بیت اطہار کلان و خورد و مرد و زن بیکبار
کہ ہر یک کشتئے بحرِ یقین است چو کشتی لنگرِ روے زمین است
بآں سرمستِ صہبائے محبت کہ بُد غواص دریائے محبت
رئیسِ عشق بازاں قطبِ بسطام کہ در ایں رہ نزد چوں او کسے گام
کرو یک قطرہ از مہ تا بماہی دلش بحریست ز اسرارِ الٰہی
بشرب بوالحسن از جامِ عشقت کہ بُد شائستۂ اقدامِ عشقت

بحقِ بو علی آں قطبِ فائق
بخواجہ یوسف آں غوثِ خلائق

بعبد الخالق آں البرزِ تمکیں
امام پیشوا و رہبرِ دیں +

کہ پانہ نہادہ آں فرخندہ اختر
بجز اندر قدم گاہ پیمبر +

بحقِ خواجہ عارف کانِ معنی
بحقِ خواجہ الخیر فغنی +

بہ تمکینِ عزیزاں پیر نساج +
کہ بر چرخ بریں سود از شرف تاج

بحقِ خواجۂ باباسماسی
بآں خورشید برجِ حق شناسی

امیرِ شاہ کلال آں پیر کامل +
کہ فکرِ غیر نگذشت است در دل

بحقِ پیر پیرانِ بخارا
کزو شد سنگِ خارا ذرہ سارا

بہاؤ الدین و الدین محمد
کہ ایں راہ ہدٰے شد زو ممہد

بہ بے نقشی چو کردی سربلندش
نہادی نام شاہ نقشبندش

ز بس کزوے گرہ از کار وا شد
خطابش خواجہ مشکل کشا شد

بقطبِ حق علاؤ الدین عطار
کہ از عالم کشادے فضل اسرار

بآں پیری کہ چرخ آمد مقامش
ازاں یعقوب چرخی گشت نامش

بحق آبروئے پیر احرار
کزو زیبِ دگر بگرفت اینکار

چہ گویم من بہ وصفِ آں گرامی
کہ در وصفش چنیں گفت است جامی

مقامِ خواجہ برتر از گمان است
بروں از حدِ تقریر و بیان است

دلش بحریست ز اسرارِ الٰہی
کزو یک قطرہ از مہ تا بماہی

بخواجہ زاہد آں پیرِ صفا کیش
بجاں بازئے مولانائے درویش

بحقِ خواجگی کاندر ہدایت
نمودے درجِ اسرارِ نہایت

بآں مہرِ سپہرِ ارجمندی
ختامِ خواجگانِ نقشبندی

کہ صہبائے محبت راست ساقی
دُرِ دریائے عرفاں خواجہ باقی

بہ آں سیارِ سیرِ بے نہایت
بآں سرہنگ اربابِ درایت

بہ آں ینبوعِ اسرارِ نہانی
بہ آں شہبازِ اوجِ لامکانی

بنورِ دیدۂ فاروق احمد ؒ
کزو شرعِ محمد شد مجدد

ز نورش شد سوادِ ہند روشن
ازو سرہند شد وادئ ایمن

چراغِ محفلِ باریک بیناں   سپہ سالارِ فوجِ پاک دیناں
نسنجد ہر کہ داند ارتقایش   نگاہ ہیچکس با نقش پایش
بہر دو دیدۂ آں غوث قیوم   سعید عروۃ الوثقیٰ ا معصوم
بہ شیخ عبدالاحد آں نجم ثاقب   بہ شمس الدین حبیب اللہ ارشد
بہ پیرِ ما کہ ہست اندر زمانش   ہدایت حصر اندر آستانش
نہ شد جز بندگی آرامگاہش   ازاں شد نام عبداللہ شاہش
نگویم از کمالاتش کہ چون است   زہر وصفیکہ اندیشم فزون است
غریب و بیکسم بر من بہ بخشا   چو کس مشکل کشا نبود تو بکشا
درِ بکشائی از خوشنودیٔ خویش   برایں سرگشتہ و مہجور دل ریش
بہر کس از کرم کردی نگاہے   دو عالم را نمے سنجد بکاہے
زبحر کز فیوضت گشت ریزاں   زعینِ مکرمت برایں عزیزاں
برحمت رشحۂ ہم بر دل من   اگر ریزی شود حل مشکل من
زمن ہرگز نہ شد کارے کہ باید   گنہ زینساں کہ در گفتن نیاید
ز اعمالِ بد خود شرمسارم   نہ طاعت نے زبانِ عذر دارم
چو بر خود بینم از بس شرمساری   بدوزخ خوش ترم از رستگاری
بیامرز و مپرس از کارِ خامم   برسوائی نیرزد انتقامم
اگرچہ بس ستم بر خویش کردم   قباحتہا ز حد بیش کردم
چو مے اندیشم از دریائے جودت   خوشم با ایں ہمہ نقصِ وجودت

شجرۂ دیگر

بحق احمد و صدیق و سلمان قاسم و جعفر   جناب بایزید و بوالحسن بو قاسمِ رہبر
بہاؤ الدین علاؤ الدین یعقوب عبیداللہ   محمد زاہد و درویش خواجہ امکنہ آگاہ
محمد باقی و معصوم شہ سیف الدین   باں نور محمد جان جاں عبداللہ حق بیں
شرارِ عشق در جاں ریز و عقل و ہوش را سوزاں
منور کن دلِ دافت زمہر خویش یا رحماں

دُرِ سوم - در بیان سلسلہ چشتیہ

واضح رہے کہ آنجناب کو طریقہ چشتیہ کی نسبت اور اجازت حضرت قیوم زماں میرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور انہیں حضرت شیخ الشیوخ محمدؐ عابد سے۔ اور انہیں دلیل الرحمٰن حضرت عبد الاحد سے۔ اور انہیں خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید سے۔ اور انہیں حضرت مجددؒ الف ثانی سے۔ اور انہیں حضرت مخدوم عبد الاحد سے۔ اور انہیں حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی سے ۔

اور انہیں دو طرف سے ہوئی تھی۔ چشتیہ صابریہ کی نسبت تو حضرت شیخ محمد عارف سے۔ اور انہیں حضرت عبد الحق ردولوی سے اور انہیں حضرت شیخ جلال پانی پتی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے۔ اور انہیں مخدوم علی احمد صابر سے۔ اور انہیں حضرت شیخ فرید شکر گنج سے ۔

اور چشتیہ نظامیہ کی نسبت حضرت شیخ درویش محمدؐ بن قاسم اودھی سے اور انہیں تین طرف سے پہنچی تھی۔ ایک حضرت سعد اللہ کی طرف سے۔ اور انہیں شیخ فتح اللہ بداؤنی سے۔ اور انہیں حضرت صدر الدین طبیب لہائی سے۔ اور انہیں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے اور انہیں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا سے ۔

دوسرے حضرت سید بڈھن بھرائچی سے۔ اور انہیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلال الدین بخاری سے۔ اور انہیں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے۔ اور انہیں حضرت نظام الدین اولیا سے ۔

تیسرے حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودھی سے۔ اور انہیں حضرت سید صدر الدین اودھی سے۔ اور انہیں سید محمد گیسو دراز سے

اور انہیں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے ۔ اور انہیں حضرت فرید الدین گنجشکر علیہ الرحمۃ سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح سے ۔ اور انہیں حضرت امام الطریقۃ خواجہ معین الدین حسن سنجری رح سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رح سے اور انہیں حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی سے ۔ اور انہیں حضرت احمد ابدال چشتی سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی سے ۔ اور انہیں حضرت ابو ابراھیم اسحاق علو دینوری سے ۔ اور انہیں حضرت امین الدین ہبیرہ بصری سے ۔ اور انہیں حضرت سدید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی سے ۔ اور انہیں حضرت سلطان ابراھیم ادہم سے ۔ اور انہیں خواجہ فضیل ابن عیاض سے ۔ اور انہیں حضرت عبد الواحد ابن زید سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ بصری سے ۔ اور انہیں حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ۔ اور انہیں حضرت سید المرسلین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔

دُرِ چہارم ۔ دربیان سلسلۂ سہروردیہ

آنجناب کو طریقۂ سہروردیہ کی اجازت قطب دوراں حضرت مرزا جانِ جاناں سے حاصل ہوئی تھی ۔ اور انہیں حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد سے اور انہیں حضرت شیخ عبد الاحد سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ محمد سعید سے ۔ اور انہیں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے اور انہیں حضرت رکن الدین سے ۔ اور انہیں حضرت عبد القدوس گنگوہی سے ۔ اور حضرت سید بھرائچی سے ۔ اور انہیں حضرت اجمل بھرائچی سے اور انہیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ۔ اور حضرت رکن الدین رکن عالم سے ۔ اور انہیں حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی سے ۔

اور انہیں حضرت امام الطریقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ۔ اور انہیں حضرت ضیاؤ الدین ابونجیب سہروردی سے ۔ اور انہیں حضرت وجیہ الدین عبدالقاہر سہروردی سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ محمد بن شیخ عبداللہ عمومیہ سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ محمد سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ احمد اسود دینوری سے ۔ اور انہیں حضرت ممشاد دینوری سے ۔ اور انہیں حضرت جنید بغدادی سے ۔ اور انہیں حضرت سرّی سقطی سے ۔ اور انہیں حضرت معروف کرخی سے ۔ اور انہیں حضرت داؤد طائی سے ۔ اور انہیں حضرت حبیب عجمی سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ بصری سے ۔ اور انہیں حضرت سید امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ۔ اور انہیں حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔

دُرِ پنجم ۔ در بیان سلسلہ کبرویہ

آنجناب کو طریقۂ کبرویہ کی اجازت قیوم زمان مرزا جان جاناں سے حاصل ہوئی تھی ۔ اور انہیں شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سے اور انہیں حضرت عبد الاحد سے ۔ اور انہیں حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ یعقوب چرخی کشمیری سے ۔ اور انہیں حضرت کمال حسین خوارزمی سے ۔ اور انہیں حضرت حاجی محمد جوشانی سے ۔ اور حضرت شاہ بہدواری سے ۔ اور انہیں حضرت رشید الدین بہدواری سے ۔ اور انہیں حضرت سید میر عبداللہ برزش آبادی سے ۔ اور انہیں حضرت خواجہ اسحاق شہید جیلانی سے ۔ اور انہیں سید میر علی ہمدانی سے ۔ اور انہیں حضرت محمود الغزفانی سے ۔ اور انہیں حضرت علاء الدولہ سمنانی سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ عبداللہ صفوانی سے ۔ اور انہیں حضرت شیخ احمد جورغانی سے ۔

اور انہیں حضرت شیخ علی لالہ سے۔ اور انہیں حضرت مجد الدین بغدادی سے۔ اور انہیں حضرت امام الطریقت شیخ نجم الدین کبریٰ سے اور انہیں حضرت شیخ روزبہان فارس بقلی سے۔ اور انہیں حضرت عمار یاسر سے۔ اور انہیں حضرت ابوبکر نساج سے۔ اور انہیں حضرت ابوقاسم گرگانی سے۔ اور انہیں حضرت خواجہ عثمان مغربی سے۔ اور انہیں حضرت ابو علی کاتب سے۔ اور انہیں حضرت ابو علی رودباری سے اور انہیں حضرت جنید بغدادی سے۔ اور انہیں حضرت سری سقطی سے۔ اور انہیں حضرت معروف کرخی سے۔ اور انہیں حضرت داؤد طائی سے۔ اور انہیں حضرت حبیب عجمی سے۔ اور انہیں حضرت حسن بصری سے۔ اور انہیں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے۔ اور انہیں حضرت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے۔

اور نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد سے۔ اور انہیں حضرت شیخ رکن الدین سے۔ اور انہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے۔ اور انہیں حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی سے۔ اور انہیں حضرت سید بڈھن بہرائچی سے۔ اور انہیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے۔ اور انہیں حضرت شیخ حمید الدین سمرقندی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ شمس الدین ابی محمود بن ابراہیم فرغانی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ احمد سے۔ اور انہیں حضرت باباکمال جنیدی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ نجم الدین کبروی سے۔ اور انہیں حضرت روزبہان بقلی سے۔ الیٰ آخرہ۔

درِ ششم۔ در بیان سلسلہ مداریہ

آنجناب کو طریقہ مداریہ کی اجازت حضرت قیوم زمان مرزا جانِ جاناں سے حاصل تھی۔ اور انہیں حضرت شیخ محمد عابد سے۔ اور انہیں حضرت عبدالاحد سے۔ اور انہیں خواجہ محمد سعید سے۔ اور انہیں

حضرت مجدد الف ثانی سے۔ اور انہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے۔ اور انہیں حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی سے۔ اور انہیں حضرت سید بڈھن بھڑایچی سے۔ اور انہیں حضرت سید اجمل بھڑایچی سے۔ اور انہیں حضرت امام الطریقت حضرت بدیع الدین شاہ مدار سے۔ اور انہیں حضرت شیخ طیفور شامی سے۔ اور انہیں حضرت عین الدین شامی سے۔ اور انہیں حضرت عبد اللہ علمدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور انہیں حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور انہیں حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی ✣

دُرِ ہفتم۔ دربیان سلسلۂ قلندریہ

آنجناب کو سلسلہ قلندریہ کی اجازت حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور انہیں حضرت شیخ محمد عابد سے۔ اور انہیں حضرت خواجہ محمد سعید سے۔ اور انہیں حضرت مجدد الف ثانی سے۔ اور انہیں حضرت مخدوم عبد الاحد سے۔ اور انہیں حضرت رکن الدین سے۔ اور انہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے۔ اور انہیں حضرت شیخ عبد السلام عرف شاہ علی جونپوری سے اور انہیں حضرت شاہ محمد بن قطب الدین جونپوری سے۔ اور انہیں اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ قطب الدین ستیاولی سے۔ اور انہیں امام الطریقت حضرت نجم الدین قلندر بن حضرت نظام الدین غزنوی سے۔ اور انہیں حضرت سید خضر رومی سے۔ اور انہیں حضرت عبد العزیز مکی سے۔ اور انہیں حضرت سید ہر دو سرا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی ✣

جوہر دوم

در احوال پیران نقشبندیہ

اس میں جناب نبی المختار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر جناب کے پیر بزرگوار تک کے حالات مندرج ہیں اور ۳۷ گوہر پر مشتمل ہے

گوہر اوّل

حضرت امام الانبیا امیر الاصفیا سید عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے احوال میں

نعت شریف

کانِ عرفانِ جہاں احسانِ دُرجِ اصطفا — تختِ رفعت بختِ دولت مہرِ چرخِ اجتبا
شاہِ عالم ماہِ اعظم نورِ انوارِ قدم — سرِ اسرار الٰہی وحبیبِ انبیا
بدرِ ایماں صدرِ احساں صاحبِ فضل وکرم — رُوحِ رحمت رُوحِ راحت نوحِ فلکِ اہتدا
آیتِ حق فیضہائے مُطلقِ انسان وجاں — خُلق پرور خَلق گستر شافعِ روزِ جزا
شاہِ اسرٰے ماہِ اقصٰے آفتابِ چرخِ قُرب — عرش منزل عیش حاصل محفل آرائے دنٰے
نورِ رحماں فیضِ یزداں الحتِ فرحِ جہاں — شان وشوکت آنِ ابہت منبعِ جود وعطا
شمسِ رافت مہرِ رحمت نیّرِ برجِ شرف
نجمِ عرفاں رجمِ شیطاں دافعِ شرک وبلا

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمٰعیل اور ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے ہیں نسبت شریف کا سلسلہ حسب ذیل ہے

حضرت ابو القاسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر بن نزار بن سعد بن عدنان بن اد بن اود بن الیسع بن الیمسع بن یعرب بن یشحب بن بست بن قیدار بن اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ بن آذر بن ناخور بن شارح بن راغون بن فالخ بن عامر بن بہلو بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن الملک بن متوشلح بن اخنوخ بن برد بن بارود بن مہلائیل بن قینان بن سام بن ہانک بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام وعلیہ وعلے جمیع الانبیاء الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہ وہب بن عبدالمناف بن قصی مذکور کی اولاد سے تھیں +

آنجناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت نوشیرواں کے عہد میں عیسےٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد فجر کے وقت سوموار کے روز بارھویں ماہ ربیع الاول سال فیل کو مکہ معظمہ میں واقع ہوئی۔ بادل کے ایک ٹکڑے نے آپ کے مبارک سر پر سایہ ڈالا۔ اور آنجناب سربسجود ہوئے۔ اور پھر سر اٹھا کر فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور بہت سے معجزات ظہور میں آئے مثلاً فارس کی آگ کا بجھنا۔ دریا کا خشک ہونا۔ اور پانی کا جاری ہونا +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ آپ کی ولادت سے پیشتر ہی فوت ہو چکے تھے۔ اور والدہ ماجدہ کا ولادت کے سات سال بعد انتقال ہوا جب آپ کا سن شریف آٹھ سال دو مہینے کا ہوا۔ تو آپ کے دادا بزرگوار عبدالمطلب بھی جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اور پھر آنجناب کا چچا ابوطالب آپ کی تربیت کا متکفل ہوا

اور حکم الٰہی کے مطابق اسرافیل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملازم ہوئے اور گیارہ سال کے بعد جبرائیل علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اور موافقت کا فخر حاصل ہوا۔ لیکن خفیہ طور پر۔ جب وحی کے دن نزدیک آئے تو آنجناب نے غار حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ اور چالیسویں سال ستائیسویں ماہ رجب المرجب کو پیغمبری عطا ہوئی۔ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ سے لیکر مَالَمْ یَعْلَمْ تک نازل ہوا۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے وضو اور نماز کا طریقہ سکھلایا +

پہلے پہل ابوبکرؓ۔ علی مرتضےٰؓ اور خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔ اور باونویں سال معراج واقع ہوا۔ اور معراج کے ایک سال بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ اور آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔ اور تمام جہاد اور اشاعت دین مدینہ منورہ میں کی۔ سوموار کے روز بارھویں ربیع الاول کو صبح کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حجرہ میں آرام کیا۔ عطر اللھم قبرہ الکریم (اے پروردگار آنجناب کی مکرم قبر کو خوشبودار کر) آپ کی تاریخ رحلت لفظ حبؔ سے نکلتی ہے +

گوہر دوم

کاشف اسرار تحقیق حضرت جناب امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال میں

آپ کا اسم مبارک جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سرور کائنات نے آپ کا اسم مبارک عبد اللہ رکھا اور آپ کی کنیت ابوبکر کی +

آپ بلحاظ سلسلہ نسب ساتویں پشت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح ملتے ہیں۔ ابوبکر بن قحافہ بن علیمان بن عامر بن عمر بن کعب

بن تیم بن مرہ بن کعب +

آپ کی والدہ ماجدہ سلمیٰ، صخر کی بیٹی ہیں۔ واقعہ فیل کے دو سال اور چار ماہ بعد سوموار یا منگلوار کو آپ پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ معجزہ دیکھے بغیر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس واسطے آپ کو **صدیق** کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہجرت کا حکم لائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ہمراہی کون ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ابوبکر صدیق، اس روز سے آپ کا لقب صدیق ہوگیا۔ اور جو چار خصوصیتیں آپ کو حاصل ہیں۔ وہ سارے صحابہ کو بھی حاصل نہیں +

اوّل یہ کہ آپ غار میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یار تھے +

دوم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یار آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے +

سوم۔ بغیر کسی وسیلہ کے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدفن میں جگہ ملی +

چہارم۔ پیغمبر ہونے سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت تک آپ سفر و حضر میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ رہے۔ اور وفات کے بعد بھی رسُول خدا ہی کی ملکیت میں رہے۔ جدا نہ ہوئے +

روایت کی گئی ہے کہ ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں اس طرح تشریف فرما ہوئے کہ جناب کا دایاں ہاتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر تھا۔ اور بایاں ہاتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر۔ اور فرمایا کہ "میں اسی طرح مروں گا۔ اور اسی طرح میں دفن ہونگا۔ اور اسی طرح میرا حشر ہوگا" +

اور آپ کی فضیلتوں میں سے ایک بڑی فضیلت یہ تھی کہ آپ کے والدین سب اصحابی تھے۔ آپ کے فضائل میں بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں:۔ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جیش العشرۃ میں فرمایا کہ اسلام کے لشکر کی سب لوگ مدد کریں۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ آج تو ضرور ابوبکر سے زیادہ میری قدر و منزلت ہوگی۔ میں آدھا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اپنے بال بچے کے لئے بھی کچھ رکھا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی رکھا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رض جو کچھ کہ اُن کے پاس تھا سب لے آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے عیال و اطفال کے لئے بھی کچھ رکھا ہے۔ آپ نے عرض کی کہ اللہ اور رسول (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے) ✤

اور نیز یہ روایت کی گئی ہے کہ آپ کے پاس پھٹی پرانی گودڑی تھی وہ اپنی گردن میں ڈال لی۔ اور جہاں جہاں پھٹی ہوئی تھی وہ کھجور کی لکڑی سے ڈھانپ لی تا کہ بدن ننگا نہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (حضرت ابوبکر رض کے) حاضر ہونے سے پیشتر جبرائیل علیہ السلام ویسے ہی لباس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب فداہ روحی امی وابی نے پوچھا کہ یہ کیسا لباس ہے جو تم نے پہنا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ آسمان کے تمام فرشتوں کو اللہ تعالےٰ نے حکم کر دیا ہے کہ ایسا لباس پہنو۔ اس واسطے کہ ابوبکر صدیق رض نے ایسا لباس پہنا ہے اتنے میں ابوبکر صدیق رض بھی اُسی لباس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ✤

اور نیز عمرو ابن العاص رض سے صحیحین میں روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ[1] عورتوں میں سے کس کو پیار کرتے ہیں۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ عائشہ کو۔ پھر میں نے پوچھا کہ مردوں میں سے آپ کسے محبت کرتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اُس کے والد (ابوبکر) کو ✤

اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت صاحبی فی الغار وصاحبی فی الحوض تو غار میں اور حوض میں میرا مصاحب ہے ✤

---

[1] من النساء احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا ✤

اور عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤمھم غیرھم جن لوگوں میں حضرت ابو بکر ہوں۔ اُن کے لئے مناسب نہیں کہ غیر کو امام بنائیں ✦

اور نیز عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ابو بکر صدیقؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت عتیق من النار فیومئذ سمی عتیقا تو بیشک آگ سے آزاد ہے۔ اُسی روز سے آپ کا لقب عتیق ہوگیا ✦

اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من انا اول من انشق عن الارض ثم ابو بکر الحدیث پہلے قبر سے مَیں نکلونگا اور میرے بعد ابو بکرؓ ✦

آپ ہی پہلے خلیفہ اور مسند نشین ہیں۔ آپ کی مدت خلافت دو سال تین ماہ اور سات روز تھی۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎

صدیق نقی دو سال و ۳ ماہ بر مسندِ شرع مصطفےٰ بود

آپ کی عمر، عمر نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تھی۔ اور آپ کی وفات کی نسبت مختلف روایتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے بائیسویں جمادی الاولیٰ یا تئیسویں جمادی الاخرے ہفتے کی رات مغرب اور عشا کے درمیان وفات پائی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نویں ربیع الاول کو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جمعرات کے روز ستائیسویں ذی الحجہ تیرہ ہجری (۱۳ھ) میں واقع ہوئی ✦

آپ کی قبر مبارک پیغمبر خدا کے روضہ مبارک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پیچھے اس طرح واقع ہے کہ آپ کا سر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ہے۔ اور چونکہ انبیا کے بعد باقی تمام خلقت سے فضیلت میں یکتا ہے۔ اس لئے ع

از لفظ احد سال وصالش پیدا است

لفظ احد ۱۳ سے آپ کا سن وفات ظاہر ہوتا ہے ✦

گوہر سوم

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں

عرفان ایزدی کے میدان کے شاہسوار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ سے ہیں۔ اور خندق میں اور بعد ازاں مشاہدہ سے حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق جن لوگوں کا بہشت مشتاق ہے ان میں سے ایک حضرت سلمان فارسی ہیں۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سلمان فارسی ہم میں سے ہے اور ہمارے اہل بیت سے ہے۔ جو آپ کی فضیلت اور شرافت کے لئے کافی دلیل ہے +

طریقت میں آپ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور نیز جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منسوب ہیں۔ آپ کی عمر ایک قول کے مطابق ۲۵۰ اور اکثر قول کے مطابق ۳۵۰ سال تھی۔ اور دسویں رجب ۳۶ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ اور مدائن میں مدفون ہوئے۔ امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ ایک ہی رات میں مدینہ سے بطور طی ارض (زمین کا طے کرنا) مدائن میں گئے اور آپ کو غسل دیکر اسی رات مدینہ منورہ میں تشریف لائے +

آپ کا سن وفات لفظ لباب سے نکلتا ہے +

گوہر چہارم

شراب تحقیق کے سرمست حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں

آپ فقہائے سبعہ (سات مشہور فقیہ) سے تھے۔ اور آپ کو باطنی حالات نسبت برکتیں اور فیض سلمان فارسی سے حاصل ہوئی تھیں۔ اور انہیں کی خلافت اور اجازت

سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ اولیائے کبار اور مقرب ابرار سے ہیں۔ آپ کی توصیف
میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے باوجود اس قدر کمالات کے
جو آپ کو سینہ بسینہ آباؤ اجداد سے حاصل ہوئے تھے، آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اور آپ
نے مدینہ سکینہ میں ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۰۱ھ ہجری کو وفات پائی۔ آپ کے اسم مبارک کے
پہلے نصف حصے (قا) سے آپ کا سن وفات معلوم ہوتا ہے ✦

گوہر پنجم

طبیب حاذق چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کے حالات میں

آنجناب کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب صادق ہے۔ آپ دین و مذہب کے
امام اور شریعت اور طریقت کے ہادی ہیں۔ اور صاحب شوق کے رہنما۔ اصحاب ذوق
کے پیشوا۔ زاہدوں کے پیشرو۔ عابدوں کے سردار۔ حقائق الٰہی اور تفسیر قرآنی کے
لطائف کے مصنف۔ اور تمام علوم کے جامع ہیں۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کے امام تھے
اور اکثر طرق عالیہ کے مدار المہام تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے
آپ کی صحبت سے مشرف ہو کر بیعت کی اور باطنی فیض حاصل کئے۔ چنانچہ امام صاحبؒ
فرماتے ہیں لولا السنتان لهلك النعمان (اگر نعمان کی دو سال عمر نہ ہوتی تو نعمان
ہلاک ہو جاتا) کہتے ہیں کہ آنجنابؓ نے امام اعظمؒ سے پوچھا کہ عقلمند کون ہے۔
آپ نے فرمایا، جو خیر و شر میں تمیز کر سکے۔ آنجنابؓ نے فرمایا کہ خیر و شر میں تو چوپائے
بھی تمیز کر سکتے ہیں۔ بلکہ عقلمند وہ ہے کہ دو خیر اور دو شر میں تمیز کر سکے تاکہ دو نیکیوں
میں سے جو اچھی ہو اُسے اختیار کرے۔ اور دو شروں میں سے جو خراب ہو اُسے
چھوڑ دے ✦

اور نیز آنجنابؓ نے امام صاحبؒ سے پوچھا کہ نماز کی چابی، اس کا افتتاح
اور استفتاح کیا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ نماز کی چابی وضو ہے۔ اور افتتاح
تکبیر اولے۔ اور استفتاح رو بقبلہ ہونا۔ اور سبحانک اللھم پڑھنا ✦

آنجنابؓ کی تمام کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ مردہ گائے زندہ ہوئی حکم الٰہی

کے موافق ۔

آپ کی ولادت مدینہ سکینہ میں سنشہ ہجری کو ہوئی ۔ اور اڑسٹھ سال کی عمر میں سنہ ۱۴۰ھ کو رحلت فرمائی ۔ اور جہاں پر آنجناب کے والد ماجد اور دادا بزرگوار کے مقبرے تھے وہیں مدفون ہوئے ۔

آنجنابؓ کی تاریخ وفات لفظ **ناصح** سے نکلتی ہے ۔

آنجنابؓ کا سلسلہ طریقت قاسم بن محمد بن ابوبکر سے ہے ۔ جو سلمان فارسی کی طرف سے امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضؓ سے ملتا ہے ۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک امام محمد باقر ہے ۔

گوہر ششم

بزرگان دین کے فخر حضرت امام محمد باقر رضؓ کے احوال میں

آنجناب کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوجعفر اور لقب باقر ہے ۔ آپ بارہ اماموں میں سے پانچویں امام ہیں ۔ آپ علمی دقائق اور قرآنی اشارات اور لطائف سے کماحقہٗ واقف تھے ۔ آپ کی کرامات ظاہر آیات صحیح اور رہبر اور دلیلیں نہایت صاف تھیں ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نابینا ہو چکے تھے ۔ تو آنجنابؓ سے ملاقات میسر ہوئی ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن علی بن حسینؓ ہوں ۔ جابر نے کہا ۔ اے فرزند ! آگے آ ۔ آپ آگے بڑھے ۔ تو جابر رضؓ نے آپ کے ہاتھ چومے ۔ اور پاؤں چومنے کا ارادہ کیا ۔ لیکن آنجنابؓ نے روک دیا جابر رضؓ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھے سلام کہا ہے ۔ آنجنابؓ نے فرمایا علیٰ رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ نے جابر رضؓ سے اس ماجرے کی تفصیل پوچھی ۔ تو اُس نے بیان کیا کہ ایک روز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا ۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر شاید تو اُس وقت تک زندہ رہے کہ تو میرے ایک فرزند محمد بن حسین نام سے ملاقات کرے ۔ اللہ تعالےٰ سے ایک خاص فہم اور حکمت عطا کریگا ۔ اُسے میرا سلام پہنچا دینا ۔

آنجناب کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بزرگ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ما حق المؤمن علی اللہ (اللہ تعالیٰ کا مومن پر کیا حق ہے) تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے تین مرتبہ سوال کیا۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مومن کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اس درخت کو کہدے کہ آجا۔ تو وہ درخت آجائے۔ وہ بزرگ بیان کرتا ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ درخت چلکر آپ کی طرف آ رہا ہے۔ لیکن آپ نے اشارہ کیا کہ تُو اپنی جگہ قایم رہ۔ اس بات سے میری یہ غرض نہ تھی کہ تو آجائے۔

آپ کی ولادت مدینہ سکینہ میں ۵۷ھ ہجری کو ہوئی۔ اور وفات ۱۱۴ھ ہجری کو ہوئی۔ آپ کی ولادت کی نسبت مختلف رائیں ہیں۔ بعض تو کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت جمعہ کے روز۔ اور بعض کہتے ہیں کہ منگل کے روز ۶۔ ماہ صفر کو اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۔ ماہ صفر کو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ اور اسی طرح عمر کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ کی عمر ۵۲ سال ۵۲ دن تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۸ سال۔ اور بعض کہتے ہیں ۶۳ سال عمر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ۷۲ سال تھی۔ اور اسی طرح تاریخ وفات کی نسبت بھی مندرجہ ذیل اختلاف رائے ہے۔ ہفتے کے روز چوتھی ماہ صفر ۱۱۴ھ۔ ۱۱۔ ماہ رجب ۱۱۴ھ ماہ شعبان ۱۱۴ھ۔ ۱۱۸ھ۔ ۱۲۰ھ۔ ۱۲۷ھ۔ آپ کا مرقد بقیع میں ہے۔ آپ کی تاریخ وفات لفظ دبیر سے نکلتی ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم مبارک امام زین العابدین ہے۔

گوہر ہفتم

افتخار العارفین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں

آپ کی کنیت امام ابو محمد۔ ابو الحسن ابو قاسم اور ابو بکر ہے۔ اور سجاد اور زین العابدین آپ کے القاب ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ یزدجرد کی بیٹی ہیں جو نوشیروان عادل کی اولاد سے ہے۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے ہر چند کہا کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، آگ لگ گئی آگ لگ گئی۔ لیکن آپ نے سر سجدہ سے نہ اُٹھایا۔ نماز کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ کس چیز نے آپ کو آگ سے غافل رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ آخرت کی آگ نے ٭

آنجناب کی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک روز مع اصحاب آپ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہرنی نے آکر سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہرنی کہتی ہے کہ کل میرا بچہ فلاں قریش لے گیا ہے۔ اور میں نے کل سے اسے دودھ نہیں پلایا۔ بعض حاضرین نے دل میں اس بات سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس قریش کو لاؤ۔ جب وہ قریش آیا۔ تو آپ نے اُسے فرمایا کہ اس ہرنی کا بچہ جو کل تو لے گیا تھا۔ اُسے لے آتا کہ یہ (اس کی ماں) اُسے دودھ پلائے وہ قریش بچہ کو لے آیا۔ اس ہرنی نے بچے کو دودھ پلایا۔ اور آپ نے وہ بچہ قریش سے لے کر ہرنی کے حوالے کیا۔ وہ ہرنی زبان حال سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوئی روانہ ہوئی۔ حاضرین نے پوچھا کہ اب کیا کہہ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے دعائے خیر کرتی ہے کہ جزاکم اللہ خیرا ٭

امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کو علی اصغر کے نام سے پکارا کرتے تھے آنجناب کی عمر ۶۰ سال تھی۔ آپ کی تاریخ کی نسبت مختلف آئیں حسب ذیل ہیں۔ جمعہ کے روز یا جمعرات کے روز ماہ جمادی الاخرے۔ شعبان ۳۰ھ ہجری یا ۳۸ھ ہجری اور قول صحیح کے مطابق ۳۶ھ اور ایک قول کے مطابق ۳۷ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور آپ کی وفات مدینہ سکینہ میں واقع ہوئی۔ اس کی تاریخ کی نسبت بھی حسب ذیل مختلف رائیں ہیں۔ سوموار کے روز ۱۲۔ محرم ۹۴ھ ۹۵ھ ۹۶ھ آپ کی تاریخ وفات عابد زاہد سے نکلتی ہے۔ آپ کے والد بزرگوار اور پیر طریقت کا اسم مبارک امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے ٭

گوہر ہشتم

قرۃ العین امیر الثقلین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب شہید، دفی، زکی، اور سبط ہے۔
آپ چھٹے ماہ کے پیدا ہوئے۔ کوئی لڑکا یحییٰ بن ذکریا علیہم السلام کے سوا چھ مہینے کا پیدا نہیں ہوا۔ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے پچاس روز بعد حضرت فاطمۃ الزہرا حاملہ ہوئیں اور جب امام حسین رضؓ پیدا ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی کرم اللہ وجہہٗ آپ کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے موسٰے علیہ السلام کے لئے ہارون۔ ہارون کے دوسرے بیٹے کا نام شبیر تھا۔ اور یہ بھی چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ اس لئے اس کا نام شبیر رکھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شبیر کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ حسین کہتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت نے آپ کا اسم مبارک حسین رکھا۔ اور یہی معاملہ امام حسنؓ کی پیدائش کے وقت ہوا تھا۔ یعنی حکم الٰہی کے مطابق جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کی تھی کہ ہارون کے پہلے فرزند کا اسم شبر ہے جس کا ترجمہ حسن ہے۔
آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب تقی اور سید ہے۔ آپ نے پچیس ۲۵ حج پا پیادہ کئے۔

آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی دعا سے سوکھا درخت فوراً ہرا بھرا ہو گیا اور اس میں میوہ لگا۔

آپ کی ولادت مدینہ سکینہ میں ہوئی۔ اور تاریخ ولادت آپ کی ۵ رمضان ۳ھ کو ہوئی۔ اور تاریخ وفات کی نسبت مختلف رائیں ہیں ۱۵۔ ربیع الاول۔ ۱۵۔ ربیع الآخر۔ ۱۱ ربیع الآخر۔ یکم محرم ۵۰ھ ۴۹ھ کو ہوئی۔ آپ بقیع میں مدفون

ہوئے۔ اور لفظ محبؔ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے +

حضرت امام حسن اور حسین صورت و شکل میں ایک دوسرے کے مشابہ تھے جب اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کے چہرے اور پیشانی کی روشنی سے لوگ رستہ دیکھ لیتے۔ اور سینے سے قدم تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور حضرت امام حسن ع سر سے لیکر قدم تک سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مشابہ تھے +

آنجناب کی کرامتوں اور فضیلتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اس مختصر میں گنجائش نہیں +

آپ کی ولادت مدینہ سکینہ میں ہوئی۔ اور تاریخ پیدائش کی نسبت حسب ذیل مختلف رائیں ہیں۔ ۴۔ ماہ شعبان ۔ ۵۔ ماہ شعبان ۴ھ ۔ اور آنجناب کی عمر ستاون سال پانچ ماہ تھی۔ اور کربلا میں منگل یا جمعہ کے روز دسویں محرم ۶۱ھ کو شہید ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات اس مصرعہ سے نکلتی ہے ع

سرِ دین سا برید بید سینے

کسی نے کہا ہے کہ ایک عدد کم ہے یعنی دین کا سر دال ہے۔ اگر دال ۴ دیں تو باقی ی ن رہ جاتا ہے جن کے ساٹھ عدد ہیں اور تاریخ وفات سے ایک سال کم ہے۔ کیونکہ سن وفات ۶۱ھ ہجری ہے +

گوھر نہم

دائرہ ولایت کے مرکز حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے حالات میں

آنجناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں آپ کی کنیت ابوتراب اور ابو الحسن ہے۔ آپ کو ابوتراب سے بڑھکر اور کوئی نام اچھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس کنیت سے

مشرف کیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن آپ فاطمۃ الزہراؓ سے ناراض ہو کر مسجد میں آکر سو گئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بات سُنی۔ تو فوراً مسجد پہنچے۔ اور آپ کو خاک میں لتھڑا ہوا مسجد کے دروازے میں سویا ہوا پاکر فرمایا۔ اے ابو تراب اُٹھ ÷

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر پیغمبر کے فرزندوں کی ذریت کو میری پیٹھ میں رکھا ہے۔ اور میری اولاد کی ذریت کو علی کرم اللہ وجہہٗ کی پیٹھ میں ÷

اور نیز فرمایا کہ جو شخص علی کرم اللہ وجہہٗ کو ناراض کریگا۔ گویا وہ مجھے ناراض کریگا ÷

اور نیز فرمایا کہ بہشت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار اور سلمان کا مشتاق ہے ÷

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک کنکر ہاتھ میں لیا وہ کنکر سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ اس طرح پڑھ رہا تھا کہ تمام لوگ اُسے سُن رہے تھے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ کنکر زمین پر پھینک دیا۔ بعد ازاں امیر المومنین ابوبکر صدیق رضؓ نے اُٹھایا۔ تو آپ کے ہاتھ میں آکر بھی تسبیح کہنے لگا اور اسی طرح عمر رضؓ عثمان رضؓ علی کرم اللہ وجہہٗ تینوں صاحبان نے باری باری ہاتھ میں لیا اور کنکر تسبیح کہتا رہا۔ ابوذر رضؓ بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ آنحضرت نے اُسے فرمایا کہ تو بھی کنکر اُٹھا۔ جب اس نے اُٹھایا تو کنکر نے تسبیح نہ کہی۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ روحی فداہ امی وابی! اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے ہاتھ میں آکر یہ تسبیح نہیں کہتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو خلفائے راشدین کی برابری کرنا چاہتا ہے ÷

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ میں دریائے فرات طغیانی پر تھا۔ تمام لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ دریا طغیانی پر ہے اور اس سے جان و مال کا نقصان ہو رہا ہے۔ آپ پُل پر جاکر کھڑے ہوئے اور عصا سے اشارہ کیا۔ تو ایک گز پانی کم ہو گیا۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ اور بھی کم ہو

چاہیئے۔ پھر آپ نے عصا سے اشارہ کیا، تو ایک گز پانی اور بھی اُتر گیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ تین گز پانی اُتر جانا چاہیئے۔ ویسا ہی ہُوا۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ اس قدر کافی ہے +

آپ چوتھے خلیفہ ہیں اور مُدت خلافت چار سال نو مہینے اور چار روز ہے اور بعض کے نزدیک پچاس سال۔ آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے اندر واقع ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ اسد بن ھاشم کی بیٹی بیت اللہ شریف کے طواف میں مشغول تھیں کہ دردِ زہ شروع ہُوا۔ آپ کی والدہ نے آنحضرت ؐ کو اس امر کی اطلاع دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کعبے کے اندر چلی جاؤ فاطمہ کعبے کے اندر آئیں اور وہیں بچہ پیدا ہُوا۔ اس دن جمعے کا روز اور تیرھویں رجب تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ساتویں شعبان تھی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ کی عمر پندرہ، تیرہ، گیارہ، دس یا آٹھ سال کی تھی۔ اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور آپ کی عمر کے بارے میں چار مختلف رائیں حسب ذیل ہیں۔ ترسٹھ سال عمر نبویؐ کے موافق پینسٹھ سال۔ ستاون سال۔ اٹھاون سال لیکن پہلا قول بہت صحیح ہے۔ ۱۷۔ رمضان ۴۰ھ ہجری کو کوفہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم جعل اللہ ملجما بلجام النار نے قطامہ نام عورت کے بہکانے سے جناب کو زخمی کیا۔ اور ماہ مذکور کی انیسویں تاریخ سوموار کی رات آپ نے شہادت پائی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اکیسویں یا چوبیسویں محرم جمعرات کو شہادت پائی۔ آپ کا مزار مبارک نجف میں ہے۔ آپ کی تاریخ شہادت لفظ مہر کے سر یعنی مہ سے ظاہر ہے +

گوہر دہم

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا

کے احوال میں

آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دختر نیک اختر خدیجۃ الکبریٰ کے بطن

سے تھیں۔ اور علی مرتضےٰ کی بیوی تھیں۔ آپ کا نکاح صحیح روایتوں کے مطابق ہجرت سے دو سال بعد ماہ صفر کے اخیر میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آپ کی ولادت سال فیل کے اکتالیسویں سال مکہ میں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد +

اور آپ کی تاریخ وفات کی نسبت بھی حسب ذیل مختلف اقوال ہیں ۱۰ شعبان ۳ رمضان ۱۲ جمادی الاخری ۱۱ھ ہجری۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ یا چار مہینے بعد۔ مدینہ سکینہ میں آپ کا مرقد منور ہے۔ اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا مدفن گھر میں تھا۔ بعد ازاں بنی اُمیہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو بڑا بنایا۔ اور مسجد میں داخل ہوئی +

آپ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرکز ولایت کے مالک ہیں۔ کوئی شخص ان کے وسیلے بغیر ولایت کا مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ ان دو کے ظہور سے پیشتر پہلی اُمتوں کے لوگ جب بارگاہ الٰہی کے مقرب بنتے۔ تو آپ ہی کی رُوح کی توجہ سے بنتے تھے۔ اور قیامت تک یہ وسیلہ جاری رہیگا۔ اور یہ مرتبہ آپ کے بعد حضرات حسنینؓ کو حاصل تھا۔ پھر درجہ بدرجہ آئمہ معصومین کو پہنچا۔ اور بعد ازاں حضرت **غوث الاعظم** رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ اور پھر یہ خلعت فاخرہ حضرت **مجدد الف ثانی** رحمۃ اللہ علیہ کے زیب تن ہوئی کہ قیامت تک جو شخص ولایت کی راہ قرب الٰہی کو پہنچیگا۔ اس میں حضرت **مجددؒ الف ثانی** کی توجہ ضرور ہوگی +

گوہر یازدہم

سُلطان العارفین قطب رومی وشامی حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں

آپ کا اسم مبارک طیفور بن عیسےٰ بن آدم سروشاں ہے۔ آپ کے دادا بزرگوار آتش پرست تھے، پھر مسلمان ہوگئے۔ آپ احمد خضرویہ۔ ابو حفص اور یحییٰ معاذ کے

ہمعصر تھے۔ اور شقیق بلخی کو بھی آپ نے دیکھا تھا۔

آپ عارفوں کے سلطان اور صادقوں کے لئے برہان تھے۔ بہ نسبت خلق کے خالق کی محبت آپ کے دل میں زیادہ تھی۔ اور جہان کے قطب اور تمام اوتادوں کے ریاضت اور مجاہدہ میں سردار تھے۔ اس زمانے کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ بایزید ہم میں ایسا ہے جیسا فرشتوں میں جبرائیل ؑ +

اور جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ راہ توحید کے سالکوں کی انتہا بایزید کی ابتدا کے برابر ہے۔ اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ کہا گیا تھا کہ دو سو سال کے بعد فضل الٰہی کی نسیم ایک باغ میں چلیگی اور اس سے ایک پھول پیدا ہوگا +

شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو بایزید رح سے پُر دیکھتا ہوں، لیکن بایزید رح بیچ میں نہیں یعنی جو کچھ بایزید رح ہے۔ وہ حق میں محو ہے +

آپ کی والدہ صاحبہ کا بیان ہے کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا۔ تو یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی مشتبہ لقمہ میں مُنہ میں ڈالتی تو بایزید میرے شکم میں ہلتا۔ اور وہ لقمہ میرے مُنہ میں ہی چپک جاتا۔ جب تک کہ میں اس لقمہ کو نکال نہ لیتی آرام نہ ہوتا +

اس بات کی تصدیق اس سے بخوبی ہوتی ہے کہ جب بایزید علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ اس راہ میں سب سے اچھی چیز کونسی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مادر زاد دولت لوگوں نے پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ دانا دل۔ پھر لوگوں نے کہا۔ اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ بدن طاقتور ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر آپ نے فرمایا۔ پھر ناگہانی موت بہتر ہے +

منقول ہے، جب آپ لڑکپن میں استاد سے قرآن قرآن پڑھنے پڑھتے اس آیت واشکرلی ولوالدیك پر پہنچے تو تختی ہاتھ سے رکھ دی۔ اور والدہ صاحبہ کی خدمت میں آکر پوچھا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری تابعداری بھی کرو اور اپنے والدین کی بھی۔ میں دو گھروں کا مالک نہیں ہوسکتا۔ یا تو آپ اللہ تعالےٰ سے اجازت لے لیں کہ میں آپ کی ملکیت ہوجاؤں یا مجھے خدا کی سپرد کرو تاکہ میں اس کی ملکیت ہوجاؤں۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا "جا" میں نے تجھے خدا کے کام میں لگایا

اور اپنا حق مجھے بخشا۔

پس آپ بسطام سے نکلکر تیس سال ملک شام کے جنگل میں پھرتے رہے۔ اور ریاضت کرتے رہے۔ اور بے خوابی اور بھوک کو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا۔

آپ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اور ایک سو تیرہ ۱۱۳ پیروں کی خدمت کی اور سب سے فائدہ اٹھایا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں باطنی سلوک کو درجہ تکمیل تک پہنچایا۔ اور مشرف بخلافت ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے آپ کو فرمایا کہ وہ کتاب طاقچہ سے لا۔ آپ نے عرض کی کہ کونسا طاقچہ۔ امام صاحبؓ نے فرمایا کہ مدت سے تو اس گھر میں رہتا ہے اور ابھی تک تو نے طاقچہ نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کی کہ میں طاقچے دیکھنے کے لئے نہیں آیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو بسطام چلے جاؤ۔ تمہارا کام درجہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ جیسا کہ مولانا بدرالدین سرہندی محقق کی کتاب سنوات الاتقیا میں لکھا ہے۔

اور رشحات میں لکھا ہے کہ نقل صحیح سے ثابت ہے کہ آپ کی ولادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ اور امام صاحبؓ نے صرف بحیثیت باطنی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی۔ نہ بحیثیت ظاہر وصورت۔

کہتے ہیں کہ جب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز ادا کرتے، تو اللہ تعالیٰ کے خوف اور شریعت کی تعظیم کے سبب آپ کے سینے کی ہڈیوں میں سے آواز نکلتی۔

ایک روز شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید! تو وہ چیز لا۔ جو ہمارے پاس نہ ہو۔ آپ نے عرض کی کہ اے پروردگار! وہ کونسی چیز ہے۔ جو تیرے پاس نہیں حکم ہوا۔ کہ وہ بیچارگی شکستگی اور عجز و نیاز ہے ؂

دلِ شکستہ بود گوہر خزینۂ فقر

منقول ہے کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال جنگل طے کر کے کعبے پہنچے اس طرح پر کہ ہر ایک قدم پر مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ یہ دنیاوی بادشاہوں کی دہلیز نہیں کہ وہاں ایک ہی دفعہ پہنچ جائیں۔ اور جب حج ادا کر چلے۔ تو مدینے نہ گئے۔ اور فرمایا کہ یہ خلاف ادب ہے کہ اس زیارت کے ساتھ ہی پیغمبر خدا

صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت کروں - بلکہ مَیں اس کے لئے جدا احرام باندھونگا -
چنانچہ آپ نے عراق واپس آکر دوسرے سال مدینہ منورہ کے احرام کی نیت کی - جب آپ
مسجد کے دروازہ پر پہنچے - تو ایک گھڑی وہاں ٹھیر کر روئے - جب لوگوں نے اس کی
وجہ دریافت کی - تو فرمایا کہ مَیں اپنے تئیں حیض والی عورت کی طرح پاتا ہوں - اور ڈرتا ہوں
کہ میرے اندر آنے سے مسجد آلودہ نہ ہوجائے +

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے تیس ۳۰ سال مجاہدہ کیا - لیکن علم اور اُس کی متابعت سے
بڑھ کر کسی چیز کو دشوار نہ پایا - اگر علما کا اختلاف نہ ہوتا - تو مَیں سب چیزوں سے
باز آجاتا - اور اپنے دین کے حق کو نہ جانتا - علما کا اختلاف باعثِ رحمت الٰہی ہے
مگر توحید اور تجرید میں +

اور نیز آپ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ کعبے گیا - تو اُسے پتھروں کا بنا ہوا مکان
پایا - مَیں نے دل میں کہا کہ حج قبول نہیں ہؤا کیونکہ مَیں نے اس قسم کے پتھر بہت سے
دیکھے ہیں - دوسری مرتبہ جب مَیں گیا تو خانہ کعبہ کو بھی دیکھا اور خانہ کعبہ کے مالک کو
بھی - پھر بھی مَیں نے یہی کہا کہ ابھی توحید حاصل نہیں ہوئی - پھر جب مَیں تیسری مرتبہ
گیا - تو اللہ تعالےٰ ہی کو پایا - اور خانہ کعبہ کو وہاں نہ دیکھا - مجھے غیب سے آواز آئی
کہ اے بایزید! اگر تو اپنے تئیں نہ دیکھے اور سارے جہان کو دیکھے تو تُو مشرک نہیں ہوتا
لیکن جب تو سارے جہان کو نہ دیکھے اور اپنے تئیں دیکھے، تو تُو مشرک ہو جائیگا
پھر مَیں نے توبہ کی +

کہتے ہیں کہ آپ نے وفات کے وقت بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کی الٰھی ما ذکرتك
الا عن غفلتہ وما خدمتك الا عن فلزۃ (اے پروردگار! مَیں نے تیری
یاد نہیں کی لیکن غفلت سے اور تیری خدمت نہیں کی لیکن فترت سے) +

آپ کی عمر تہتر سال تھی اور ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ ہجری یا ۲۶۴ھ ہجری کو بسطام
میں وفات پائی قطعہ تاریخ ؎

حضرت بایزید بسطامی　　اکرم وراہ دان سبحانی
ہر دو تاریخ نوتش اے رافت　　اکرم داں راست گردانی

گوہر دوازدہم

قطب ربّانی حضرت شیخ ابو الحسن علی خرقانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں

آپ اپنے زمانے کے غوث اور قبلہ تھے۔ تصوّف میں آپ کا سلسلہ سُلطان العارفین سے ملتا ہے۔ لیکن بطریق روحانیّت اور بلاواسطہ ✦

اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح پر درمیان میں وسیلہ تھا کہ آپ نے ابو مظفر موٰلے ترک طوسی سے خرقہ ارادت حاصل کیا۔ اور انہوں نے خواجہ اعرابی یزید عقشی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ محمد مغربی سے اور اُنہوں نے سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے ✦

منقول ہے کہ سُلطان العارفین خرقان کی طرف جب منہ کرتے۔ تو فرماتے کہ یہاں سے دوست کی خوشبو آتی ہے ✦

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ مشائخ کے قدما اور اپنے وقت کے مشائخوں سے ممدوح تھے ✦

شیخ ابو سعید فرماتے ہیں کہ آپ ہر ایک فن کے لطیف محاورات استعمال کرتے۔ جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ مَیں نے تجھے اپنے عہد کی ولایت میں برگزیدہ کیا ✦

ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ سے مَیں نے سُنا کہ جب میں ولایت خرقان میں آیا۔ تو میری بہ سبب اس پیر کی حشمت کے فصاحت جاتی رہی اور میری عبادت نہ رہی۔ مَیں نے خیال کیا کہ شاید مَیں ولایت سے معزول ہو گیا ہوں۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ دو راہیں ہیں۔ ایک راہ ضلالت اور دوسری راہ ہدایت۔ راہ ضلالت میں بندہ خدا کی طرف ہے اور راہ ہدایت میں خدا بندے کی طرف ہے۔ پس جو شخص یہ کہے کہ مَیں خدا رسیدہ ہو گیا ہوں۔ وہ نہیں ہوُا۔ اور جو یہ کہے کہ مجھے خدا نے

انہیں سری سقطی سے ۔ اور انہیں معروف کرخی سے ۔ اور انہیں دو طرف سے نسبت حاصل تھی ۔ ایک داؤد طائی سے ۔ اور انہیں حبیب عجمی سے ۔ اور انہیں حسن بصری سے اور انہیں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے ۔

اور دوسری نسبت وارادت معروف کرخی کی امام علی موسے رضاؑ سے ہے اور انہیں اپنے والد بزرگوار امام موسے کاظم سے ۔ اور انہیں اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے اور علیٰ ہذا القیاس جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے ۔

آپ فرماتے ہیں کہ طریقت میں آدمی کو نسبت اس واسطے نہیں ہوتی کہ جب اسے طریقت میں لائیں تو یافت کا گمان اُسے آئے ۔ اور جب اُسے اس معزول کریں تو عبادت کا اُسے خیال آئے ۔ پس نفی اور اثبات اور گم ہونا اور پالینا دونوں گمان ہیں ۔ اور آدمی کبھی گمان کی قید سے رہا نہیں ہو سکتا ۔ اُسے چاہئے کہ اپنے تمام کام بندگی میں کرے ۔ اور تمام نسبتیں اپنے آپ سے دور کرے نسبت کے بغیر ہی فرمانبرداری کرے ۔

آپ نے ۴۵۰ھ میں وفات پائی ۔ قطعہ تاریخ

قطب زمانہ قاسم آں شاہ گرگانی | جان عزیز خود داد و رفت بسوئے جاناں
تاریخ ارتحالش قطب المحققین است | ہم در مقرب حق سال وصال وے داں

گوہر چہار دہم

مقبول جناب سرمدی قطب صمدی حضرت بو علی فارمدی طوسی علیہ الرحمۃ

کے حالات میں

آپ مقتدائے وقت اور اپنے عہد کے مشائخ کے فخر تھے ۔ آپ خراسان میں رہا کرتے تھے اور باطنی نسبت اور معنوی استفادہ خواجہ ابو الحسن خرقانی کی طرف سے تھا ۔ چنانچہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ اسی طرف سے ہے ۔ اور نیز شیخ ابو القاسم گرگانی علیہ الرحمۃ کی صحبت سے بھی استفادہ حاصل کیا ۔ اور خلافت کے مرتبے کو پہنچے ۔ بہت سی

مخلوق کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سب سے حلال نعمت وہ ہے جو جائز کوشش سے حاصل کیجائے اور سب سے اچھا رفیق وہ ہوتا ہے کہ اُس کی زندگانی حق تعالےٰ کی یاد میں بسر ہو۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے شب قدر معلوم ہوئی۔ پھر مجھ سے کبھی شب قدر خطا نہ ہوئی +

طریق دانستن شب قدر

اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ اتوار ہو، تو شب قدر ۲۹ کو ہوگی۔ اور اگر سوموار ہو، تو ۲۷ کو۔ اگر بدھ ہو، تو ۱۹ کو۔ اور اگر جمعرات ہو، تو ۲۵ کو۔ اور اگر جمعہ ہو تو ۱۷ کو۔ اور اگر ہفتہ ہو، تو ۳۰ کو +

آپ سلسلہ نقشبندیہ کے امام، اور سیف قاطع (کاٹنے والی تلوار) تھے۔ جو آپ فرماتے وہی ہو جاتا۔ اور آپ کی کرامتیں ظاہر تھیں +

آپ نے ہفتے کے روز عاشورہ یا منگل کے روز ۴۲۵ھ کو وفات پائی۔

شعر تاریخ ؎ آں شیخ بو الحسن کہ بحارِ حقائق است
رافت سن وصال او بحر حقایق است

گوہر سیزدہم

عارف ربّانی قطب سبحانی شیخ ابو القاسم گرگانی رضی اللہ عنہ کے احوال میں

آپ عارف حق اور قطب وقت تھے۔ اپنے عہد میں لاثانی اور بے بدل تھے اور سب طالبوں کا اعتقاد آپ پر تھا۔ مریدوں کے واقعات کے کشف میں ظاہر نشانی تھے۔ اور علم کے فنون سے ماہر تھے +

باطنی علم میں آپ کو شیخ عثمان مغربی رہ سے نسبت تھی۔ اور انہیں بو علی کاتب رح سے۔ اور انہیں بو علی رودباری رح سے۔ اور انہیں جنید بغدادی رح سے۔ اور

خلقت کو اپنے باطنی فیوض سے بہرہ ور کیا۔
حضرت شاہ نقشبند کے مقامات میں لکھا ہے کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو تربیت علم باطنی آپ ہی سے حاصل ہوئی۔ اور آپ خراسان کے مشہور مشائخ سے تھے۔
آپ کی ولادت ۴۳۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اور ۴ ربیع الاول ۵۱۱ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ تاریخ رحلت اس مقرب رحمان کی مصرعہ ذیل سے ہویدا ہوتی ہے ع

ازیں جہان درگذشت نورِ حدیقہ عابداں

تاریخ از غلام محی الدین ؎

ہست تاریخ شیخ فارمدی ۔۔۔ بوعلی قطب واصل سبحاں

گوہر پانزدہم

مقرب بارگاہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں

آپ کی کنیت ابو یعقوب تھی۔ اٹھارہ سال کی عمر تک آپنے ظاہری علوم کی تحصیل کر کے وعظ کرنا شروع کیا۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ اور ارادت کا خرقہ شیخ بوعلی فارمدی سے پہنکر باطنی فیض اخذ کئے۔ اور خلافت کا مرتبہ حاصل کر کے ساٹھ سال سے زیادہ شیخی اور ارشاد کے سجادہ پر بیٹھے۔
آپ مقبول عوام تھے۔ اور مدت تک آپ نے کوہ آذربین خلوت اختیار کی خلوت کی اثنا میں آپ صرف جمعہ کے روز باہر نکلتے۔
آپ اپنے زمانے کے غوث اور امام تھے۔ اور پانچویں صدی کے مجدد اور صاحب حالات روشن اور کرامات ظاہرہ تھے۔ بغداد۔ اصفہان۔ عراق۔ خراسان۔ سمرقند۔ اور بخارا میں آپ لوگوں کو ہدایت کرتے رہے۔
منقول ہے کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ابن سقا، آپ کی زیارت کے لئے گئے۔ رستے میں انہیں ایک شخص ملا جس نے

پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ہم فلاں غوث وقت کی مُلاقات کو جاتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ چلو مَیں بھی آپ کے ہمراہ آزمائش کے لئے چلتا ہوں اگر وہ صاحب کشف ہوگا تو میرے دل کی بات بتا دیگا۔ تینوں آپ کی خدمت میں گئے۔ تو آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ عنقریب ہی منبر پر چڑھ کر قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہینگے۔ اور اس سقّے کو فرمایا کہ تیرا خاتمہ باایمان ہوگا۔ اور تیسرے شخص کو فرمایا کہ کانوں تک دنیا میں غرق رہیگا۔ جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ ٹھیک ویسا ہی وقوع میں آیا یعنی حضرت غوث الاعظم نے وہی کہا۔ اور اس سقّے رح کا خاتمہ باایمان ہوا۔ اور تیسرا شخص ایک عورت کے عشق میں مُبتلا ہو کر دنیا میں غرق ہوا۔ نزع کے وقت اُس شخص سے لوگوں نے پوچھا کہ تو مسلمان تھا اور عالم تھا۔ کیا اس وقت اسلام کی بابت کچھ یاد ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے قرآن یاد تھا وہ سب بھول گیا ہے۔ مگر ایک آیت مجھے یاد ہے اور وہ یہ ہے ربما یود الذین کفروا لوکانوا مسلمین (وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں بسا اوقات اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ کاشکے ہم مسلمان ہوتے) معاذ اللہ اولیا اللہ کی آزمائش اس طرح کی ہوتی ہے ۔

آپ نقشبندی ہیں اور آپ کی ولادت ۴۴۰ھ ہجری میں اور وفات ۵۳۵ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک مرو میں ہے۔ آپ کی تاریخ وفات "شجرہ طیبہ صاحب مدارج قدسی بود" سے نکلتی ہے ۔

دوسرے قول کے موافق تاریخ وفات "کان امام العرفان" ہے چنانچہ رحلت کے وقت اپنے اصحاب میں سے چار شخصوں کو جو ارشاد کے مرتبے کو پہنچ چکے تھے۔ خلافت اور نیابت عنایت فرمائی۔ یعنی خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ خواجہ عبداللہ برقی۔ خواجہ حسن اندانی۔ اور خواجہ احمد یسوری رحمۃ اللہ علیہم کو ۔

آپ کی تاریخ وفات مولوی غلام محی الدین کنجاہی نے اس طرح پر کہی ہے

سال تاریخ خواجۂ ہمدان
گفت دل یہ عزیز مصر جہاں

گوہر شانزدہم

خواجگان کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحؒ کے احوال میں

آپ یگانۂ زمانہ اور فرید دہر تھے۔ آپ کا زادبوم اور مدفن غجدوان ہے جو ولایت بخارا میں ایک بڑا شہر ہے۔ آپ کے والد بزرگوار عبدالجمیل اتابک کی اولاد سے ایک مشہور امام ہوگزرے ہیں۔ آپ مقتدائے وقت۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار اور ملک روم کے رہنے والے تھے۔ اور آپ کی والدہ روم کے بادشاہوں کی اولاد سے تھیں۔

جب امام عبدالجمیل رہ اپنے متعلقین کو لیکر ولایت روم سے نکلے۔ تو ماوراء النہر کی راہ ہوتے ہوئے بخارا پہنچے اور غجدوان میں سکونت اختیار کی۔

خواجہ صاحب رہ کی پیدائش سے پہلے ہی حضرت خضر علیہ السلام نے خوشخبری دیکر آپ کا اسم شریف عبدالخالق رکھوایا۔

حضرت خواجہ صاحب رہ غجدوان میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی اوائل حال میں آپ بخارا میں تحصیل علم کرتے رہے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین (اپنے رب کو خفیہ اور عاجزی سے بلاؤ۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو عزیز نہیں جانتا) تو استاد سے پوچھا کہ اس خفیہ کی حقیقت اور طریقہ کیا ہے۔ کیونکہ اگر ذاکر بلند آواز سے پڑھے تو اس میں اعضا حرکت کرتے ہیں۔ اور دوسرے شخص کو اس کی اطلاع ہوجاتی ہے۔ اور اگر دل میں کہے، تو چونکہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح پھرتا ہے وہ اس ذکر سے واقف ہوجاتا ہے۔ یہ سن کر استاد صاحب چپ ہوگئے۔

بعد ازاں ایک روز آپ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک بوڑھا آدمی وہاں آگیا۔ آپ نے اٹھ کر انگور کا ایک خوشہ اس کی نذر کیا۔ اس نے کہا۔

کہ اے جوان! مَیں تجھ میں ایک بڑا بھاری کام دیکھتا ہوں۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہے، تو تجھے کوئی اہل اللہ مل جائیگا۔ اور تجھے سکھا دیگا۔

چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے آکر آپ کو وقوف عددی کی تعلیم دی حضرت خواجہ عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کی روشن طریقہ میں حجت ہے۔ اور مقبول عوام ہے۔ آپ ہمیشہ صدق و صفا کی راہ اور شرع اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت اور بدعت کی مخالفت میں رہے ہیں۔ اپنی درویشی کو غیروں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے۔

آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی فرزندی میں قبول کر کے اس ذکر کی تعلیم کی تھی کہ پانی میں غوطہ لگا کر دل میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو۔ اس ذکر سے آپ کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔

بعد میں جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں آئے تو اُن کی صحبت سے آپ کامیاب ہوئے۔

کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق تھے۔ اور خواجہ یوسفؒ پیر صحبت اور خرقہ۔

اگرچہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ علانیہ ذکر کا تھا۔ لیکن آپ نے خضرؑ کی تلقین کے موافق خفیہ ہی کو اپنا معمول بنایا۔

اور آپ کی بعض تحریروں میں درج ہے کہ میری عمر بائیس سال کی تھی۔ جب مجھے بزرگ ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رح نے حضرت خضر علیہ السلام کے سپرد کیا۔ اور میری تربیت کے واسطے سفارش کی۔ اور جب تک خواجہ یوسف ہمدانیؒ ماوراء النہر میں رہے، مَیں آپ کی خدمت میں رہا۔ اور فائدہ حاصل کرتا رہا۔

آپ کی ولایت کا یہ حال تھا کہ نماز کے ایک وقت میں آپ کعبے تشریف لیجاتے۔ اور پھر ملک شام میں جاتے۔ اور وہاں بہت سے لوگ آپ کے مخلص مرید ہوتے۔ اور بخارا میں آپ اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے تھے۔

آپ نے جو وصیت نامہ اپنے فرزند معنوی خواجہ اَولیا کی طرف لکھا ہے اس میں بہت سے فوائد مندرج ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

وہ وصیت نامہ یہ ہے کہ :-

اے بیٹا! مَیں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر حالت میں تو علم - ادب اور پرہیزگاری کی کوشش کرے - اور آثار سلف اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور جماعت میں حاضر باش رہے - اور فقہ اور حدیث سیکھے - اور جاہل صوفیوں سے پرہیز کرے - نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرے، بشرطیکہ تو امام یا موذن نہ ہو - شہرت کی طلب ہرگز ہرگز نہ کرنا، کیونکہ شہرت میں آفت ہے - خاص خاص منصبوں کا مقید نہ ہونا - ہمیشہ گمنام رہنا - قبالوں میں اپنا نام نہ لکھنا - محکمہ قضا میں حاضر نہ ہونا - اور نہ کسی کا ضامن بننا - لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دینا - بادشاہوں کی صحبت میں نہ رہنا - خانقاہ نہ بنانا - نہ ہی خانقاہ میں بیٹھنا - سماع بہت نہ سُننا، کیونکہ بہت سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے - سماع کا انکار بھی نہ کرنا، کیونکہ اہل سماع بہت ہیں - کم کہنا - کم کھانا - کم سونا - اور خلقت سے اس طرح بھاگنا جیسا شیر سے بھاگتے ہیں - اپنی خدمت میں حاضر باش رہنا - اور مردوں - عورتوں - بدعتیوں - دولتمندوں اور عوام سے ملکر نہ بیٹھنا - حلال کھانا - اور شبہ والی چیز سے پرہیز کرنا - اور جہاں تک ہو سکے عورت نہ کرنا - کیونکہ ایسا کرنے سے تو دُنیا کا طالب ہو جائیگا - اور دُنیا کے طلب کرنے میں دین کی تباہی ہے - اور زیادہ نہ ہنسنا اور قہقہہ مار کر ہنسنے سے پرہیز کرنا، کیونکہ ایسا کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور لوگوں کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنا - اور کسی کو اپنے سے حقیر نہ خیال کرنا - اور اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کرنا - کیونکہ ظاہر کی آراستگی سے باطن کی خرابی ہوتی ہے - لوگوں سے لڑائی جھگڑا نہ کرنا - اور کسی سے کچھ نہ مانگنا - اور کسی کو اپنی خدمت کیلئے نہ کہنا - اور مال - تن اور جان سے مشائخ کی خدمت بجالانا - اور اُن کے افعال پر انکار نہ کرنا، کیونکہ اُن کا منکر کبھی رہائی نہیں پاتا - دنیا اور اہل دنیا پر مغرور نہ ہونا - اور دل کو ہمیشہ غمگین رکھنا - اور بدن کو بیمار - اور آنکھوں کو روتی ہوئی - اور عمل کو خالص رکھنا - اور دعا میں عاجزی کرنا - اور کپڑے پُرانے رکھنا - اور رفیق درویش کو بنانا اور ذکر کو اپنا سرمایہ اور مسجد کو گھر اور اللہ تعالےٰ کو اپنا غمخوار بنانا +

مندرجہ ذیل آٹھ کلمات جن پر طریقہ خواجگان کی بنا ہے - آپ ہی کے

فرمائے ہوئے ہیں :-

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن
(۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت ✦

ان کلمات کے علاوہ اس شریف طریقے کی اور بھی اصطلاحیں ہیں چنانچہ وقوف زمانی ۔ وقوف قلبی ✦

ہوش در دم سے یہ مطلب ہے کہ پاس انفاس کرے تاکہ بے حضور اور بے آگاہی نہ ہو جائے ✦

نظر بر قدم یہ ہے کہ رستہ چلتے وقت بلکہ خلوت میں بیٹھے وقت بھی خیال پراگندہ نہ ہو ✦

اور جہاں پناہ خواجہ **بھاؤالدین** نقشبند کی منقبت میں ہے ؎

کم زدہ بیجد بے ہوش دم — برنگذشتہ نظرش از قدم
بس کہ زخود کردہ بسرعت سفر — باز نماندہ قدمش در نظر

سفر در وطن کا یہ مطلب ہے کہ صفات بشری سے صفات ملکی بُرے اخلاق سے نیک اخلاق اور غفلت سے آگاہی میں جائے ۔ **رباعی**

یارب چہ خوش است بیدہان خندیدن — بیواسطۂ چشم جہاں را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است — بے منت پا گرد جہاں گردیدن

خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے کہ ظاہر میں خلقت سے اور باطن میں حق تعالےٰ سے مشغول ہے ؎

از دروں شو آشنا و زبروں بیگانہ وش
اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (ایسے آدمی بھی ہیں جن کو خرید و فروخت اللہ تعالےٰ کی یاد سے نہیں روک سکتی) کا اشارہ اس مقام کی طرف ہے ✦

یاد کرد سے مراد زبانی یا دلی ذکر ہے ؎

نام تو وردے و بجان من ست — روح من از یاد تو روح من است

بازگشت سے مراد چند بار ذکر کرنا اور دعا کرنا ہے کہ "اے پروردگار!
تو ہی اور تیری رضا میرا مقصود ہے۔ تو مجھے محبت اور معرفت عنایت کر "

نگہداشت کا یہ مطلب ہے۔ کہ دل کو مراقبہ اور ذکر کے وقت
اور اگر ممکن ہو تو ہر وقت آیندہ اور گذشتہ خطرات سے نگاہ رکھے ٭

یادداشت جناب الٰہی کی ہمیشہ آگاہی کا نام یادداشت ہے۔ اسے
حضور و توجہ الی اللہ بھی کہتے ہیں ٭

وقوف زمانی سے یہ مراد ہے کہ بندہ اپنے احوال سے واقف ہووے
اگر وہ حضوری میں ہو تو شکر بجا لاوے اور اگر غفلت میں ہو تو استغفار کرے ٭
حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت
خواجہ بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ قبض کی حالت میں استغفار کر اور بسط کی حالت
میں شکر کر۔ انہیں دو حالتوں کا نام وقوف زمانی ہے ٭

وقوف عددی سے مراد یہ ہے کہ نفی اثبات کے ذکر میں طاق عدد
کا لحاظ رکھے۔ حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی میں عدد کا لحاظ رکھنا متفرقہ
خیالات سے دل کو نگاہ رکھنے کی خاطر ہے۔ مناسب ہے کہ ایک سانس میں تین مرتبہ
یا پانچ یا سات مرتبہ کہے۔ اور طاق عدد کو لازم خیال کرے ٭
خواجہ علاؤ الدین عطار رح فرماتے ہیں کہ بہت ذکر کرنا کوئی ضروری شرط
نہیں۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ جو کچھ کہا جائے۔ وہ وقوف اور حضور سے کہا جائے
تاکہ اس سے فائدہ حاصل ہو۔ اور جب قلبی ذکر میں اکیس سے زیادہ عدد ہو جائیں
اور اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ تو سمجھ لے کہ یہ بے حاصلی کی دلیل ہے۔ اور ذکر اثر اس بات
کا نام ہے کہ نفی میں وجود بشریت کی نفی ہو جائے۔ اور اثبات میں الوہیت کے
جذبات اور تصرفات کے آثار معلوم ہوں ٭

وقوف قلبی کے دو مطلب ہیں۔ ۱ **اوّل**۔ ذاکر کا دل حق سبحانہٗ و تعالےٰ
سے واقف اور آگاہ ہو۔ اس کو شہود۔ وصول۔ وجود۔ یادداشت، اور حضور بھی
کہتے ہیں۔ اور **دوم** یہ کہ ذاکر اپنے دل سے واقف ہو۔ تاکہ اسے ذکر کے مفہوم
سے خالی نہ دے ٭

حقیقت مجاز سے اور بیگانہ آشنا سے تمیز کیا جا سکتا ہے ✦

آپ نے فرمایا کہ علانیہ ذکر اُس شخص کے لئے مناسب ہے کہ اُس کی زبان جھوٹ اور لوگوں کی غیبت سے پاک ہو۔ اور اُس کا دل حرام اور شبہ سے صاف ہو۔ اور ریا اور سرود کے سُننے سے بیزار ہو۔ اور اللہ کے غیر کی طرف اس کی توجہ نہ ہو ✦

خواجہ علی رامیتنی جو آپ کے اجل خلیفوں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس زمانے میں استقامت کی راہ پر کونسا شیخ ثابت قدم ہے۔ تاکہ میں اُس کا خادم ہو کر اس کی متابعت کروں۔ اور اس کا مقتدی بنوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا درویش آج کل محمود انجیر فغنوی ہے ✦

کہتے ہیں کہ وہ درویش خود حضرت خواجہ علی رامیتنی تھے۔ جنہوں نے اپنے تئیں پوشیدہ رکھا ✦

ایک روز خواجہ علی رامیتنی کسی راہ جا رہے تھے کہ ایک سفید پرندہ اُڑتا ہوا آپ کے سر پر سے گذرا اور بڑی فصیح زبان میں کہا کہ اے علی! تو مردانہ بن اصحاب جو آپ کے ہمراہ تھے سُنکر بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد اُنہوں نے پوچھا کہ یہ پرند کیا تھا۔ خواجہ علی رامیتنی نے فرمایا کہ یہ ہمارے پیر محمود انجیر فغنوی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں یہ کرامت دے رکھی ہے کہ ہمیشہ اس مقام پر پرواز کرتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا تھا۔ اور اب عبدالخالق کے پہلے خلیفہ اکمل خواجہ دہقان قلینی کے پاس گئے ہیں۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی تھی کہ آخری دم میرے پاس کوئی اپنا دوست بھیجنا سو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُس کے پاس بھیجا ہے ✦

آپ کا وصال ۱۷۔ ربیع الاول کو ہوا۔ لیکن سن معلوم نہیں ✦

گوہر ہشر دہم

حضرت خواجہ محمود انجیز فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں

آپ خواجہ عارف کے کامل اصحاب سے ہیں۔ اور خلافت اور ارشاد سے ممتاز ہیں۔ آپ کی زاد بوم انجیز فغفن ہے۔ جو ولایت بخارا میں شہر آلکن کے مضافات میں ہے۔ اور شہر سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے +

آپ آلکن میں رہ کر مٹی کا کام کر کے روزی کماتے تھے۔ اور دعوت خلق کے مرتبے پر پہنچکر آپ نے مصلحت وقت کے مطابق طالبوں کو ذکر جہر شروع کرایا۔ جب حضرت خواجہ عارف مرض موت میں بیمار ہوئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ جس کا اشارہ ہمیں غیب سے ہوا تھا۔ کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ طالبوں کو مصلحت حال کے موافق ذکر جہر کہنا ہوگا +

آنجناب کے انتقال کے بعد آپ آلکن کے دروازہ کی مسجد میں ذکر جہر میں مشغول ہوئے +

ایک روز خواجہ محمد پارسا کے جد اعلےٰ مولانا حافظ الدین نے اپنے اُستاد شمس الائمہ رح کے حکم کے بموجب علمائے وقت اور اماموں کے مجمع کثیر میں آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ ذکر جہر کس واسطے کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس واسطے کہ سویا ہوا بیدار اور غافل ہوشیار ہو جائے اور راہ پر آجائے۔ اور شریعت اور طریقت کی استقامت اختیار کرے۔ اور توبہ اور انابت کی طرف جو کہ تمام نیکیوں فضیلتوں اور سعادتوں کا اصل اصول ہے، راغب ہو تب مولانا نورالدین نے فرمایا کہ آپ کی نیت بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کے لئے یہ شغل حلال ہے +

پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ علانیہ ذکر کی کوئی ایسی حد بھی ہے جس سے

گوہر نوزدہم

متوجہ حق اور دنیائے دوں سے روگرداں حضرت خواجہ علی رامیتنی رح کے احوال میں

آپ کا لقب شریف عزیزاں ہے۔ آپ قطب وقت۔ شریعت اور طریقت کے مجدد اور حنفی المذہب تھے۔ اور صاحب تصرفات اور کرامات عجیبہ تھے۔ جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں رہتا۔ وہ حقیقت کو پہنچ جاتا اور آپ کی خدمت سے جدا ہونا نہ چاہتا تھا۔ جو مزدور آپ کے ہاں مزدوری کرتے تھے، وہ ایک ہی دن میں ہمدار سیدہ ہو جاتے تھے۔

جب خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا وقت نزدیک آیا تو خلافت حضرت عزیزاں کو عنایت کی۔ اور تمام اصحاب کو آپ کے سپرد کیا۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ میں نے بعض بزرگوں سے سنا ہے (اشارہ حضرت عزیزاں کی طرف ہے) جیسا کہ مولانا نے اپنی غزلیات میں فرمایا ہے ؎

گرنہ علم حال فوق قال بودے کے شدے
بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

خواجہ صاحب رح کی جائے پیدائش رامیتن ہے جو ولایت بخارا میں ایک بڑا قصبہ ہے۔

شیخ علاؤ الدولہ سمنانی آپ کے ہمعصر تھے۔ اور ان دونوں صاحبان میں خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک روز شیخ صاحب نے ایک درویش کے ہاتھ آپ کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ ان میں سے ہر ایک کا جواب لانا:۔

اول یہ کہ ہم اور آپ دونو فقر کرتے ہیں۔ لوگ آپ سے تو راضی ہیں۔ اور میرا گلہ کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ خدمت کر کے احسان جتانے والے بہت ہیں۔ آپ خدمت کر کے احسان ماننے والے بنیں تاکہ کوئی تمہاری غیبت نہ کرے +

دوم۔ آپ کی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی ہے۔ یہ کس طرح ہے؟

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے بندے عاشق ہیں۔ اور خضر اُن کا عاشق ہے +

سوم یہ کہ ہم سُنتے ہیں کہ آپ ذکر جہر کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں۔ پس آپ کا ذکر بھی جہر ہو گیا +

ایک روز علما نے آپ سے ذکر علانیہ کی بابت سوال کیا کہ تمام علما اس بات پر متفق ہیں کہ آخری دم میں اُونچی آواز سے کلمہ شہادت تلقین کرنا اور کہنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے لئے ہر ایک دم آخری دم ہے ؎

غفلت از یاد حق مکن اے جاں
ہر نفس را تو دم آخر داں +

شیخ بدرالدین ہمدانیؒ نے آپ سے پوچھا کہ جس ذکر کثیر کے لئے ہم مامور ہیں وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وہ زبانی ذکر ہے یا دلی۔ آپ نے فرمایا کہ آیت کریمہ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ میں اسی کا اشارہ ہے۔ اور بشارت توبہ سے بھی اور اس قول سے بھی اگر تو نے قبول نہ کیا۔ تو امر تو قبولیت کی دلیل ہے +

نیز آپ فرماتے ہیں کہ عمل کر کے اس کو نہ کیا ہوا خیال کرنا چاہیئے۔ اور اپنے تئیں قصور وار خیال کر کے عمل از سر نو شروع کرنا چاہیئے +

اور نیز فرماتے تھے کہ ایک روز خضر علیہ السلام خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے پاس آئے۔ تو آپ نے جو کی روٹی لا کر خضر علیہ السلام کے سامنے رکھی۔ اور فرمایا کہ کھاؤ یہ لقمہ حلال ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک حلال ہے۔ لیکن اس کا

خمیر کرنے والا بے طہارت تھا۔ اس واسطے میرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں +

اور نیز فرماتے تھے کہ جو شخص جانشین ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہو۔ اُسے اُس شخص کی طرح ہونا چاہیئے، جو جانور پالتا ہے کہ ہر ایک پرند کا پوٹا دیکھ کر اُس کے مناسب غذا اُسے دیتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو بھی صادقوں اور طالبوں کی تربیت اُن کی قابلیت اور استعداد کے موافق کرنی چاہیئے +

اور نیز فرماتے تھے کہ اگر تمام روئے زمین پر خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں سے ایک بھی ہوتا تو منصور کبھی سولی نہ چڑھایا جاتا۔ یعنی اگر خواجہ صاحب کا معنوی فرزند کوئی زندہ ہوتا۔ تو حسین منصور کو اس مقام سے پار کر دیتا +

اور نیز فرماتے کہ ایسی زبان میں دعا کرنی چاہیئے جس نے گناہ نہ کیا ہوتا کہ قبول ہو جائے +

اور نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے خواب میں آپ کے حضور یہ کہا ؎

عاشقاں در دمے دو عید کنند

اس شخص کے لئے تین عیدیں ہیں۔ آپ نے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک یاد کرد اللہ تعالیٰ کی (۲) یاد کردوں کے مابین ہے کہ پہلے بندے کو اس بات کی توفیق عنایت کرتا ہے کہ وہ اس کی یاد کرے۔ پھر اُسے شرفِ قبول سے مشرف کرتا ہے۔ اور پھر یاد کرد کی توفیق اسے عنایت ہوتی ہے۔ پس تین عیدیں ہوئیں +

ایک روز شیخ فخرالدین نوری نے جو زمانہ کے بزرگ تھے۔ آپ سے پوچھا کہ اس واقعہ کا کیا سبب تھا کہ جب روز ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا سوال ہُوا۔ تو جواب میں بَلٰی کہا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا روز ابد شرعی تکالیف کے دور ہونے کا دن ہے۔ اور حقیقت کی ابتدا کا دن ہے۔ اس دن بھی ہوگا۔ شیخ صاحب نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اُس روز حق سبحانہ وتعالیٰ خود فرمائیگا للہِ الواحد القہار +

اور وہ تمام اشعار جو حضرت عزیزاں سے منسوب ہیں ایک قطعہ اور چار رباعیاں ہیں۔ اور وہ یہ ہیں قطعہ

نفس مرغ مقید دردرون است | نگہدارش کہ خوش مرغے است دمساز
زبانش بند بحسل تا نپرد | کہ نتوانی گرفتن بعد پرواز

رباعی

با ہر کہ نشینی ونشد جمع دلت | وزتو نرمید زحمت آب وگلت
از صحبت وے گر تبرّا نکنی | ہرگز نکند روح عزیزاں بحلت

رباعی

بیچارہ دلم کہ عاشق روے تو بود | تا وقت صبوح دوش در کوے تو بود
چوگان سرزلف تو از حال بحال | مے بردش وہیچناں بگوے تو بود

رباعی

چوں بدل رسد دولت دور کند | آں ذکر ترا ز یستن فرد کند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد | لیکن درجہاں بر دل تو سرد کند

رباعی

خواہی کہ بحق رسی بیارام اے تن | واندر طلب دوست بیارام اے تن
خواہی کہ مدد از روح عزیزاں خواہی | پا از سر خود ساز وبیارام اے تن

آپ کے خوارق عادات بہت سے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سید فرزند کو ترک لوگ پکڑ کر لے گئے اس نے ان کی ضیافت کی اور تو سب کھانے کے لئے چلے گئے جب کھانا حاضر کیا گیا۔ اور تمام عالم اکٹھے ہوئے۔ تو آپ نے پوچھا کہ سید نہیں آیا۔ آپ نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ فرمانے لگے کہ میں روٹی نہیں کھاؤنگا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا لڑکا دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ سب حیران ہوگئے۔ اور اس لڑکے سے پوچھنے لگے کہ ماجرا کیا ہے۔ اس لڑکے نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں ترکوں کی قید میں تھا۔ کوئی شخص مجھے کھینچے کھینچے یہاں لے آیا ہے۔ سب تاڑ گئے کہ یہ حضرت عزیزاں ہی کی کرامت ہے۔ سب نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا +

اور نیز منقول ہے کہ آپ کے گھر میں مہمان آئے جب کہ آپ کے ہاں فاقہ تھا

ایک نانبائی آپ کا مرید تھا۔ وہ کھانا لایا۔ آپ نے مہربان ہو کر اسے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میں چاہتا ہو کہ جناب سا ہو جاؤں۔ آپ اسے خلوت میں لے گئے اور دُعا کی۔ فوراً اس کی سیرت اور صورت ٹھیک آپ ہی کی طرح ہو گئی اس کے بعد صرف چالیس روز تک وہ شخص زندہ رہا۔ کیونکہ نسبت قوی تھی۔ اور وہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ سبحان اللہ! کیا ہی قوت توجہ ہے کہ صورت تک بالکل بدل ڈالی +

کہتے ہیں کہ جب آپ نے غیبی حکم کے مطابق بخارا سے خوارزم کا ارادہ کیا۔ تو آپ تو شہر کے دروازے پر ٹھیرے۔ اور ایک درویش کے ہاتھ بادشاہ خوارزم کے پاس رقعہ بھیجا کہ شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیجائے۔ جب امیروں وزیروں نے سنا۔ تو ہنسے کہ عجب سادہ لوح آدمی ہے کہ شہر میں آنے کے لئے تحریری حکم مانگتا ہے۔ آخر بادشاہ نے دستخط کر دئے۔ اور آپ درویشوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہو کر فقیروں کے طور پر ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ اور خلقت کی ہدایت میں مشغول ہوئے۔ مزدوروں کو مزدوری دیکر نماز اور ذکر میں مشغول کرتے۔ مزدور ایک ہی دن میں باطنی احوال سے بامراد ہو جاتے تھے۔ جب طلبا کا عام انبوہ ہو گیا۔ تو شہر میں شور سا برپا ہو گیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر لگی۔ تو کہنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شخص میری سلطنت کا ارادہ کرے۔ اس لئے وہ آپ کو نکالنے کے ارادہ سے آپ کے پاس آیا۔ آپ نے وہی حکم اسے دکھادیا۔ جسے دیکھ کر وہ کھسیانا سا ہو گیا۔ اور وہ بھی آپ کا مخلص بنگیا +

آپ کے دو فرزند تھے۔ عالم عارف کامل خواجہ محمودؒ اور خواجہ ابراہیمؒ۔ آپ کی عمر ایک سو تیس ۱۳۰ سال تھی۔ سوموار کے روز دو نمازوں کے مابین ۲۸۔ ذی قعدہ ۷۱۵ھ ہجری یا ۷۲۱ھ ہجری یا ۷۲۸ھ کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ آپ صوفیوں کے سرگروہ اور اسرار کے سمندر تھے +

آپ کی قبر مبارک خوارزم میں ہے +

گوہر بستم

بُرجِ حق شناسی کے آفتاب حضرت خواجہ بابا محمد سماسیؒ کے حالات میں

آپ حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ کے افضل اور اکمل اصحاب سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش سماسی ہے۔ جو رامیتن کا ایک گاؤں بخارا سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا مزارِ مبارک بھی وہیں ہے ٭

جب حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت نزدیک آپہنچا تو سب اصحاب میں سے آپ کو منتخب کر کے خلافت اور نیابت سپرد کی۔ اور سارے مریدوں کو ان کی تابعداری کا حکم دیا ٭

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آپ کو خواجہ صاحب کی پیدائش سے پہلے ہی نظرِ عنایت تھی۔ چنانچہ جب کبھی آپ کا گذر قصرِ ھندوان کی طرف ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جلدی ہی یہ قصرِ ہندوان قصرِ عارفاں ہو جائیگا ٭

ایک روز آپ نے وہاں پہنچکر فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہو گئی۔ شاید وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔ اور واقعی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا ہوئے تیسرا دن تھا ٭

حضرت شاہ نقشبند کے جدِ بزرگوار انہیں آپ کے پاس لائے آپنے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ ہم نے اسے قبول کیا۔ اور اصحاب کو فرمایا کہ یہی مرد ہے جس کی خوشبو ہمیں آیا کرتی تھی۔ یہ شخص جلد مقتدائے زمانہ ہوگا ٭

پھر آپ نے سید امیر کلال رحؒ کو فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤ الدین کی شفقت اور تربیت میں دریغ نہ کرنا اگر تو کریگا تو میں تجھے نہیں چھوڑونگا۔ حضرت امیر کلالؒ نے قبول کیا ٭

آپ پر جذبات اور واردات الٰہی کا غلبہ یہاں تک تھا کہ آپ از خود رفتہ ہو جاتے۔ چنانچہ آپ کا ایک باغ تھا جب اس سے انگور توڑتے۔ تو حال اور کیفیت کے غلبہ کی وجہ سے انگور آپ کے دست مبارک سے گر پڑتے۔ اور مدت تک اسی غلبہ کی حالت میں رہتے ❖

آپ کی وفات ۱۰۔ جمادی الآخر کو وقوع میں آئی۔ لیکن سن ٹھیک معلوم نہیں ❖

گوہر بست ویکم

عارف باکمال صاحب وجد و حال مورد تجلیات جمال و جلال حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں

آپ مقتدائے روزگار اور رہنمائے اولیائے کبار تھے۔ اور صاحب خوارق اور کرامات ظاہر اور کشوف حالات روشن، اور بابا سماسی کے افضل اور اکمل خلفا سے تھے۔ آپ کو سیادت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کا مولد و مدفن سوفار میں ہے آپ کا اسم مبارک **امیر** ہے۔ اور واقعی آپ امیر الاصفیا اور امام الاتقیا تھے۔ **کلال**، دراصل کوزہ گر کو کہتے ہیں۔ آپ زراعت کیا کرتے تھے ❖

آپ کی والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب تک امیر رح میرے شکم میں رہے۔ جب کبھی شبہ والے لقمے کے کھانے کا اتفاق ہو جاتا۔ تو میرے پیٹ میں درد پیدا ہوتا۔ جب مجھے کئی بار یہ بات معلوم ہوئی۔ تو میں جان گئی کہ یہ بات اس لڑکے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے پھر میں کھانے کے بارے میں بڑی احتیاط کیا کرتی تھی ❖

جب آپ جوان ہوئے تو کشتی لڑنا سیکھنے لگے۔ آپ کے گرداگرد لوگوں کا ہجوم ہو جایا کرتا تھا ❖

ایک روز جب کہ آپ اکھاڑے میں کشتی لڑ رہے تھے۔ تو ایک شخص نے خیال کیا کہ

اس کے کیا معنی ہیں، ایک شریف سیّد نادہ کشتی لڑے اور زور آزمائی کرے۔ اور اہل بدعت کا طریقہ اختیار کرے۔ اسی اثنا میں اس شخص کو نیند آگئی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ قیامت کا دن ہے۔ اور وہ کیچڑ میں سینے تک پھنس گیا ہے اور عاجز ہو گیا ہے۔ اتنے میں امیر رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ اور اس کے دونو بازو پکڑ کر آسانی سے اسے اس کیچڑ میں سے نکال لائے۔ جب وہ شخص جاگا۔ تو امیر صاحب رح نے اسی اکھاڑے میں اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم ایسے ہی دن کیلئے زور آزمائی کرتے ہیں *

ایک روز محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ اس اکھاڑے کے پاس سے گذر رہے تھے۔ تو وہاں کھڑے ہو کر دیر تک دیکھتے رہے۔ بعض اصحاب نے جو ہمراہ تھے خیال کیا کہ کیا سبب ہے کہ خواجہ صاحب ان کی طرف متوجہ ہیں۔ خواجہ صاحب نے کشف سے معلوم کر کے فرمایا کہ اس اکھاڑے میں ایک ایسا مرد ہے کہ بہت سے مرد اس کی صحبت میں کمال کے درجہ کے پہنچینگے۔ ہماری نگاہ اس پر ہے۔ اور ہم اسے شکار کیا چاہتے ہیں *

اسی اثنا میں امیر کلال کی نظر خواجہ صاحب پر پڑی تو کشش ہوئی۔ خواجہ صاحب جب اپنے مکان پر چلے آئے۔ تو امیر صاحب بھی اکھاڑا چھوڑ کر حواس باختہ ہو کر خواجہ صاحب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور ان سے طریقہ اخذ کیا۔ اور خواجہ صاحب رح نے آپ کو فرزندی میں قبول فرمایا۔ بعد ازاں کسی شخص نے آپ کو اکھاڑے یا بازار میں نہ دیکھا۔ بیس سال تک آپ متواتر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے ہفتے میں دو دن یعنی سوموار اور جمعرات کو سوفار سے سماس میں جاتے۔ جن کے درمیان پندرہ میل کا فاصلہ ہے *

حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ کے چار فرزند اور چار خلیفے صاحب کمال تھے ان سے بہت سے اہل دل خلفا نے نسبت ظاہر کی۔ آپ کا انتقال گیارہ جمادی الاخری ۷۷۲ھ ہجری کو سوفار میں ہوا قطعہ تاریخ

کرد رحلت چوں امیر اولیا	ہر کسے سالش بسالک نظم سُفت
ہاتف غیبی بتاریخ وصال	صاحب انوار عرفاں نو بگفت

گوہر بست و دوم

سلطان الاولیا برہان الاصفیا۔ قطب عصر۔ غوث دہر مرکز دائرہ ولایت۔ مجدد شریعت و طریقت۔ خواجہ خواجگان پیر پیران۔ امام الطریقت۔ اور دردمند دلوں کی مرہم حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین مشہور بہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کے حالات میں

آپ حسب ذیل سلسلہ کے موافق حسنی سادات سے ہیں :۔

حضرت خواجہ نقشبند بن امیر سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبد اللہ بن امیر سید زین العابدین بن سید امیر قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید ایلاق بن امیر سید نقیب بن امیر سید خلوتی بن امیر سید محی الدین بن سید محمود بن سید علی اکبر بن حضرت امام عسکری بن حضرت امام نقی بن حضرت امام علی موسےٰ رضا بن حضرت موسےٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ٭

آپ کی ولادت ماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری کو ہوئی۔ اور اکثر اولیاے اللہ نے آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی آپ کے ظہور کی خوشخبری دی تھی ٭

چنانچہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیدائش سے دو سال پہلے فرمایا کہ عنقریب ہی بخارا سے ایک محبوب الٰہی ظاہر ہوگا ٭

اور سبویہ خاندان سے خواجہ محمد اسحاق رح نے آپ کی ولادت سے تیس سال پہلے اپنے ایک طالب کو فرمایا تھا کہ تیرا حصہ خواجہ بہاؤ الدین رح کے پاس ہے۔ عنقریب ہی اس کے انوار۔ اسرار اور حالات جہان میں پھیل جائینگے۔

اور ایک اور طالب الٰہی نے کسی اولیا اللہ کے مزار پر جاکر عرض کی کہ مجھے کسی مرشد کا پتا دیا جائے۔ تو صاحب مزار نے فرمایا کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے ظہور کا وقت اب قریب ہے۔ تجھے وہاں سے باطنی فیض حاصل ہوگا۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ نے آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی خوشخبری دی تھی۔ چنانچہ جب کبھی خواجہ صاحب کا گذر قصر ہندوان کی طرف ہوتا تو آپ فرماتے کہ عنقریب ہی یہ قصر ہندوان، قصر عارفاں بنجائیگا۔ کیونکہ اس مقام سے ایک مرد کی خوشبو میرے دماغ میں آتی ہے۔

اور جب خواجہ صاحب قدس اللہ سرہٗ پیدا ہوئے۔ تو خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے۔ شاید وہ مرد پیدا ہوگیا ہے آپ کے جد بزرگوار آپ کو خواجہ محمد بابا سماسی کے پاس لے گئے۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند ہے۔ مجھے مدت سے ولایت کی خوشبو آرہی تھی پھر امیر کلال رضہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرے بیٹے بہاؤ الدین کی تربیت میں دریغ نہ کرنا حضرت سید امیر رح نے ویسا ہی کیا۔

جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کی عمر چار سال کی ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری یہ گائے سفید پیشانی والا بچھڑا جنیگی۔ چنانچہ چند مہینے بعد ویسا ہی بچھڑا پیدا ہوا۔

آپ نے ظاہر میں تو سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم اور طریقہ حاصل کیا۔ اور حقیقت میں روحانیت اور اویسیت کا طریقہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ اور انہیں سے باطنی فیض اور برکتیں حاصل کیں۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا کہ میں نے اپنے پیر بزرگوار کی وصیت کے مطابق تمہاری تربیت تو کی ہے۔ لیکن تمہاری استعداد اس سے بھی بہت اعلےٰ واقع ہوئی ہے۔ اس واسطے جن سے تمہیں باطنی فیض حاصل ہو

کرلو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سُنکر توقف میں پڑ گئے۔ پھر حضرت سید امیر رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی ہی اسی طرح ہے۔

پس حضرت خواجہ صاحب رح نے حضرت فتح شیخ اور خلیل آقا کی خدمت میں جاکر باطنی فیض حاصل کیا۔ اور بارہ سال خلیل آقا کی خدمت میں رہے۔ اور دو دفعہ انہیں کے ہمراہ حجاز کے سفر کو گئے۔ اور حضرت فتح شیخ سے بہت سی ترقیات حاصل کیں۔

حضرت فتح شیخ نے فرمایا کہ طلب کی آگ اور شوق کا شعلہ جو بہاؤالدین کے سینے میں بھڑکایا گیا ہے، بخارا کی سرزمین میں شاید ہی کسی کو عطا ہُوا ہو۔

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ حضرت فتح شیخ کے احوال میں لکھتے ہیں، کہ جب آپ کے انتقال کا وقت نزدیک آ پہنچا۔ تو آپ اس وقت بالکل صحیح وسالم تھے کہ آپ نے حکم دیا کہ قبر کھودو۔ اور کفن لاؤ۔ اور پانی گرم کرو۔ کسی نے آپ سے یہ نہ پوچھا کہ یہ تجہیز و تکفین کس کی ہے۔ پھر آپ چند آدمیوں کے ہمراہ ذکر جہر میں مشغول ہوئے۔ اور ذکر اور شہود کی کیفیات میں ہی جان بحق تسلیم کی۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز مَیں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! اپنی محبت کے دریا میں سے جو تو نے اپنے دوستوں کو عنایت کیا ہے، اس میں سے ایک قطرہ مجھے بھی عنایت کر۔ آواز آئی کہ اے کم ہمت! تو ہم سے ایک قطرہ طلب کرتا ہے، اور ہم تجھے دریا ہی عنایت کیا چاہتے ہیں۔ یہ سُن کر مَیں نے اپنے رخسارے پر طمانچہ مارا جس کا اثر چند روز تک رہا۔

اور نیز فرمایا کہ جہاں پر بایزید کی نگاہ پہنچی ہے، اگر وہاں بہاؤالدین کا قدم نہ پہنچ جائے، تو بہاؤالدین پر خدا کی محبت خدا کرے حرام ہو۔

سُبحان اللہ! کیا ہی اعلےٰ مقامات اور طاقتور جذبات تھے جو آپ کو حاصل تھے۔ کسی شخص کو کم ہی ایسے مقامات اور جذبات نصیب ہوئے ہونگے

سکّہ کہ بریثرب و بطحا زدند نوبتِ آخر بہ بخارا زدند

از خطِ آں سکہ نہ شد بہرہ مند | جز دلِ بے نقش شہ نقشبند
ایں گوہر پاک نہ ہر جا بود | معدنِ آں خاک بخارا بود
اوّل و آخر بہر منتہی | ز آخر او جیب تمنا تہی

آپ کے نقشبند کے نام سے مشہور ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپکے آبائے کرام میں سے کوئی قالین بنا کرتا تھا۔ اور اس میں نقش بنایا کرتا تھا۔

اور دوسری یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ بابا سماسی رح نے آپ کی تربیت سیّد امیر کلال رح کے سپرد کی۔ تو فرمایا کہ بہاؤالدین کا نقش باندھ۔ اس واسطے آپ نقشبند کے نام سے مشہور ہوئے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص امیر سیّد کلال رح کی خدمت میں جاتا تھا۔ اسی کے دل پر فیضانِ الٰہی کا نقش بندھ جاتا۔ اس واسطے آپ کو نقشبند کہتے تھے۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ طالبوں کو آپ اسم اللہ کا تصوّر صنوبری دل پر تلقین فرماتے تھے۔ اس سبب سے نقشبند کے نام سے مشہور ہوئے۔

اور نیز اس واسطے کہ آپ طالب کے دل سے تھوڑی توجہ سے غیر کا نقش مٹا دیتے تھے۔ اس لئے بھی آپ اس نام سے موسوم ہوئے۔

آپ کی ایک ہی توجہ سے طالبوں کے دلوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ حاصل ہوجاتی تھی۔ اور چند ہی روز میں باطنی حالات کے غلبے کی وجہ سے کڑواہٹ اور مٹھاس میں تمیز نہ کر سکتے تھے۔ آپ کی توجہ کا شہرہ سارے اسلامی شہروں میں ہوگیا۔ اور آپ کی دعا کی قبولیت نے چاروں طرف جہان میں نقارہ بجا دیا۔ اور جو کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں شاید ہی کسی اور سے ظاہر ہوئی ہوں۔

کرامات شاہ نقشبند

ایک مرتبہ ایک لونڈی پر آپ نے توجہ کی۔ وہ بیخود ہو کر اپنے مالک کے پاس گئی۔ جسے دیکھ کر وہ بھی بیہوش ہوگیا۔ ایک ہمسائی دیکھنے کے لئے آئی۔ وہ بھی دیکھتے ہی بیہوش ہوگئی۔

ایک شخص بیعت کی نیت سے دور کی راہ سے آرہا تھا۔ جب دریا پر پہنچا

تو اُس نے دریا کو کہا کہ خشک ہو جا، تاکہ میں گذر جاؤں۔ وہاں سے گذر کر جنگل میں ہرنوں کو دیکھا۔ تو خواہش کی کہ یہ میرے نزدیک آ جائیں، چنانچہ وہ بھی نزدیک آ گئے پھر اس نے گرم طعام کی خواہش کی۔ وہ بھی موجود ہو گیا ٭

جب وہ خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں! جس روز تو گھر سے نکلا تھا۔ اُسی روز سے ہماری نظر تمہاری طرف تھی۔ میں نے ہی دریا سے تجھے پار کیا۔ اور ہرنوں کو تیرے پاس لایا۔ اور گرم طعام حاضر کیا ٭

اور اسی روز ایک مردے کو زندہ کرنے کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی محمد زاہد کو (آپ نے) فرمایا کہ مر جا۔ اور وہ مر گیا۔ اور پھر فرمایا کہ زندہ ہو جا۔ پھر وہ زندہ ہو گیا ٭

اور (آپ نے) اپنی پوستین کو جلتی آگ میں ڈالا اور وہ نہ جلی ٭

بابا شیخ خسرو کو آپ نے فرمایا کہ دریا میں کود پڑ۔ وہ کود پڑا۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ ڈوب گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ باہر آ جا۔ وہ باہر نکل آیا اور اس کا بال تک نہیں بھیگا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ میں حجرے میں مراقبہ کر رہا تھا ٭

ایک جگہ مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ آپ نے زنبیر (ٹوکری) کو حکم دیا۔ چنانچہ وہ خود ہی مٹی سے پر ہو کر ہوا میں اڑی چلی آتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بس کر۔ تو وہ گر پڑی ٭

آپ فرماتے تھے کہ تیس سال گذر گئے ہیں کہ جو کچھ بہاؤالدین کہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے پورا کر دیتا ہے ٭

اور نیز آپ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے ایسے طریقہ کی درخواست کی تھی جو آسان اور موصل ہو۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے وہ طریقہ عنایت کیا۔ اور وہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ بدعت سے کنارہ کشی اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ۔ اور خواطر کی نگہداشت کرنی ہے ٭

اور نیز فرماتے تھے کہ ہم نے فضیلت حاصل کی۔ ہم مرد ہیں۔ ہمارے طریقہ میں مجاہدہ نہیں۔ تعین نہیں۔ سماع نہیں اور اس میں آفت بہت ہے۔ اور خرومی نہیں۔ فقط توجہ ہی سے ایک مقام سے دوسرے مقام میں لیجانا ہمارا طریقہ ہے۔ اور دعا سے ایک حال سے دوسرے حال میں پہنچا دینا۔ آپ ہی کا کام ہے ٥

نقشبند اند غلامے بند بہر نقشبند — اے بوالعجبی نقش کہ پیش آرند

آپ میں عجز و نیاز اور کسرِ نفسی یہاں تک تھی کہ ایک روز آپ ایک کتے کے نقشِ پا پر سرِ مبارک رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے تھے کہ اے پروردگار! تو کتے کے اس نقشِ پا کے صدقے بہاؤ الدین پر رحم کر ✦

آپ سردی کا موسم پرانے نمدے اور گرمی کا موسم پرانے بوریئے میں بسر کرتے۔ اور جو کی روٹی وغیرہ سے بھوک روکتے۔ اور راستے میں حیوانات پر سبقت نہیں لیجاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہمیں فقر و نیستی میں لائے ہیں ✦

آپ فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال کا خیال کرنا حقیقت کے پرواز کی کمی کے سبب سے ہے۔ عمل بہت کرنا اور اس عمل کو ناقابل و حقیر خیال کرنا۔ طریقت کا فرض ہے ✦

اور نیز فرماتے تھے کہ جب میں اپنے حال کی طرف خیال کرتا تھا تو اپنے میں کوئی خوبی نہیں پاتا تھا۔ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میں کتے کے پانے خانے سے بدتر ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوا کے لئے اس کی تلاش میں آیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ میں اس سے بھی بدتر ہوں ✦

ایک روز آپ نے ایک کتے کو روٹی ڈال دیا۔ وہ کتا خاک پر لوٹنے لگا۔ آپ نے خیال کیا کہ شاید یہ میرے لئے دعا کرتا ہے۔ اس لئے آپ آمین کہتے گئے۔ فی الواقعہ آپ کو اس سے ترقی حاصل ہوئی ✦

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک گرگٹ آفتاب کے جمال میں مستغرق ہے اس کے روبرو آپ باادب بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے میرے حق میں دعا کر کہ جو شہود اللہ تعالے نے تجھے آفتاب سے عنایت کیا ہے۔ وہی میرا خدا کے ساتھ ہو۔ گرگٹ واپس لوٹ کر زمین پر لوٹا۔ اور آسمان کی طرف منہ کیا۔ آپ آمین کہتے گئے۔ آپ کا شاہدہ اس سے بھی اور قوی ہو گیا ✦

خواجہ علاؤ الدین غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی حالتِ نزع میں میں خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے علا! کھا میں نے تین لقمے لئے۔ اور دسترخوان لپیٹ دیا۔ پھر آپ نے آنکھ کھولی۔ تو فرمایا

کہ کھا۔ پھر میں نے حکم بجا آوری کے لئے چند لقمے اُٹھائے۔ اور دستر خوان اٹھا دیا پھر آپ نے آنکھ کھول کر یہی فرمایا کہ طعام اچھی طرح کھانا چاہیئے۔ اور کام بھی اچھی طرح کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ چار مرتبہ آپ نے ایسا ہی فرمایا۔ اس وقت جو صحاب آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اُنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ خلافت اور ارشاد کے لئے کسی کو مقرر کیا جائے ✦

حضرت خواجہ صاحبؒ نے کشف سے معلوم کر کے فرمایا کہ مجھے اس وقت تکلیف کیوں دیتے ہو۔ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جس وقت اس حال سے مشرف کرنا چاہیگا۔ کر دیگا۔ وہ خود حاکم ہے حکم کریگا ✦

منقول ہے کہ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آگیا۔ تو خواجہ علاؤالدین عطار **سورت یٰسٓ** پڑھ رہے تھے۔ جب نصف پر پہنچے تو انوار ظاہر ہوئے۔ آپ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دیر تک دعا کرتے رہے۔ اور پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر ملے۔ اور مشاہدہ حق میں فانی ہوگئے ✦

آپ کی عمر شریف کے تہتر سال ختم ہو چکے تھے اور چوہترواں سال شروع تھا۔ کہ سوموار کی رات ۳۔ ربیع الاول ۷۹۱ھ یا ۷۱۱ھ یا ۷۸۲ھ کو آپ نے آخری سفر اختیار کیا۔ اور بخارا میں مدفون ہوئے ✦

آپ کی مزار پُر انوار کی زیارت جہان کی حاجت روا اور جن و انسان کی مشکلکشا ہے ✦

آپ اس امّت کے چراغ تھے۔ جو تاریخ وفات آپ کی لکھی گئی ہیں ان میں دو مہینے تین دن کا فرق ہے۔ آپ عجائب الکرامات تھے۔ اور متواتر آپ سے کرامتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور یہ قطعہ تاریخ ہے ؎

رفت شاہ نقشبنداں خواجۂ دنیا و دیں — آنکہ بودہ شاہ راہ دین و ملت ملتش
لکمن و ماوائے اوچوں بود قصر عارفاں — قصر عرفاں پس سبب آمد حساب حلتش

اور آخری قول کے موافق یہ تاریخ ہے ؎

بہاء الحق والدین طاسب شواہ — امام سنّت و شیخ جماعت
چو میرفت از جہاں ایں بیت میخواند — بر اہل فضل و ارباب بضاعت

بطاعت قرب ایزد میتواں یافت — قدم در نہ چو داری استطاعت
بدیں دستور تاریخ وصالش + — بروں آر از حروف قرب طاعت

آپ کی وفات کے بعد خرق عادات اس زمانے تک آپ کے مزارپُرانوار سے ظاہر ہو رہا ہیں:-

چنانچہ کسی بادشاہ نے ایک شخص پر ناراض ہو کر اُسے منارے سے گروایا۔ اور وہ زمین پر صحیح وسالم آپڑا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ تو اُس نے کہا کہ مَیں نے خواجہ صاحب کی مزار مبارک کی طرف توجہ کی تھی۔ مزار سے ایک ہاتھ نمودار ہُوا۔ جس نے مجھے زمین پر بٹھا دیا +

ایک شخص کے ڈاڑھی نہ تھی۔ اس نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر دُعا کی۔ فوراً اُس کی ڈاڑھی نکل آئی +

ایک جاہل قاضی زیارت کے لئے آیا۔ اور اُس نے عرض کی کہ مَیں قاضی تو ہوں لیکن جاہل ہوں۔ وہ فوراً عالم اور فقیہ ہو گیا +

گوہر سوم

سر دفتر فقیران خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں

آپ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل اور داماد تھے۔ اور بڑے عالم وفاضل اور حنفی مذہب تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نقشبند کے طریقہ کی کرامات وتصرفات مثل اللہ تعالےٰ کے ساتھ دل کی توجہ ہر وقت رکھنا۔ اور ذکر خفی جاری رکھنا اور متخیلہ میں مرشد کی صورت حاضر رکھنا۔ اور خواطر کا نگاہ رکھنا۔ آپ ہی سے جاری ہُوا تھا آپ خواجہ صاحبؒ کے ایسے ہی خلیفہ تھے۔ جیسے کہ **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے +

آپ فرماتے تھے کہ تمام جہان کو ولایت اور حضوری کا مرتبہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی ہی عنایت سے حاصل کرائینگے لیکن اللہ تعالےٰ کی مرضی ایسی نہیں ہے +

ایک مرتبہ معتزلہ لوگوں کی ایک جماعت نے رویت حق کا انکار کیا۔ آپ نے

انہیں فرمایا کہ تین روز باوضو ہمارے پاس آؤ۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو انہیں مشاہدہ اور حضوری حاصل ہوئی۔ اور رویت کے اقراری ہوئے +

ایک روز حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ آپ کے گھر آئے۔ اور فرمایا کہ کل مجھے خوشخبری دی گئی ہے کہ جہاں تو مدفون ہوگا، تیرے چاروں طرف کے ساٹھ ساٹھ مرلے بخشے جائینگے۔ اور آپ کو تین میل گرداگرد کی شفاعت کا اذن تھا +

آپ نے عشاء کی نماز کے بعد بدھ کی رات بیسویں رجب المرجب ۷۹۱ھ ہجری کو رحلت فرمائی۔ آپ کی تاریخ وفات مقرب بارگاہِ باری بود سے نکلتی ہے +

گوہر بست و چہارم

عارف ربّا خواجہ محمدؐ پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں

آپ محدث، عالم، حافظ، محقق، عارف، حنفی مذہب، زمانہ کے عارفوں کے خلاصہ، محققانِ وقت کے پیشرو۔ اور حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ تھے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔ چنانچہ تفسیر فصل الخطاب۔ تحقیقات۔ فصول ستہ وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ کا اسم شریف محمدؐ ہے +

ایک روز آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ صاحبؒ آئے۔ اور لونڈی سے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔ اس نے کہا کہ پارسا منتظر کھڑا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے باہر آکر دیکھا۔ تو آپ کھڑے ہیں۔ فرمایا۔ تم پارسا ہو۔ اسی روز سے آپ اس لقب سے مشہور ہوئے +

آپ عشاء کی نماز سے لیکر صبح تک عصا پکڑے کھڑے ہوکر حالات اور کیفیات میں غرق رہتے تھے +

مسجد بناتے وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو دوپہر کو نیند لینے کے لئے اجازت دی تھی۔ باقی لوگ تو تھکے ماندے ہوکر دوپہر کو آرام کرتے لیکن آپ ہاتھ پاؤں مٹی سے آلودہ دھوپ میں مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب رح آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر جناب الٰہی میں دعا مانگنے کیلئے پروردگار! اس جوان پارسا

کی بدولت بہاؤ الدین پر رحم کر +

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب نے حوض میں غوطہ لگا کر آپ کے مبارک پاؤں پر سر رکھ کر یہی دعا کی +

اور حضرت خواجہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ پارسا کہتا ہے، اللہ تعالےٰ وہی کرتا ہے۔ لیکن پارسا اللہ تعالےٰ کی رضا پر ہے۔ اور اس کے خلاف کچھ نہیں کہتا۔ اور جو قرب الٰہی کے مراتب ہمیں بارگاہ الٰہی سے حاصل ہوئے تھے۔ سب پارسا نے حاصل کیئے۔ ہمارے ظہور سے مقصود محمدؒ کا ہے +

آپ کی وفات بدھ کے روز تیئسویں ۲۳ ذیقعد ۸۲۱ھ ہجری کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک مدینہ سکینہ میں حضرت عباس کے مرقد منور کے قریب سفید پتھر کا بنا ہوا ہے آپ کی تاریخ وفات ان الفاظ سے نکلتی ہے۔ **اجابت داعی فرمود** +

گوہرِ بست و پنجم

خوبی کے قافلے کے یوسف حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ کے حالات میں

آپ بہاؤ الحق و الدین حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے بزرگ اصحاب سے ہیں۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے عالم۔ اور معنوی تصانیف کے مالک۔ زمانے کے مقتدا ابرار کے رہنما تھے +

آپ اصل میں چرخ کے رہنے والے ہیں جو ولایت غزنی میں ایک گاؤں ہے نقشبندیہ طریقہ نے آپ سے رواج پایا اور بہائیہ نسبت شائع ہوئی۔ بعد از اں یہ دعوے خواجہ عبید اللہ احرار کا ہے۔ اور نقشبندیہ محل کا تیسرا ستون ہے۔ آپ پانچویں صفر کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے +

گوہر بست وششم

مقربوں اور ابراروں کے سرِ دفتر اور اولیائے کبار کے مفخر

خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کے حالات میں

آپ قطبِ وقت اور سابقہ صدی کے مجدد تھے۔ اور فاروقی نسب۔ حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب تھے۔ آپ کو تین سال کی عمر میں حضورِ حق حاصل تھا۔ فرماتے تھے کہ لوگ کس طرح گناہ میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ جانتے تھے کہ میری طرح سب کو حضرت حق کی حضوری حاصل ہے۔

نقشبندیہ نسبت آپ نے حضرت مولانا یعقوب چرخی کی خدمت سے حاصل کی تھی۔ اور خلافت کا مرتبہ حاصل کیا تھا۔ اور نیز دوسرے مشائخ سے بھی صحبت کا فیض حاصل کیا تھا۔ اور توحید وجودی کی نسبت اپنے آبا و اجداد سے حاصل کی۔ آپ اعجوبہ روزگار تھے۔ آپ کی ریاضتیں اور عبادتیں بیان سے باہر ہیں۔ اور کرامات اور خرقِ عادات بےشمار۔ چالیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔

ایک روز آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرورِ کائنات فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے کندھوں پر اُٹھا کر اس پہاڑ پر چل۔ مَیں نے ویسا ہی کیا۔ واقعی شریعت اور طریقت کی ترقیات آپ کے وسیلے سے جہان میں پھیل گئیں۔ اور مشرق سے مغرب تک تمام جہان آپ کی نسبت سے پُر ہو گیا۔ اگر مخدوم اعظمی کی نسبت شور و حرارت سے پُر ہے، تو بھی انہیں کی طرف سے ہے۔ اور اگر ابو العلائیہ طریقہ ہے، جس میں طاقت اور زور سے چلا جاتا ہے وہ بھی انہیں کی طرف سے ہے۔ اگر نعمت یاقوت ہے، کہ حضور اور یادداشت۔ کمال تقوے اور طہارت سے ہے۔ تو بھی انہیں کی طرف سے ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں شریعت کو رواج دینے اور بدعت کی توہین کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اگر مَیں لوگوں کو مرید کروں تو کوئی شخص بھی دنیا میں کسی کا مرید ہونے کیلئے

نہ بچے ۔

آپ کی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک روز جنگل میں آفتاب چھپتے وقت آپ نے سورج کی طرف توجہ کی، تو آفتاب حرکت کرنے سے تھم گیا۔ اور جب آپ گھر میں پہنچ گئے۔ تو ایک ہی دفعہ چھپ گیا اور اندھیرا چھا گیا ۔

آپ کے پاس دنیاوی اسباب اور کارخانہ بہت تھا۔ چنانچہ گھوڑوں کی میخیں سونے یا چاندی کی تھیں۔ لیکن ان سے تعلق ایک بال بھر بھی نہ تھا چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ یہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

چو فقر اندر لباس شاہی آمد　　　بہ تدبیر عبید اللٰہی آمد

آپ نے سوموار کی رات شام اور عشا کے درمیان ربیع الاول کی آخری تاریخ ۸۹۵ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک سمرقند میں ہے۔ آنجناب کی تاریخ وفات اس عبارت سے نکلتی ہے **قامع قلاع بدعت بوده** ۔

گوہر بست وہفتم

جذب سبحانی ارشد جسمانی حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں

آپ یکتائے زمانہ، ترک وتجرید میں یگانہ، اور خلوت اور تفرید میں بےنظیر تھے آپ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار ولی سے پہنا۔ اور آنجناب کی عالی توجہ سے مستفیض ہو کر خلافت اور ارشاد کا مرتبہ حاصل کیا۔ اور ایک جہان کو اپنی دست بیعت اور فیض نسبت سے مالا مال اور سرسبز وشاداب فرمایا۔ آپ نے ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو رحلت فرمائی ۔

گوہرِ بست و ہشتم

صوفی صفا کیش فانی از خویش حضرت خواجہ محمد درویش علیہ الرحمتہ

کے حالات میں

آپ زمانہ بھر کے درویشوں کے مقتدا اور صوفیوں کے پیشوا تھے۔ ارادت اور خلافتِ باطنی کی نسبت آپ کو اپنے خالو جناب مولانا محمد زاہد سے حاصل تھی۔ جناب کے انتقال کے بعد آپ ہی نے طالبانِ طریقہ کی ہدایت اور سالکانِ حقیقت کی رہنمائی میں سرگرم رہ کر نقشبندیہ حضوری کی نسبت کو رواج دیا ؎

ذاتِ پاکِ خواجۂ درویش بُو — افتخارِ صوفیانِ صافیاں

گوہرِ بست و نہم

عارفِ معارفِ صمدی مولانا خواجگی امکنگی علیہ الرحمتہ کے حالات میں

آپ جنوں اور انسانوں کے قطب، جہان کی جائے رجوع، صاحبِ آیات کرامات اور جذبات اور تصرفات کے منبع تھے۔ عالم۔ فاضل اور اولیا آپ کے مرید تھے۔ امرا اور بادشاہ عبداللہ ازبک جیسے آپ کے فیض نشان آستان کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے ٭

آپ حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب تھے۔ اور اصلی طریقہ کی آپ بہت رعایت کرتے۔ اور اس شریف طریقہ کی مخترعات مثلاً تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا یا ذکر اور استغفار جہر کرنا وغیرہ سے بالکل پرہیز کرتے۔ آپ شاہ نقشبند رح کی پورے طور پر پیروی کرتے تھے ٭

آپ نے ارادت اور خلافت کا خرقہ اپنے والد بزرگوار مولانا محمد درویش رح سے حاصل کیا تھا۔ آنجناب کی عمر ۹۰ سال تھی۔ اور امکنہ میں ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ ہجری کو

اس غمکدہ سے کوچ کیا۔ آپ کی تاریخ وفات مرکز دائرہ قطبیت سے نکلتی ہے +

گوہر سی ام

واقفِ اسرار لی مع اللہ عارف آگاہ عن سوی اللہ

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں

آپ اصل میں سمرقندی ہیں۔ اور آپ کی جائے پیدائش کابل ہے۔ اور آپ کا سلسلہ نسب والدہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر باغستانی سے جو کہ حضرت احرار کی جد مادری ہیں، ملتا ہے۔ آپ کے والد قاضی عبدالسلام جو سمرقند کے علمائے مقربین سے تھے۔ سمرقند سے کابل میں آئے۔ اور وہیں شادی کی۔ اور حضرت خواجہ صاحب کابل میں پیدا ہوئے +

آپ ظاہری علوم میں مولانا صادق حلوائی کے شاگرد تھے۔ اور ولایت کے کمالات آپ نے حضرت خواجہ احرار کی معنوی تربیت سے حاصل کئے۔ اور بہت سی ریاضتیں اور مجاہدے کرکے ظاہری بیعت مولانا خواجگی امکنگی سے کی۔ اور تین مہینے انہیں کی صحبت پاک میں رہکر انوار کا اقتباس کیا۔ اور قوی حالات حاصل کئے۔ اور اجازت اور خلافت کے مرتبے کو پہنچ گئے۔ پھر دہلی میں آکر طالبانِ خدا کے مرجع بنے آپ قطبِ وقت تھے۔ زمانہ بھر کے مشائخ مشیخت کو چھوڑکر آپ کے مرید ہوگئے آپ کے کمالات اور تاثیرات کا شہرہ سارے ہندوستان میں ہوگیا۔ لوگ کثرت سے دُور دُور سے آتے تھے۔ اور حضور نقشبندیہ کی نسبت سے حصہ لیکر جاتے تھے طالبوں کا جو مجمع آپ کی خدمت میں تھا، ہندوستان میں شاید ہی کسی دوسرے شیخ کی خدمت میں ہو۔ آپ لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے بیتاب کر دیتے تھے۔ اور تماشائی اور بازار والے دیکھتے ہی گریبان پھاڑ کر بیہوش ہو جاتے تھے +

آپ صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی کرامات، مقامات اور مناقب بہت ہیں۔ آپ کو تصرفات جاذبہ حاصل تھے۔ آپ کی عمر مبارک کل چالیس سال کی تھی

اور دو تین سال کے عرصے ہی میں آپ کا طریقہ بے واسطہ یا با واسطہ سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ اور آپ کے علو مراتب کی صداقت کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ جناب حضرت امام ربانی رح آپ کے خلیفہ ہیں ؛

آپ میں تواضع۔ عاجزی۔ انکسار۔ اور اپنے تئیں قصور وار خیال کرنا لازم حال تھا ؛

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کُتا آیا، آپ اُس کی تعظیم کے لئے اُٹھے۔ حاضرین نے اس بات سے تعجب کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کتا اس کتے سے مشابہ ہے۔ جو پیر کی خانقاہ میں آیا کرتا تھا ؛

آپ نے ہفتے کے روز ۲۵۔ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ ہجری کو رحلت فرمائی اور اتوار کو مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار پر انوار مفخر مقربین و ابرار دہلی میں رسول پروردگار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم گاہ کے پاس ہی واقع ہے ؛

آپ کی تاریخ وفات سلطان ممالک طریقہ بود سے نکلتی ہے ؛

گوہر سی ویکم

عارفوں کے امام۔ عالموں کے امیر۔ اصفیا کی مسند۔ متقیوں کی حجت۔ صاحب عظمت۔ فرید العصر حید الدہر منور الباطن۔ معدن المیامن۔ مخزن تیامن

بہ ہندوستاں گرچہ دارد مقام	بہ بالائے ہفتم فلک ماندہ گام
نگیں گشتہ در حلقۂ اولیا	چو در انبیا خاتم الانبیا

صاحب منصب قیوم۔ مکرم بہ کرامات۔ حجت ملت، دوستی اور محبوبیت کے جامع۔ دوسمند۔ ون کے ملانے والے۔ دو لشکروں میں صلح کرانیوالے متکلمین کے گواہ۔ مجاہدین اور موحدین کے متمسک۔ برہان السلف۔

سلطان الخلف۔ رسائل اور مکتوبات کے مصنف کا نص آیات متشابہات (گویا کہ وہ ملتی جلتی نشانیاں ہیں) سے

زعفراں گرچہ صد دریا زاں کرد | یکے گفت و دو صد دیگر نہاں کرد
اگر ظاہر کند زاسرار موئے | دراندازد بہ ہفت افلاک شورے
بسے پیراں بزدش طفلِ راہ اند | چو من لب تشنۂ نیم نگاہ اند
بصحرائے سمند انگیخت آں شاہ | کہ ماند ارشاد رحمار راہ در راہ
ہمیں فرزند فارق است چوں آب | کنوں نطق از زبان او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق | بزہر منقصت تریاق فاروق
چراغ نقشبند ہفت محفل | نگاہش نقشبند غیر از دل

امام ربانی۔ اویسی الرحمانی۔ محرم اسرار سبع مثانی۔ واقف رموز مقطعات قرآنی اور متشابہات فرقانی کی باریکیوں کے کاشف

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مسمٰی خاتمِ اہل بشارت
باسم کز مسیحا شد اشارت

ابوالبرکات بدر الدین حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ الفاروقی رضی اللہ عنہ کے حالات

آپ کی نسب شریف کا سلسلہ اٹھائیسویں پشت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ فروع و عبادت میں آپ کا مذہب حنفی تھا۔ اور اعتقادیں آپ مجتہد تھے +

آپ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔ شیر خوارگی کے دنوں میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری نے جنہیں بڑا قوی جذبہ حاصل تھا۔ اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں رکھی۔ اور فرمایا کہ یہ بچہ میری طرح بزرگ ہوگا +

آنجناب نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور علوم ظاہری کی تحصیل آپ نے اپنے والد ماجد اور سرہند کے دیگر علما سے کی۔ اور شہر سیالکوٹ میں جا کر علم معقول کی چند ایک کتابیں مولانا کمال کشمیری سے اور حدیث کی کتابیں شیخ یعقوب کشمیری سے پڑھیں۔ اور نیز تفسیر واحدی۔ جمع مؤلفات تفسیر بیضاوی جمع مصنفات۔ منہاج الوصول۔ غایت القصوے وغیرہ اور صحیح بخاری مع مؤلفات مثلاً ثلاثیات۔ آداب مفردہ۔ خلق افعل عبادیت۔ تاریخ مشکوٰۃ۔ ولی الدین تبریزی شمائل ترمذی۔ جامع صغیری سیوطی۔ قصیدہ بردہ بصری۔ حدیث مسلسل کہ الراحمون یرحمهم الرحمن قال الله تبارك وتعالی ارحموا فی الارض یرحمکم من فی السماء ہے، کی اجازت عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی سے جو آپ کے مرید تھے۔ حاصل کی۔ اور کتب صوفیہ مثلاً تعرف۔ عوارف اور فصوص الحکم وغیرہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں ❖

آپ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے روبرو علوم ظاہری کے درس میں مشغول ہوئے۔ اور طریقہ کی تعلیم میں سرگرم تھے۔ لیکن دل میں نقشبندیہ نسبت کا شوق بدرجہ کمال تھا ❖

جب ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ تو آپ حج کے ارادے سے دہلی آئے۔ یہاں پہنچکر جب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ حج میں دونوں جہان کی نیک بختی ہے۔ لیکن آپ ایک مہینہ یا کم از کم ایک ہفتہ ہمارے پاس ٹھیریں۔ چنانچہ حسب الارشاد آپ نے وہاں قیام کیا ❖

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے انوار صحبت اور انظار رحمت آپ کے باطن میں کارگر ہوئے۔ اور آپ نے نقشبندیہ طریقہ میں بیعت کر لی ❖

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی تلقین فرمائی۔ اور قلب پر توجہ کی۔ تو ہر روز بلکہ ہر گھڑی آپ کے باطن میں ترقی ظاہر ہوئی ❖

بیعت کے بعد دوسرے مہینے نسبت نقشبندیہ جس سے مراد ہمیشہ کی توجہ حضور اور آگاہی ہے۔ چھ طرفوں کے احاطہ سے حاصل ہوئی۔ اور صوفیہ علوم اور کشوف بھی ظاہر ہوئے ❖

پھر آپ نے خواجہ صاحب کی خدمت میں سارا حال عرض کیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ اکمل آدمی ہیں۔ اس قدر جلدی ترقی کرنا اسی بات کی علامت ہے ❖

ان دنوں کے ایک مخلص نے آپ کی بابت لکھا ہے کہ "ایک مرد شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثیر العمل و قوی العمل ہے۔ چند روز ہی ایک فقیر سے اس نے نشست و برخاست کی کہ اتنے میں اس سے عجائب و غرائب مشاہدہ کئے گئے۔ وہ شخص ایسے چراغ کی طرح ہے جس سے اہل جہان روشنی حاصل کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کے کامل احوال سے مجھے یقین واثق ہو گیا ہے۔ اس شخص کے بھائی اور اقربا بھی ہیں۔ جو سب کے سب صالح مرد ہیں۔ اور عالم ہیں بہتوں سے اس دعاگو نے مُلاقات کی اور معلوم کیا کہ قابل شخص ہیں۔ آپ کے فرزند اسرار الٰہی میں سب کے سب پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نیک ہی رکھے" ❖

نیز حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ شیخ احمد ایک ایسا آفتاب ہے کہ ہمارے جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی کے آگے ماند ہیں۔ آج ان جیسا دنیا بھر میں کوئی نہیں۔ پہلے چند ایک شخص ان جیسے اس امت میں ہو گذرے ہیں۔ اور اس زمانہ میں وہ اکمل محبوب ہیں۔ اور انہیں کے وسیلے مجھے آخر کار یہ بات معلوم ہوئی کہ توحید کا کوچہ تنگ ہے، شاہراہ اور ہی ہے ❖

حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ حسام الدین احمدؒ نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مدح کر رہے ہیں۔ اور حضرت میر محمد نعمانؒ نے واقعی دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ ہمارا مردود ہے ❖

شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام پیدا ہو گا۔ جس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کے آثار ظاہر ہونگے۔ اور اس بات کو ساری خلقت دیکھیگی ❖

یہ خوشخبری آپ ہی کی بابت دی گئی ہے۔ کیونکہ احمد جام کی وفات چھٹی صدی میں ہوئی۔ اور آپ کا ظہور ایکہزار سات ہجری میں ہُوا ❖

اور اسی طرح دوسرے اکابر نے بھی آپ کے ظہور کی بشارت دی ہے۔

چنانچہ برکات احمدیہ اور حضرات القدس میں مفصل لکھا ہے کہ آپ تین مرتبہ سرہند سے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچے +

پہلی مرتبہ آپ کو دولت کمال و تکمیل اور ترقی درجات اور قرب کے حصول کی بشارت دیگئی +

دوسری مرتبہ ارشاد اور افادۂ طالبان کی اجازت دیکر خلافت کی خلعت عنایت فرمائی۔ اور اپنے بعض احباب کو تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا۔ اور رخصت عنایت فرمائی +

تیسری مرتبہ حضرت خواجہ صاحب دو تیروں کے فاصلہ سے آپ کے استقبال کے لئے آئے اور فرمایا کہ ہندوستان میں آنے کا جس وقت ہم نے ارادہ کیا تھا، تو استخارہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک شیریں سخن طرح دار طوطی میرے ہاتھ پر آبیٹھی ہے۔ وہ طوطی آپ ہی ہیں۔ اور جس وقت میں سرہند کے قریب پہنچا تو واقعی میں نے دیکھا کہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ تو قطب زمان کے پاس ہی اُترا ہے۔ اور اس کا حلیہ بھی مجھے بتایا۔ شہر میں میں نے بہتیری دیکھ بھال کی لیکن ایسا شخص نہ ملا۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کی شکل و شمائل اس سے ملتی جلتی ہے +

اور نیز میں نے دیکھا کہ ہم نے ایک بڑی مشعل آفتاب کی سی شہر سرہند میں روشن کی ہے۔ اور اس کی روشنی سے مشرق سے لیکر مغرب تک تمام منور ہوگیا ہے اور دم بدم اس کی روشنی تیز ہوتی جاتی ہے۔ اور لوگ اس سے اپنے اپنے چراغ روشن کرتے ہیں +

اور نیز میں نے دیکھا کہ شہر سرہند کا جنگل انوار اور مشعلوں سے روشن ہے یہ سب کچھ آپ ہی کے معاملہ کا فروغ خیال کرتا ہوں۔ ہم نے یہ چند سال شیخی نہیں کی بلکہ طراری اور کھیل کی دوکان کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسا موتی ہمارے ہاتھ آگیا +

اور نیز فرمایا کہ یہ تیرا ہی عزیز الوجود بیج تھا، جو ہم نے سمرقند اور بخارا سے لاکر ہندوستان کی سرزمین میں بویا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ عنایت الٰہی سے شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء (پاک درخت ہے جسکی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان پر پہنچ گئی ہے) ظاہر ہوا +

پھر حضرت خواجہ صاحب نے طالبوں کی تربیت آپ کے حوالے کی۔ اور آپ نے حضرت خواجہ صاحب کے رُوبرُو ہی حلقہ توجہ کرنے لگے۔ آپ کی توجہ سے سالوں کا کام گھڑیوں میں محسوس ہوتا تھا۔ پھر حضرات خواجگان کے ارشاد کا منصب آپ کو مسلم ہوا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے ارشاد کا شہرہ تمام جہان میں پھیل گیا اور ہدایت کی شہرت تمام جہان والوں میں ہوگئی۔ اور قطبیت کا ڈھول اور غوثیت کا نقارہ آپ کے نام بجایا گیا اور آپ سے ولایت کے انوار۔ برکات۔ کرامات۔ اور خرق عادات اس قدر ظاہر ہوئے کہ تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ اور قرب الٰہی کے مقامات کا کشف آنجناب پر اس قدر ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ گروہ در گروہ خلقت جو غفلت کے بھنور میں غرق تھی وہ آپ کے وسیلے شہود اور حضور کے کنارے لگی۔ اور جہان اور اہل جہان گمراہی کے راہ گم کردہ شاہراہ پر آپہنچے۔ اور دور دور کے عالم فاضل چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح آپ کی خدمت میں آتے تھے۔ اور مشائخ وقت شیخیت کو ترک کر کے آنجناب کی صحبت کا فخر حاصل کرتے تھے۔ اور زمانہ بھر کے اولیا آپ کی فرمانبرداری کو قرب الٰہی کی سربلندی خیال کرتے تھے۔ اور بادشاہ اور امرا پروانہ کی طرح غوثیت کی راہ کی مشعل کے کمال کی شمع پر گرتے تھے۔ آپ کی صحبت مبارک میں طالبان خدا کا مجمع اس قدر ہو گیا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے آپ کی برکتوں اور فیوض پر رشک کرتے تھے ؎

صیت فیوضش شدہ زمیاں بلند
غلغلہ در گنبدِ خضرا فگند

آنجناب اپنے عہد میں قبلۂ روزگار اور تمام ولایتوں کے کعبہ تھے۔ بلکہ آپ کے ظہور کے وقت سے لیکر قیامت تک مشرق سے لیکر مغرب تک اور جنوب سے لیکر شمال تک تمام جہان اور اہل جہان کو معارج ہدایت اور مدارج ولایت کا حصول آپ ہی کے توسط سے ہوگا۔ اور ان کے فیض آپ ہی کی توجہ کے منتظر ہونگے۔ اور ان کا افادہ آپ کے قصد کا منتظر ہوگا۔ جس طرح کہ آفتاب اور اس کا ظہور ہر فرد کائنات پر فضل کے طور پر چمکتا اور ظاہر ہوتا ہے۔ اور چاند اور سورج کے علم پر موقوف نہیں۔ اور علاوہ تخلق باخلاق اللہ کے موجب جس طرح احدی حضور کا علم مادوں کی

تمام جزئیات میں شامل ہے - اسی طرح احمدی علم بھی مکنونات کے دائرے کو گھیرے ہوئے ہے +

آپ کی مثال اس سمندر کی طرح ہے جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور دنیا اُس پر قایم ہے - لیکن اس کا بہنا مخلص کے اخلاص اور توجہ پر موقوف ہے - اگر دریا کسی کو فیض پہنچانا چاہے - تو اس کی بخشش میں کس کو کلام ہے - ایک ہی لہر میں جہان کو مالامال کرسکتا ہے اور آنجناب کا معاملہ عقل و فکر سے باہر ہے +

آپ محبوب ذو الجلال صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے ہزار سال بعد مجدد الف ثانی ہوئے ہیں - اور علماے وقت نے بھی آپ کا مجدد ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ "آپ مجدد الف ثانی ہیں +

اگر کوئی شخص اس امر کی دلیل مانگے - تو رسالہ شواھد التجدید کا مطالعہ کرے - اور اس حدیث مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھم خیر ام اٰخرھم (میری امت کی مثال مینہ کی سی ہے جس کی بابت یہ نہیں کہینگے کہ اسکی ابتدا اچھی ہے یا انتہا) کا اشارہ بھی آنجناب کے ہی وجود کی طرف ہے +

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سو سال کے بعد ایک مجدد جو ولی ہو آتا ہے - اور (وہ) میرے دین کو از سر نو تازہ کرتا ہے +

مجدد اور الف میں وہی فرق ہے جو سو ہزار میں ہے - ایسے موتی کے پیدا ہونے کے لئے ہزار سال چاہئیں +

اور مجدد وہ شخص ہوتا ہے کہ اس عرصے میں جو فیض اور برکت امت کو پہنچے وہ اسی کے وسیلے پہنچے - اگرچہ اوتاد - اقطاب - ابدال اور نجبا بھی ہوتے ہیں - اور نیز وہ دین کی تجدید کرے - اور نئے معارف لائے +

آپ کے وجود سے کفر اور بدعت کی تاریکی ایمان اور سنت کی روشنی سے بدل گئی - اور ایمان اور عرفان کے ارکان مضبوط اور محکم ہو گئے +

اور اسلامی شہروں کے خلیفوں سے معمور ہو گئے - جو نئے معارف حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے وہ ہزاروں عالموں اور فاضلوں پر آپ نے باوسیلہ یا بے وسیلہ از روے کشف یا وجد ظاہر کئے - اور ان میں کسی قسم کے

شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی - ان کا انکار کوئی باطن کا اندھا ہی کرے تو کرے - اور ان معارف کو آپ سے پہلے اس امت کے کسی عالم نے بیان نہ کیا ٭

آپ کا طریقہ سنت کی تابعداری اور بدعت کو ترک کرنا ہے - اور خفیہ ذکر اور حضوری میں مشغول رہنا - جو جو آپ نے بدن پر محل بنائے ہیں ان کا مفصل حال اس مختصر میں نہیں آ سکتا - اس خاندان کی کتابیں انہیں باتوں سے بھری پڑی ہیں - اور اہل نسبت کو یہ طریقہ معلوم ہے ٭

آنجناب نے واقعی دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو علم کلام کا مجتہد بنایا - اور امیر المومنین علی مرتضے رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ میں تجھے علم سماوی سکھانے کے لئے آیا ہوں ٭

اور جب آنجناب کو کعبہ شریف کی زیارت کا شوق ہوا - تو کعبہ شریف میں آ کر زیارت سے مشرف ہوئے ٭

جب حضرت شاہ سکندرؒ نے شاہ کمال کیتھلی کا خرقہ وصیت کے موافق لا کر آنجناب کو پہنایا - تو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح پاک تشریف آور ہوئی - اور قادریہ نسبت کی انوار نے آنجناب پر غلبہ کیا - آپ نے دل میں کہا کہ ہم تو حضرات نقشبندیہ کے تربیت یافتہ ہیں - بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ نسبت مجھ پر غالب ہو رہی ہے - اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند مع اپنے خلفا کے آ کر امیر غوث الثقلین کے پاس آ کر بیٹھ گئے ہیں - اور فرمایا کہ احمد ہماری ملکیت ہے - اور ہماری تربیت کے وسیلہ سے کمال اور تکمیل کے درجے کو پہنچا ہے - حضرت شاہ کمال کیتھلی نے فرمایا کہ بچپن سے ہی ہم اس پر عنایتیں کرتے آئے ہیں - اور ہم ہی سے اس نے فیض حاصل کیا ہے - ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ مشائخ چشتیہ - سہروردیہ اور کبرویہ بھی تشریف لائے اور مباحثے کو دور کر کے اپنی تمام نسبتیں آپ کو عنایت فرمائیں اور خلافت اور اجازت مرحمت کی ٭

ایک روز آنجناب کو الہام ہوا کہ غفرت لک ولمن توسل بک بواسطۃ او بغیر واسطۃ الی یوم القیامۃ (میں نے تجھے بھی بخشا اور اس شخص کو بھی بخشا - جو قیامت تک باوسیلہ یا بے وسیلہ آپ سے واسطہ رکھتا ہو) اور نیز آپ کو حکم ہوا کہ

یہ خوشخبری لوگوں میں ظاہر کرے ✦

آنجناب فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے طریقہ میں داخل ہوگا یا داخل ہے - خواہ باواسطہ یا بے واسطہ سب کے سب میرے سامنے لائے گئے ! وران کا نام - جائے پیدائش اور جائے سکونت سب مجھے بتائے گئے - اگر چاہوں تو مَیں سب کو بیان کر سکتا ہوں - اور ان تمام کو مجھے بخشوا تا ہے ✦

نیز فرماتے ہیں کہ ایک روز مَیں نے اپنے ایک فرزند کی رُوح کو ثواب کی خاطر طعام پکایا - اس کے قبول ہونے کے بارے میں شش و پنج میں تھا کہ مجھے یہ الہام ہُوا کہ انما یتقبل اللہ من المتقین (اللہ تعالےٰ متقیوں سے قبول کرتا ہے) ✦

اور نیز فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک بڑے قد و قامت کا پرند میرے سینے سے اڑ کر باہر نکل گیا ہے - جب مَیں نے غور کی تو معلوم ہُوا کہ یہ خناس ہے جو لوگوں کے سینوں میں رہکر وسوسے ڈالتا ہے - مجھے الہام ہُوا کہ جن خناس کا ذکر سورۃ ناس میں ہے - اس کے شر سے تجھے محفوظ کیا گیا - اور اسے سینے سے نکال دیا ہے ! ور فی الواقعہ اس کے نکل جانے کے بعد عجب قسم کا اطمینان اور شرح صدر حاصل ہُوا ✦

اور نیز فرماتے تھے کہ چند روز میرے قصور اعمال کی دید کی یہ کیفیت رہی کہ جب کبھی نماز میں لفظ ایاك نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) پڑھتا - تو مَیں حیران ہو جاتا کہ مَیں کیا کروں اگر پڑھوں تو لم تقولون ما لا تفعلون (جو تم کرتے نہیں وہ کہتے ہی کیوں ہو) کا مصداق ہو جاتا ہے - اور اگر اُسے ترک کروں - تو واجب کی ترک ہوتی ہے - یہاں تک کہ چند روز کے بعد مجھے یہ الہام ہُوا کہ ہم نے تیری عبادت سے شرک دور کر دیا ہے اور تیرے دین کو خالص کر دیا ہے ✦

اور نیز فرماتے تھے کہ مجھ پر یہ عنایت ہوئی ہے کہ جس نماز جنازہ میں تو شامل ہوگا وہ مردہ بخشا جائیگا ✦

اور نیز یہ الہام ہُوا کہ جس قبر پر جا کر تو اُس مردے کے لئے بخشش طلب کریگا ہم اُسے بخش دینگے ✦

اور نیز یہ الہام ہُوا کہ اگر تمہارے روضے کی ایک مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالیں تو وہ مردہ بخشا جائیگا ✦

جب مٹھی بھر خاک سے یہ حالت ہوتی ہے۔ تو اُس شخص کی کیا کیفیت ہوگی۔ جو آپ کے مقبرہ میں مدفون ہو *

آنجناب کے تمام اعمال حدیثوں کے موافق تھے۔ اور اختیار اولے عمل بعزیمت بدعت سے کنارہ کشی کی سخت کوشش کرتے تھے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی اس بات کا حکم دیتے تھے۔ اور تہجد۔ اشراق۔ ضحےٰ۔ فی الزوال۔ اور اوابین کی نمازیں ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔ بڑے خشوع اور خضوع سے ادا کرتے تھے *

ان (نوافل) نمازوں میں اول اول آپ اسّی مرتبہ سورہ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ اور پھر قرآن شریف حفظ کر کے ان نفلوں میں اس قدر لمبی قرأت کرتے تھے کہ غلبات میں آدھی رات سے لیکر صبح تک ایک ہی رکعت میں کھڑے رہتے۔ اور خادم شور کرا ٹھتا کہ صبح ہوگئی ہے۔ پھر آپ دوسری رکعت چھوٹی سی ادا کر کے سلام پھیرتے پھر دوگانہ کے بعد آپ مراقبہ کرتے۔ اور مراقبہ سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار اور دوسری دعائیں اور درود پڑھتے تھے۔ اور فجر کی نماز سے لیکر اشراق کی نماز تک آپ یاروں کے ہمراہ مراقبہ کرتے۔ پھر گھر تشریف لاتے۔ اور بال بچوں کا احوال پوچھتے۔ اور پھر خلوت میں تلاوت قرآن شریف کرتے۔ نماز ضحےٰ کے بعد کھانا لایا جاتا۔ تھوڑا اپنے لئے رکھ کر باقی فقیروں کو بانٹ دیتے۔ اور پھر دعاے ماثورہ میں مشغول رہ کر خواب قیلولہ کرتے۔ اور نماز فی الزوال کے بعد نماز ظہر مستحب وقت میں ادا کر کے حافظ قرآن سے قرآن شریف سُنتے۔ عصر اور عشا کی پہلی سنتوں کو بہت کم ترک کرتے تھے۔ عصر کی نماز دو مثلین کے وقت اور نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی۔ اور عشا کی نماز سفیدی اور سُرخی غائب ہوجانے کے بعد ادا کرتے تھے۔ اور نماز عشا اکثر رات کی پہلی چوتھائی گذر جانے کے بعد۔ اور فجر کی نماز اول وقت میں بڑے آداب سے ادا کرتے تھے اور رکوع اور سجود کی تسبیحیں سات سے لیکر گیارہ تک پڑھتے تھے۔ اور تسمیع اور تحمید دونو اکھٹے پڑھتے تھے۔ قیام لیل کے چار نفل اور وتر دن کے بعد دو نفل اور بعض دفعہ وتر عشا کے بعد اور بعض دفعہ تہجد کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اور سوتے وقت سورہ تبارک، الم سجدہ، سورۂ دخان اور ماثورہ دعائیں پڑھا کرتے تھے *

اور نماز میں آپ کے احوال لی مع اللہ ، قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور ارحنی یا بلال کے مصداق تھے۔ اور کیفیات جو نماز ادا کرتے وقت یا قرآن شریف سنتے وقت ہوتی تھیں۔ دوسرے وقتوں میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ اور نماز عصر سے پہلے آپ طالب علموں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ اور حلقہ باندھ کر حافظ قرآن سے قرآن شریف سنا کرتے تھے۔

مریض کی بیمار پرسی بھی کیا کرتے تھے۔ اور رمضان کے اخیری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ اور ذی الحجہ کے عشرہ میں گوشہ نشینی۔ ذکر اور روزے آپ کا معمول تھا اور عاشورہ وغیرہ کی نماز باجماعت خلاف سنت جانتے تھے۔ ہر ایک کام استخارہ سے شروع کرتے۔ بیمار پرسی کیا کرتے تھے۔ قبروں پر بوسہ دینے سے منع کرتے تھے۔ اور اسے اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی اپنے والد بزرگوار اور پیر کی قبر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ دعوت خاص کو آپ قبول فرماتے لیکن دعوت عام پر آپ نہیں جاتے تھے۔ اور مجلس سماع۔ سرود۔ اور مولود خوانی میں آپ نہیں جایا کرتے تھے۔ اور ذکر جہر کو ترک ادب جانتے تھے۔ اور نبوت کو ولایت سے اگرچہ اس نبی کی ولایت ہو افضل جانتے تھے۔ صحو کے غلبہ کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور آپ کا خیال تھا کہ صحو خاص عوام کے نصیب بھی ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو تمام اولیا اللہ سے افضل جانتے تھے اور حنفی مذہب کو باقی مذاہب پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ماتریدیہ کو پسند کرتے تھے۔ اور مشائخ کے طریقوں میں سے نقشبندیہ طریقے کو افضل جانتے تھے۔ اور تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ سے مقدم خیال کرتے تھے۔ اور سفر کے لئے ہفتے یا جمعرات کے دن کو اختیار کرتے تھے۔ اگرچہ سارے دنوں کو آپ سفر کے لئے بہتر سمجھتے تھے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ الایام ایام اللہ والعباد عباد اللہ (دن بھی اللہ کے ہیں اور بندے بھی اللہ کے ہیں) اور ماثورہ دعائیں مقررہ اوقات پر پڑھتے تھے ماہ رمضان میں طالب دور دور سے فائدہ اٹھانے کے لئے آتے تھے۔ تراویح میں آپ قرآن شریف کا ختم سنا کرتے تھے۔ اور زکوٰۃ دینے میں آپ وقت کا انتظار یا صاحب نصاب ہونے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ حساب کے موافق اس کے واجب ہونے سے پیشتر ہی اسے خرچ

کر دیتے تھے۔ اور ہمیشہ حج کا ارادہ رکھتے تھے ✦

آپ کا خلق، محمدی خلق کے موافق تھا۔ تسلیم۔ رضا۔ صبر۔ مجاری قضا۔ سب نیک خصلتیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔ ہر ایک شخص سے اُس کے مرتبے کے لحاظ سے سلوک کرتے تھے۔ اور خلق خدا پر شفقت کرنے۔ اُن سے بتواضع پیش آنے۔ اور اہل حقوق کی رعایت کرنے۔ اور صلہ رحم میں نہایت کوشش کرتے تھے اور سلام کہنے میں ہر شخص پر سبقت لیجاتے۔ تقریباً سو شخص عالم۔ حافظ اور پرہیز گار آپ کی خدمت میں ہوا کرتے تھے۔ سب کو آپ کے ہاں سے کھانا ملتا تھا ✦

آنجناب کی مجلس حضور اور آگاہی سے پُر تھی ✦

آپ کا لباس، آستینیں پھٹی ہوئی قمیص اور سنت کے موافق دستار تھی۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کے روز آپ فاخرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ اور عادات میں بھی آپ سُنن نبوی کی رعایت کرتے تھے۔ اور ہر وقت عبادت اور طالبان حق کو فائدہ رسانی میں مشغول رہتے ✦

آپ کے کرامات اور خوارق سات سو کے قریب لوگوں نے لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں پر درج کی جاتی ہیں۔ جس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہیئے ✦

واضح رہے کہ کوئی کرامت اللہ تعالےٰ کی محبت اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بڑھ کر نہیں۔ دلوں پر قبضہ کرنا۔ اور احوال الٰہی کا القا کرنا۔ بڑی بھاری کرامت ہے۔ اور ان باتوں کا آپ سے ظاہر ہونا اظہر من الشمس ہے اور ابین من الامس ہے۔ اور پوشیدہ چیزوں پر تصرفات اور مغیبات کی خبریں دینا۔ اور آپ کی توجہ سے حاجتوں کا پورا ہونا بھی بے شمار ہے۔ یہ سب کچھ معجزوں کا پرتو ہے۔ جو اولیا اللہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہزارہا کافر آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ اور بیشمار بدکاروں نے توبہ کی اور پرہیز گار بنگئے۔ بہت سے طالب تو فی الواقعہ آپ کی صورت شریف کی طرف توجہ رکھنے (تصور کرنے) سے ذکر میں مشغول ہوئے۔ اور صحبت کا شرف حاصل کیا۔ اور اسی توجہ اور ذکر سے ہی ذاکروں کے دل انوار الٰہی سے پُر ہو گئے۔ باوجود مریدوں کی کثرت کے ہر ایک کو آپ توجہ سے احوال الٰہی تک پہنچاتے تھے۔ اور ہر توجہ میں جدید احوال عنایت فرماتے تھے۔ ہر ایک کے حال کی طرف جدا جدا مشغول ہو کر ایک مقام سے

دوسرے مقام تک پہنچاتے اور قوت باطنی کی کمالیت سے سالوں اور مدتوں کے کام تھوڑی ہی مدت میں سنور جاتے تھے۔ اور ظاہر ہوتے تھے ✦

ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت اکثر میرے احوال پوچھا کرتے تھے۔ اور جو حالت میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا۔ وہ فوراً برطرف ہو جاتی۔ اور اس کی بجائے اس سے زیادہ قوی حالت ہو جاتی۔ اور بعض مرتبہ خود ہی فرما دیتے کہ اب تیری یہ حالت ہے۔ اور اب یہ حال تجھ پر وارد ہوگا۔ چنانچہ اسی وقت دوسری حالت وارد ہو جاتی۔ اپنے اصحاب کو تھوڑی ہی مدت میں فنا و بقار کے شرف سے مشرف کر کے غیب سے جدھر کا حکم ہوتا، انہیں طالبوں کی ہدایت کے لئے بھیج دیتے۔ اور بعد ازاں جلدی ترقی کرنے والوں کو غائبانہ توجہ سے اپنے خاص مرتبے پر پہنچا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ آنجناب کے فیوض سے تمام جہان پُر ہو گیا۔ اور سب سے عمدہ آپ کے کرامات، علوم اور جدیدہ معارف ہیں۔ جو کتاب (اللہ) اور سنت کے مطابق ہیں اور جن سے آپ کے مکتوبات قدسی آیات کا تیسرا دفتر بھرا پڑا ہے۔ اور آپ کی بڑی نشانیاں آپ کے معزز فرزندوں کا وجود ہے۔ جو آپ کی حسن تربیت سے ظاہری اور باطنی اور کمالات قرب ولایت اور فیوض الٰہی کے افادہ میں علما اور اولیا کے سردار ہیں۔ اور ان کے انوار سے تاریک جہان نورانی ہو گیا ہے ✦

نیز آنجناب فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر قوت دی ہے کہ اگر میں سوکھی لکڑی پر توجہ کروں۔ تو وہ بھی منور ہو جائے۔ لیکن اس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ایسی نہیں ✦

مولانا یوسف بہت سخت مرض میں مبتلا تھے۔ آپ اس کی بیمار پرسی کے لئے گئے۔ اس نے توجہ کی بابت عرض کی۔ آپ نے مراقبہ کیا۔ اور اسے فنا و بقا کا مرتبہ عنایت کیا۔ جب اس نے اپنی ترقی کا مشاہدہ کر لیا۔ تو فوت ہو گیا ✦

حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ کو تین روز میں اعلیٰ مقام پر پہنچا کر فرمایا کہ تجھے ابھی فیض عنایت ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ ایک روز حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ جنگل میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک نور کی چادر عالم غیب سے اترتی ہوئی آپ کے روبرو آپڑی۔ جس سے آپ کے بدن مبارک میں تازہ حالات کی رفعت طاری ہوئی ✦

بنگالہ کے رہنے والے ایک درویش نے آپ سے طریقہ حاصل کیا۔ جب اس پر قوی جذبہ سے توجہ کی تو وہ ننگے سر جنگل کو چلدیا ✦

ایک سوداگر کی طرف آپ نے توجہ کی۔ سُکر اور استغراق اس پر غالب ہوا اور دنیاوی تعلقات سے دست بردار ہو گیا۔ پھر آپ نے اس کی دستگیری کی اور اُسے صحو کی حالت میں لائے ✦

ایک روز صبح کے حلقے میں آپ نے فرمایا کہ ایک اصحابی کی پیشانی پر "ہو الکافر" لکھا ہوا ہے۔ اور وہ اصحابی مولانا محمد طاہر تھے۔ جو چند روز بعد جنیئو پہنکر کافر ہو گئے۔ آپ نے اس بلا کے رفع کرنے کے لئے توجہ کی۔ تو لوح محفوظ میں بھی **ھوالکافر** ہی لکھا دیکھا۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں دُعا کی کہ اے پروردگار! کہ اگر اس بندے کی دُعا سے تو قضا کو مٹادے تو تیری وسیع رحمت سے کچھ بعید نہیں۔ آپ کی دُعا قبول ہوگئی اور مولانا محمد طاہر پھر مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کی صحبت پاک میں رہکر اعلےٰ مقامات حاصل کئے اور خلافت پاکر طالبوں کے مرجع بنے ✦

بعض اصحاب کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت کا شوق ہوا۔ آنجناب نے توجہ فرمائی۔ تو حضرت غوث الأعظم کی روح پاک تشریف آور ہوئی۔ اور سب زیارت سے مشرف ہوئے ✦

ایک مجذومی (کوڑھی) نے آپ سے دعا کی التماس کی۔ آپ نے دُعا کی تو وہ اُسی وقت تندرست ہو گیا ✦

وہ حافظ جو ہمیشہ حلقہ میں قرآن شریف پڑھا کرتا تھا سخت بیمار ہو گیا۔ آپ نے حلقہ کی حالت میں فرمایا کہ ہم نے اپنے ذمے لیا۔ وہ فوراً صحت یاب ہوا۔ اور اس میں چلنے پھرنے کی طاقت آگئی ✦

ایک مرتبہ آپ سفر کو جا رہے تھے کہ ہوا بہت گرم چلنی شروع ہوئی۔ رفیقوں نے بارش کے لئے التماس کی۔ آنحضرت نے توجہ کی۔ تو افق سے ایک بادل نمودار ہوا اور سارے آسمان پر چھا گیا۔ اور بوندا باندی شروع ہوئی ✦

آپ کے مخلصوں نے ایک مرتبہ کسی دُور کے شہر میں بتخانہ کو توڑا۔ نوبت یہ رسید کہ ہتھیار لگا لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ مخلصوں نے آنجناب کی طرف توجہ کی اور مدد مانگی

آپ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو غیب سے سوار آکر تمہاری مدد کرینگے۔ چنانچہ غیبی سواروں نے آکر انہیں کافروں کے شر سے نجات دی ۔

آپ کے ایک درویش کو جنگل میں شیر ملا۔ اس بیچارے نے بے اختیار ہو کر آنجناب کو یاد کیا۔ آپ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے نمودار ہوئے اور اس شیر کو سخت چوٹ لگائی جس سے وہ بھاگ گیا۔ اس درویش کے ہمراہیوں نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھا اس نے کہا کہ یہ میرے پیر حضرت مجدد صاحب میرے مدد کو آئے تھے ۔

ایک عزیز بہت دور سے آپ کا شہرہ سُنکر آیا جب سرہند پہنچا۔ تو بہت رات گذر چکی تھی کہ ایک مسجد میں آیا۔ ایک شخص نے اسے گھر لیجا کر اس کے سامنے کھانا رکھا۔ اور آنجناب کے شان میں طعن آمیز باتیں کرنے لگا۔ اس عزیز کا دل سخت ناراض ہوا۔ اور اس نے کہا۔ یا حضرت مجدد! مَیں محض خدا کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں۔ اور یہ شخص مجھے اس سعادت سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اور منع کرتا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مجدد صاحب بڑے غصے سے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے آموجود ہوئے ہیں اور اس منکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گھر سے باہر ہو گئے ہیں۔ اس عزیز نے جب اسے مقتول پایا۔ تو ڈر کر وہاں سے نکل آیا۔ اور کسی دوسرے گھر رات بسر کی۔ صبح جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رات کا سارا ماجرا بیان کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ ما مضیٰ باللیل لا یذکر فی النہار۔ (رات کا واقعہ دن کو بیان نہیں کرنا چاہئے) ایک گھڑی بعد اس شخص کے گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی کہ کوئی شخص فلاں آدمی کو رات کے وقت قتل کر گیا ہے ۔

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے ایک اصحابی کو کوئی شخص عشا کے بعد اپنے گھر لے گیا۔ اور حضرت مجدد صاحب کے حق میں نامناسب باتیں کہنے لگا۔ غیب سے ہی اس کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور وہ اصحابی خوف زدہ ہو کر آنجناب کی خدمت میں آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ آپ خلاف معمول دروازے پر کھڑے ہیں۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ اس منکر کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اندر جا کر اس مردے کو زندہ کرنے کے لئے توجہ فرمائی۔ اور ایک گھڑی بعد باہر آکر اسے راز افشا کرنے سے منع فرمایا ۔

جب آپ کے ایک مخلص نے سُنا کہ حضرت مجدد صاحبؒ کسی امیر کے گھر

تشریف لے گئے ہیں۔ تو اُس نے اعتراض کیا کہ امیر کے گھر جانا آنجناب کے شایانِ شان نہیں اتنے میں اُس نے دیکھا کہ غیب کے آدمیوں نے آکر اُسے جھڑکا کہ کیا تو اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے اور اس کا کام تمام کیا چاہتے تھے کہ اُس نے بڑی عاجزی سے استغفار اور توبہ کی کہ آیندہ میں اس جرم کا مرتکب نہیں ہونگا۔ اور پھر مخلص بنگیا +

ایک طالب علم جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کی طرف سے دل میں کدورت رکھتا تھا حضرت مجدد صاحبؒ کے مکتوبات شریفہ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک مکتوب میں لکھا ہوا دیکھا کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کے منکر کے لئے یکساں سزا مقرر فرماتے ہیں۔ کیونکہ شرف صحبت میں یہ دونوں صاحب ایک سے ہیں۔ یہ لکھا ہوا دیکھکر اس طالب علم نے مارے غصے کے مکتوب کو زمین پر پھینکدیا۔ کہ کیوں ایسی روایت کا ذکر کیا گیا ہے حضرت مجدد صاحبؒ نے اس بات سے واقف ہو کر خواب میں اس کو فرمایا کہ اے نادان! کیا تو بھی ہماری تحریر کا انکار کرتا ہے۔ پھر اسے امیر صاحبؓ کے پیش کیا۔ اور فرمایا کہ خبردار! پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا انکار دل میں نہ کرنا۔ اور نہ ہی ان کی غیبت کرنا۔ یا ہم جانتے ہیں یا اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ کس نیت سے یہ باہمی جھگڑے وقوع میں آئے۔ واقعات میں احتیاط ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ ایسی تحریر پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے +

ایک روز حضرت مجدد صاحبؒ مرتضےٰ خاں کی قبر پر دیر تک مراقبہ میں رہے۔ اور آپ کے چہرے پر غم کی علامات ظاہر ہوئیں۔ آخر کار مراقبہ سے سر اُٹھا کر بڑی حسرت سے فرمایا کہ وہ محاسبہ میں محبوس تھا۔ ہم نے بارگاہ الٰہی میں عاجزی کی۔ اور اُسے نجات ملی۔ مرتضےٰ خاں کا ایک رفیق ہمیشہ متفکر رہتا اور اسے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسی رات مرتضیٰ خاں نے خواب میں اسے کہا کہ میں مدتوں سے محاسبہ میں گرفتار تھا۔ آج حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی توجہ سے مجھے نجات نصیب ہوئی ہے +

جہانگیر بادشاہ نے جو جنونی مزاج تھا۔ ایک امیر زادے کو لاہور سے طلب کر کے ہاتھی کے پاؤں میں روندوانا چاہا۔ جب وہ امیر زادہ سرہند میں پہنچا تو اُس نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پناہ چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تیری حمایت کرینگے۔ اور جس وقت

تجھے بادشاہ دیکھیگا۔ تجھے خلعت عنایت کریگا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا۔ تو بادشاہ نے مسکرا کر اسے خلعت عنایت کی +

ایک شخص مرض قولنج میں مبتلا تھا۔ اُس نے حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ سے التجا کی۔ آپ نے سحر کے وقت اس کی شفا کے لئے توجہ کر کے فرمایا کہ شفا کے آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ کوئی شخص یہ خوشخبری اُس کے پاس لایا۔ اُس نے کہا کہ سحر کے وقت سے مجھے صحت ہوگئی ہے۔ اور آنحضرت کی توجہ سے مجھے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی ہے۔ آپ کے اصحابی عموماً آپ کی توجہ سے صحت یاب ہوتے تھے +

مولانا محمد امین کئی سال سے بیمار تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں عرض کر بھیجی کہ مجھے صحت کے لئے آپ اپنے بدن مبارک کا کپڑا عنایت فرمائیں۔ آنحضرت نے تھوڑی دیر سوچ کر اپنا پیراہن مبارک بھیجا۔ مولانا نے اس پیراہن کے پہننے ہی اس مرض سے نجات پائی +

آپ کی عادت یہ تھی کہ صاحب حاجت کے جواب کے لئے تھوڑی دیر مراقبہ کر کے جناب الٰہی میں عرض کرتے تھے۔ تا کہ جو کچھ غیب سے ظاہر ہو اس پر عمل کیا جائے +

ایک شخص کسی مریض کی شفا کے لئے دعا کا خواستگار ہو کر ہدیہ لایا۔ آپ نے اس ہدیہ کے قبول کرنے میں توقف کر کے فرمایا کہ ہم اس مریض کی مغفرت چاہتے ہیں۔ وہ عزیز گھبرا کر اُٹھا اور گھر کی راہ لی۔ ابھی گھر نہیں پہنچا تھا کہ بیمار کے فوت ہونے کی خبر سُنی +

بادشاہ نے نواب خاں کو دکن کے صوبہ سے معزول کر کے اس پر سخت ناراضگی ظاہر کی کہ وہ خلیفہ کے دشمنوں سے آشنائی رکھتا ہے۔ اور اس نے حضرت محمد نعمان کے وسیلہ سے جو حضرت مجدد صاحب کے عمدہ خلیفوں میں سے تھے۔ آنجناب کی خدمت میں التماس کی۔ اور اسی طرح حضرت محمد نعمان نے آنجناب کی خدمت میں عرض کی۔ تو آپ نے جواب میں لکھا کہ تمہاری عرض کے اثنا میں میں نے جلیل القدر خان خاناں کو دیکھا ہے کہ پھر وہ اپنی اصلی جگہ پر بحال ہو جائیگا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق بارہ روز بعد پھر وہ اسی خدمت پر مامور ہوا +

ایک مرتبہ ماہ رمضان میں مسجد کے صحن میں نماز تراویح ادا کر رہے تھے کہ مینہ برسنا شروع ہوا۔ اور مسجد کے اندر سخت گرمی تھی۔ آپ نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے فرمایا کہ اگر رات کو نہ برسے تو کیا ہی اچھی نعمت ہے۔ چنانچہ اس رات سے لیکر ستائیسویں رات

تک جب تک قرآن شریف ختم نہ ہُوا، رات کو مینہ نہ برسا۔ اور بعدازاں یکبارگی اس قدر مینہ برسا کہ گویا تصرفاً بند کیا ہُوا تھا ✤

مسجد کی دیوار گرنے کو تھی اور آپ اس کے نیچے بیٹھا کرتے تھے۔ مخلصوں نے عرض کی کہ آپ اس کے نیچے نہ بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم بیٹھے ہیں یہ نہیں گریگی۔ جب تک آپ وہاں بیٹھا کئے وہ دیوار نہ گریگی۔ اور جب وہاں کا بیٹھنا موقوف کیا۔ تو پھر گری۔ گویا کہ تصرفاً اُسے قائم رکھا تھا ✤

خواجہ جمال الدین حسین استفادہ کے لئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تیرا دل تو عورت کی محبت میں گرفتار ہے۔ جب تک تُو توبہ نہ کریگا تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا۔ اُس نے عرض کی کہ واقعی میرا دل میرے چچا کی کنیز پر آیا ہوا ہے۔ لیکن اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ آنجناب کی تربیت سے وہ محبت الٰہی میں محو ہو گیا ✤

آنجناب کا بھائی شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ قندھار کے سفر کو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آج مَیں نے شیخ محمود کے حال کی طرف توجہ کی ہے۔ لیکن مَیں اُسے قافلے میں نہیں پاتا اور رہِ منزل و مقام سے مَیں نے اُس کی جُستجو کی ہے لیکن اُس کا کوئی نشان پایا نہیں جاتا شاید وہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے۔ تھوڑی دیر خاموش رہکر آپنے فرمایا کہ اس کی قبر مَیں نے تو قندھار میں دیکھی ہے۔ آج اُس نے وفات پائی ہے۔ حاضرینِ مجلس نے وہ تاریخ نوٹ کر لی۔ بعد میں خبر آئی کہ ٹھیک اسی تاریخ شیخ محمودؒ نے رحلت کی تھی ✤

ایک درویش نے عرض کی کہ مَیں حج کا مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے توجہ کر کے فرمایا کہ تو مجھے عرفات میں دکھائی نہیں دیتا۔ کئی سال اس نے حج کا ارادہ کیا۔ لیکن اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہُوا ✤

حضرت خواجہ حسام الدین احمد رہ نے جناب کی طرف لکھا کہ مَیں بیت اللہ شریف کی زیارت کو جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تمہارا جانا مجھے تو معلوم نہیں ہوتا۔ فی الواقعہ اُسے جانا میسر نہ ہُوا ✤

ایک درویش نے اللہ تعالےٰ کی طلب کی۔ آپ نے اُسے روٹی کا ٹکڑا دیا اس ٹکڑے کے کھاتے ہی باطنی فیض کے دروازے اس پر کھل گئے ✤

ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ مجھے لڑکے کی آرزو ہے۔ تاکہ میرا نام باقی رہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیری عورت بانجھ ہے۔ اور کوئی عورت نکاح کر۔ تاکہ لڑکا پیدا ہو اس نے ویسا ہی کیا۔ اور ویسا ہی ہؤا ✤

مولانا جمال دہلوی نے جو ایک فاضل اجل تھے۔ آپ سے پوچھا کہ متاخرین صوفی وحدت وجود کے مسئلہ میں غلو کرتے ہیں۔ آپ اس کی حقیقت کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک لحظہ مراقبہ کر کے اس کے حال کی طرف توجہ کی۔ تو مولانا پر ایک قوی حالت نے اثر کیا۔ جس سے اس نے بے اختیار ہو کر توحید کا اقرار کیا۔ اور محبت خدا میں سرشار ہو گیا ✤

جب آپ کی عمر پچاس سال کی ہوئی۔ تو ۱۰۲۱ھ ہجری میں آپ نے فرمایا کہ اب تک تو الٰہی ارادہ جمالی تربیت ہماری کر رہا تھا۔ لیکن اب چاہتا ہے کہ جلالی تربیت سے بعض مقامات میں ترقی عنایت کرے۔ ہم قضا پر راضی ہیں۔ سالہا سال سے اس نے لطف اور جمال سے ہماری تربیت کی۔ اب اگر وہ تھوڑا سا جلالی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو اس پر راضی نہ ہونا محبت اور بندگی سے دور ہے۔ بلکہ صادق محب کو مصیبت اور بلا میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ نعمت میں حاصل نہیں ہوتی۔ ان دنوں جہانگیر بادشاہ کی مزاج کچھ جنونی تھی۔ شراب پیا کرتا تھا۔ کسی کو ڈاڑھی منڈانے کا حکم دیتا تھا۔ اور کسی کو نجاست ملنے کا آنجناب کو اس نے بلا کر کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تم اپنے تئیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے افضل جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بناوٹی بات ہے۔ ہم نے ایسا نہیں کہا اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ مثلاً اگر تم کسی اپنے منصب دار کو اپنے پاس بُلا کر سب پر مقدم کر کے اُس سے گفتگو کرو۔ تو اس سے اُس کی فضیلت آپ کے حکم پر لازم نہیں آتی۔ اسی طرح راہ حق کے سلوک کے امر میں ادنےٰ درجہ کے لوگ اپنے مقامات سے ترقی کر کے اعلےٰ مقامات پر پہنچکر فیض حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں مساوات نہیں ہو جاتی۔ بادشاہ نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت کی بات نہیں۔ پھر پوچھا کہ آپ حضرت شیخ فرید شکر گنج کو تمام اولیا سے افضل جانتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ حضرت شیخ کی ولایت ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ لیکن اُن کی فضیلت سب پر نہیں ہو سکتی۔ چونکہ بادشاہ حضرت شیخ کی فضیلت کا عقیدہ رکھتا۔ اس لئے ناراض ہو گیا۔ پھر پوچھا کہ آپ نے سجدہ تحیت ہمیں کیوں نہ کیا۔ حالانکہ علما نے بادشاہوں کے لئے سجدہ تحیتہ کرنا جائز قرار دیا ہے

آپ نے فرمایا ہمارا عمل عزیمت اور اختیار اولٰے ہے۔ سجدہ تحیۃ بعض کے نزدیک جائز ہے بادشاہ چونکہ جنونی تھا۔ اس لئے آپ کو اس نے گوالیار بھیجدیا۔ وہاں پر بھی بہت سی خلقت نے آپ سے ہدایت حاصل کی۔ آپ یوسف علیہ السلام کی طرح جیل میں گرفتار تھے۔ جیسا کہ حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم تین سال تک کافروں کے ہاتھ سے محصور بیٹھے رہے۔ اس عرصے میں سلطنت میں بڑا بھاری فساد برپا ہوا۔ اس کا چھوٹا بیٹا اور سلطنت کے امرا جو اس کی حرکات سے تنگ آگئے تھے نکل گئے۔ آخر کار بادشاہ کی لڑکی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ میں اس بے ادبی سے سخت ناراض ہوں۔ اگر تم جلدی انہیں عزت سے بلاکر معافی مانگ لو تو بہتر۔ ورنہ سلطنت درہم برہم ہوجائیگی۔ بادشاہ یہ سُنکر تھرا اُٹھا۔ اور اپنے کئے سے پشیمان ہوکر آنجناب کو بڑے اعزاز و اکرام سے بُلاکر معافی مانگی ٭

جب آنجناب کی عمر اکسٹھ سال کی ہوئی تو ۱۰۳۲ھ کو اجمیر شریف میں پہنچ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی روح پاک سے اپنے حال میں بہت سے الطاف کا مشاہدہ کیا۔ وہاں سے واپس لوٹتے وقت آپ نے فرمایا کہ ہماری عمر کل ترسیٹھ سال کی معلوم ہوتی ہے۔ اور ۱۰۳۳ھ کو جب کہ آپ کی عمر باسٹھ سال کی تھی۔ نصف شعبان شب برات کو آپ نے خلوت کی تھی۔ جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو کسی نے کہا کہ معلوم نہیں کہ اس سال کس کا نام زندوں کے دفتر سے مٹ گیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ تُو تو شک کے طور پر کہتا ہے۔ لیکن اُس شخص کا کیا حال ہے جس نے بچشم خود اپنا نام مردوں کے اعداد میں دیکھا ہو ٭

بعد ازاں آپ نے طالبوں کی ہدایت کا کارخانہ سب اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ اور آپ نے عبادت تلاوت اور ذکر اور زیادہ کردیا۔ اور سوائے باجماعت نماز ادا کرنے کے آپ خلوت متبرکہ سے باہر نہ آتے۔ آپ روزے اور قیام میں مشغول رہتے۔ اور خیرات دیتے۔ اور فی سبیل اللہ بہت خرچ کرتے۔ اور اپنے انتقال کے قریب ہونے کو آپ بیان فرماتے۔ اور نیز فرماتے تھے کہ کیا ہی اچھا ہو اگر میری قبر غیر مشہور غربا کی قبروں میں ہو۔ ذی الحجہ کے وسط میں آپ کو ضیق النفس اور تپ محرقہ لاحق ہوا۔ اور ہر روز زیادہ ہی زیادہ ہوتا گیا ٭

آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا ہے۔ میری حالت پر اُنہوں نے بہت سی عنایات کی ہیں۔

۱۲۔ محرم کو آپ نے فرمایا کہ پچاس یا پینتالیس روز تک اس جہان فانی سے دارالبقا میں کوچ کر جاؤنگا۔

آپ دوستوں اور اقربا کو وصیت اور نصیحت کرتے تھے۔ اور سنت کی پیروی عمل بعزیمت۔ دوام ذکر۔ مراقبہ تہذیب اخلاق تحمل۔ صبر اور رضا بقضا بلکہ معاملات جلالی میں لذت حاصل کرنے۔ موت کی تیاری۔ آخرت کی مستعدی۔ ماسوے اللہ سے قطع تعلق۔ اور محبت خدا میں خلوص کی بابت تاکید فرماتے تھے۔ اور ان دنوں غشی اور بیہوشی آنحضرت پر غلبہ کرتی تھی۔ اور پہلے دنوں کی نسبت فیض۔ برکت اور انوار زیادہ تھے۔ کسی نے عرض کی کہ مرض غالب آگیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس وقت استہلاک (ہلاک ہونا) اور اضمحلال (گھلنا) جو نقشبندیہ نسبت والوں کے لئے لازم ہے۔ غالب ہے۔ اور وقت کی نقدی اور حالات اور برکتوں کا وارد ہونا مجھے نہیں چھوڑتا کہ میں غیر حق کی طرف متوجہ ہوں۔

ہفتے کے روز ۲۸۔ صفر ۱۰۳۴ھ کو جب کہ آپ کی عمر شریف عمر نبوی کے موافق تریسٹھ سال تھی مشاہدۂ مقصود۔ اور غلبہ ذکر اسم ذات کے سمندر کے استغراق میں اس جہان فانی سے دارالبقا میں رحلت فرمائی۔ خدا ان سے راضی ہو۔ اور خدا کرے کہ آپ کی برکتوں کا ہمیں فیض پہنچے۔

ملا بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ آنجناب کی تجہیز و تکفین کے وقت میں حاضر تھا۔ آپ کے مبارک ہاتھوں کو عزیزوں نے دراز کیا ہوا تھا۔ آپ کو غسل دیتے وقت سب نے دیکھا کہ آپ کے دونوں مبارک ہاتھ جیسا کہ نماز کے وقت باندھتے ہیں بندھے ہوئے تھے۔ اور حاضرین کے روبرو جیسا آپ کا طریق تھا، آپ مسکرا رہے تھے غسل کے بعد جب آپ کے دست مبارک دراز کئے گئے تو پھر آپ نے سابق کی طرح باندھ لئے۔

آنحضرت علیہ الرحمۃ کا روضہ منورہ شہر سرہند میں ہے۔ اور اس میں جو قبر مغرب کی طرف ہے وہ آنجناب کی ہے۔ اور دوسری قبر جو مشرق کی طرف ہے۔ وہ آپ کے

بڑے صاحبزادے حضرت محمد صادق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ مخدوم زادہ کی قبر قریب ایک ہاتھ کے گنبد کے وسط میں تھی۔ جب آنجناب کو مخدوم زادہ کے مغرب کی طرف دفن کیا۔ تو مخدوم زادہ کی قبر ایک ہاتھ کے قریب مشرقی دیوار کی طرف ہٹ گئی +

جب آنجناب نے انتقال فرمایا۔ تو دو روز تک مطلع نہایت سُرخ رہا۔ اور اس سرخی کو بڑے لوگ دوستانِ خدا کے لئے گریہ کرنے کی علامت بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ شرح الصدور میں مذکور ہے کہ بلغنی ان السمٰوٰت والارض یبکیان علی المومنین وبکاء السماء حمرۃ اطرافہا (مجھے اس بات کی اطلاع پہنچی کہ زمین اور آسمان مومنوں کے لئے روتے ہیں اور آسمان کا رونا یہ ہے کہ اُس کے اطراف سُرخ ہو جاتے ہیں) +

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنحضرت کو مَیں نے دفن کرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ آنجناب اللہ تعالےٰ کے انعامات عظیمہ کو جو آپ کے حق میں وفات کے بعد ظاہر ہوئے کمال بشاشت سے بیان فرما رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ مَیں نے عرض کی کہ قبلہ! کسی شخص کو شکر کے مقام کا بھی حصّہ ملا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی شاکروں میں جگہ ملی ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ قرآن شریف میں تو لکھا ہے کہ قلیل من عبادی الشکور (میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شاکر ہیں۔ اس آیت سے کس طرح مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور جو مستفید ہو سکتے ہیں وہ پیغمبروں کا گروہ ہے۔ آپ نے فرمایا بات تو ٹھیک اسی طرح ہے۔ لیکن مجھے خاص فضل سے اس جماعت میں داخل کیا گیا ہے +

حضرت خواجہ محمد معصوم رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کمال رحمت سے مجھے اس بات کا الہام کیا ہے کہ اگر تو اذن دے تو یہ دونوں فرشتے تیری قبر میں آئیں مَیں نے عرض کی کہ اے پروردگار! یہ تیری بارگاہ ہی میں رہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر مَیں نے پوچھا قبر کے عذاب سے کس طرح نجات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت خفیف سا ہوا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ بہت خفیف بھی آپ نے تواضع کی وجہ سے کہدیا۔ ورنہ حقیقت میں وہ خفیف سا بھی نہیں ہوا +

خازن الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سحر کا وقت تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد صاحب اندر آئے اور میری چارپائی پر بیٹھ کر مجھے پکڑ لیا ہے۔ مَیں ڈر کر کانپنے لگا۔ آپ فوراً میری نظر سے غائب ہو گئے ۔

ایک فاضل کا بیان ہے کہ مَیں نے ظہر کی نماز کے وقت دیکھا کہ آنجناب میرے ساتھ جماعت میں کھڑے ہیں صف میں جگہ فراخ تھی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ تاکہ بیچ میں فاصلہ نہ رہ جائے۔ مَیں نماز کے اخیر تک تو آپ کو دیکھتا رہا۔ مَیں حیران تھا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ شاید یہ وہم ہو۔ بلا شک و شبہ جس طرح حالت زندگی میں آپ موجود تھے۔ اسی طرح اب بھی ہیں۔ جب سلام دیا تو آپ کو نہ دیکھا ؎

آمدی و آتشم بر جاں زدی   رفتی و آتش بر داماں زدی

آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ جیسا کہ آنجناب کے مقامات میں مفصل لکھا ہوا ہے ۔

آپ کی تاریخ انتقال بہت سے عالموں اور شاعروں نے لکھی ہے۔ بعض نے آپ کی عمر کے موافق تریسٹھ فقرے لکھے ہیں اور ہر فقرے سے سال رحلت نکلتا ہے۔ اور بعض نے اس طرح پر بھی لکھی ہے کہ رباعی کے منقوط حروف سے یا غیر منقوطہ حروف سے۔ یا طرح طرح کے صنائع و بدائع سے تاریخ نکلتی ہے۔ جن میں چند ایک یہاں درج کی جاتی ہیں ۔

تاریخ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

ظل محمد   وارث الرسول   معرفت مرد

آپ کی ولادت اور عمر و وصال میرے اس ایک شعر میں ہیں ؎

تاریخ کہ بود نقشبند تقوے   عمر احمدی مجدد الفیض ولاد

آپ کے فرزندان گرامی کے اسمائے مبارک حسب ذیل ہیں

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ۔

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر ہی میں ولایت کے انوار آپ کی پیشانی پر چمکتے تھے۔ آپ آٹھ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی تلقین سے شرفیاب ہوئے۔ اور بلند احوال کو پہنچے۔ اور کشف صحیح آپ کو اس مرتبہ کی حاصل تھی کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی جوتیاں الگ الگ کر دیتے۔ نسبت جذبی کے غلبہ کی وجہ سے کبھی مجذوبوں کی طرح ننگے سر اور ننگے پاؤں پہاڑوں اور جنگلوں میں نکلجاتے +

حضرت خواجہ صاحب آپ سے خلوت میں کشف قبور اور کونیات پوچھ کر نہایت پسند فرماتے تھے +

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں ظاہری علوم کی تحصیل کر کے طالب علموں کو پڑھانا شروع کر دیا تھا +

ملا بدرالدین نے مطول۔ حاشیہ میر۔ شرح عقاید۔ خیالی مطالع۔ حاشیہ میر زاہد اقلیدس آپ ہی سے پڑھی ہیں۔ اور آپ کے شاگردوں نے بھی مولویت کے درجے کو پہنچکر پڑھانا شروع کر دیا تھا +

اور آپ نے سلوک باطنی میں اپنے والد بزرگوار کے مقامات خاصہ کو حاصل کر کے بیس سال کی عمر میں خلافت کا طریقہ پا کر ظاہری اور باطنی علوم کی اشاعت کو سرگرمی سے شروع کیا۔ جو آپ کی صحبت میں جاتا۔ اس کا دل دنیا دی محبت سے سرد ہو جاتا +

آپکے چچا مسعودؒ نے قندھار کے سفر کا ارادہ کیا۔ تو آپنے منع کیا کہ اس سفر میں مال و جان کی ہلاکت نظر آتی ہے۔ لیکن انہوں نے آپ کی چھوٹی عمر کا خیال کر کے وہی ارادہ رکھا۔ آخر جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ ٹھیک اسی طرح ہوا +

جب آپ کی عمر چوبیس سال کی ہوئی۔ تو اس ملک میں وبا پھیلی اور بہت سی خلقت طاعون کی وجہ سے فوت ہوئی۔ آپ نے وبا کے دور کرنے کے لئے توجہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ وبا نزلقمہ چاہتی ہے۔ آپ قضا پر راضی ہوئے اور اپنے تئیں خلقت پر قربان کیا۔ سوموار کے روز نویں ربیع الاول کو روضہ جنت میں داخل ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات "روز دوشنبہ نہم ربیع الاول" سے نکلتی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد وبا کی بلا ملک سے دفعہ ہو گئی +

ایک بزرگ نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھے یہ فرماتے ہیں کہ میرا نام محمد صادق لکھ کر پئیں۔ تاکہ وبا سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ اور وبا سے محفوظ رہے یہ عمل سارے ملک میں شائع ہوگیا۔ آپ کے مزار کی خاک بھی اس وبا کے دور کرنے کے لئے مجرب تھی۔ اس بیماری والوں کا ہجوم آپ کے مزار مبارک پر رہتا تھا۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند خوبی میں الٰہی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ اور الٰہی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھی۔ اور جو کچھ فضل الٰہی چوبیس سال کی عمر میں اسے حاصل تھا، شاید ہی کسی کو ہو۔ یا مولویت کے درجے کو پہنچا۔ یا پہنچا یا ہو۔ اور آپ کی معرفت۔ عرفان۔ شہود اور کشف کے قصے بیان سے باہر ہیں۔

حضرت محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے احوال علیحدہ بیان کئے جائیں گے۔ اور حضرت محمد فرخ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے فرزند تھے۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے علم اور پرہیزگاری سیکھ کر آخرت کے عذاب سے ڈرنا شروع کیا۔ اور حضرت محمد عیسیٰ جو آنجناب کے پانچویں فرزند تھے۔ وہ بھی لڑکپن ہی میں صلاح وفلاح کے نور سے آراستہ تھے۔ یہ دونوں صاحب بھی وبا کے دنوں میں فوت ہو گئے۔ ان ہر دو صاحب زادوں کے خوارق بہت سے بیان کئے گئے ہیں۔

اور حضرت شاہ محمد یحییٰ آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے حضرت مجدد صاحبؒ نے آپ کا اسم مبارک انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ کے مطابق رکھا۔ اور حضرت شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا کر کے فرمایا کہ اس بچے کا لقب شاہ ہے۔ آٹھ یا نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر ظاہری علوم کی تحصیل کر کے حدیث کرتے تھے۔ رفع سبابہ کے اثبات میں ایک رسالہ نہایت ہی متین اور سنجیدہ لکھا ہے۔ اور ایک رسالہ اپنے والد بزرگوار کے کلام پر کے اعتراضات کے رد میں لکھا ہے۔ آپ نے حرمین الشریفین کی زیارت کر کے حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت سی عنایات مشاہدہ کیں۔ اور مجددیہ مقامات۔ باطنی سلوک حضرت مجدد صاحب کے بھائیوں سے حاصل کر کے سنت نبوی کی پیروی اور استقامت۔ عبادت کی کثرت اور علوم ظاہری اور باطنی کے طالبوں کے ارشاد میں اوقات بسر کرتے تھے۔ آپ نسبت جذبہ کے غلبات کے

مغلوب تھے ۔

اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی توجہ حاصل کی اور بہت سی ملکیت آپ کی نذر کی ۔ چنانچہ یہ ضرب المثل ہو گیا تھا کہ الملک للّٰہ والملک یحییٰ (ملک اللہ کا ہے اور ملکیت یحییٰ کی ہے) ۔

آپ کی وفات ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ کو وقوع میں آئی ۔ آپ کا مزار مبارک شہر سرہند میں ہے ۔

گوہر سی و دوم

ارباب تجرید و تفرید کے قبلہ خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

بخوانم کنوں مدح آں شاہ را ۔ کہ چشمش ندیدہ سوے اللہ را
ز رحمت کہ بودہ خزائن ہر آ ۔ کلیدش با و داد پروردگار
بمالک طریقت شہ بنظیر ۔ بکوے حقیقت بہ شیخ کبیر
تفحص نمودم دریں نہ ورق ۔ بعرفاں نبردہ کسے زو سبق
سعید ازل آمدہ نام او ۔ سعادت بود اولیں گام او
ز بہر غریبان بے اعتبار ۔ بود آیت رحمت از کردگار
چو جبریل در راہ عرفاں دلیل ۔ نبی را حبیب و خدا را خلیل
جناب مجدد بگفتش بسے ۔ ندارم گرامی تر از تو کسے
چنانت بمن بستہ آمد قوی ۔ کہ بوبکر صدیق را با نبی
نہ بہتر دراں بارگاہ کس از و ۔ نہ مہتر دریں جائیگہ کس ز تو
چو زیں دائرہ رخت بیروں کشم ۔ تو در مرکز گذر آری قدم
بہ محبوبیش برگزیدہ خدا ۔ بہ فردیتش بر ستودہ قضا
امین زماں پردہ دار زمیں ۔ بروے زمیں آسمان بریں

آپ ظاہری اور باطنی علوم میں زمانہ بھر کے پیشرو تھے ۔ اور ماہ شوال ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے ۔ مَنْ سُعِدَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ کے موافق لڑکپن ہی میں ولایت کے انوار

آپ کے چہرے سے چمکتے تھے +

جب آپ چار سال کی عمر میں بیمار ہوئے۔ تو حضرت مجدد صاحب رح نے آپ سے دریافت فرمایا کہ تیرا دل کس چیز کی خواہش کرتا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ صاحب کو۔ جب یہ بات جناب نے سُنی، تو فرمایا کہ محمد سعید نے رِندی کی ہے کہ مجھ سے غائبانہ طور پر نسبت لیگیا +

آپ نے [illegible] سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کر کے طالب علموں کو علم پڑھانا شروع کر دیا۔ مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھ کر حنفی مذہب کی تائید کی۔ اور نیز خیالی شرح عقائد کے حاشیہ پر کمال متانت سے حاشیہ تحریر کیا۔ اور ایک اور رسالہ رفع سبابہ کے منع کرنے کے بارے میں بھی نہایت ہی متانت سے لکھا ہے آپ مجدد۔ محدث اور اعلےٰ درجہ کے فقیہ تھے۔ نقشبندی نسبت اور باطنی مقامات کا عبور اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے تکمیل کے درجے کو پہنچکر حضرت مجدد صاحب رح کی زندگی ہی میں طریقہ کی تعلیم اور نسبت باطنی کا القا شروع کیا +

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قطب کے لئے زمانے میں امام ہونا چاہیئے۔ سو خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم دونوں امام ہوئے ہیں +

اور نیز فرماتے ہیں کہ جب میرا عبور غوث الثقلین کے مقام میں ہوا۔ تو محمد سعید میرے ہمراہ تھا۔ محمد سعید بڑے پکے عالموں میں سے ہے اور سبقت لے گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا خلیل ہے۔ خُلّت (دوستی) مجھ سے ہٹا کر اسے عنایت کی گئی ہے۔ محمد سعید الٰہی رحمت کا خزانچی ہے۔ قیامت کے روز رحمت کے خزانوں کی تقسیم اس کے سپرد کیجائیگی۔ اور مقام شفاعت سے اسے کافی حصہ ملیگا۔ محمد سعید نے دائرہ ظلی کو ابراہیم علیہ السلام کے رنگ میں طے کیا۔ اور اب دائرہ اثبات میں وہ میرا شریک ہے عروج و نزول سے کوئی ایسا مقام مَیں نے طے نہیں کیا جس میں محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو۔ ایک روز مَیں نے دیکھا کہ محمد سعید کچھ گراں خاطر ہے۔ مَیں نے کہا کہ چونکہ تو ہمارا ضمنی ہے۔ اس لئے کچھ غم نہ کر۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمنی تھے +

آپ استقامت۔ تقویٰ۔ عمل بعزیمت۔ اجابت سے پرہیز کرنے۔ اور ذکر۔ نفلوں اور طاعتوں سے اپنا وقت سنوارنے میں اپنے والد بزرگوار کی طرح ممتاز تھے۔ اور کرامت کے ظہور اور اسرار کے کشف کو اگرچہ آپ چھپاتے تھے لیکن پھر بھی اس قدر ظہور میں آئے ہیں کہ مخلصوں نے کئی بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں +

ایک بڑھیا عورت نے آپ سے آکر درخواست کی کہ یہ۔ فرزند ہو۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تجھے ایک فرزند عنایت کریگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا +

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ پان تقسیم کر رہے تھے۔ سب کو بانٹ چکے۔ مگر ایک شخص کے لئے کوئی پان باقی نہ بچا۔ پلاس کے پتوں پر آپ کی نظر پڑی۔ تو وہ پان کے پتے ہو گئے +

ایک مرتبہ ایک شخص کا لڑکا قریب المرگ تھا۔ وہ روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کی گئی ہوئی جان واپس آگئی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا +

ایک شخص کو آپ نے اپنی چادر بطور تبرک عنایت کی ہوئی تھی۔ اتفاقاً اس شخص کا دل ایک عورت پر آیا۔ اور اس سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا چاہتا تھا کہ وہ چادر اس کے کندھوں سے اُتر کر دونوں کے بیچ میں آگئی۔ اور اس کے سبب سے دونوں گناہ سے بچ گئے +

آپ کا ایک مخلص بدفعلی کا مرتکب ہو رہا تھا۔ آپ نے اُسے ایسا دھپّڑ مارا کہ کئی سال تک اس کا نشان اُس کے چہرے پر رہا +

ایک شخص نے بہت سے مشائخ کو دیکھا تھا۔ لیکن کہیں سے اس کا مقصود حاصل نہیں ہوا تھا۔ اور اس لئے وہ اہل باطن کا منکر ہو گیا تھا۔ جب وہ آپ کے حلقے میں بیٹھا۔ تو بیتاب ہو گیا۔ اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اُسے مِل گیا۔ اپنا سارا اسباب راہ خدا میں دیکر آپ کے آستانہ پر آبیٹھا۔ اور باطنی کمال حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوا +

آپ کا ایک جوان مخلص باغ کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہیں پھولوں کی سیر ہو جائیگی۔ آپ نے اپنی آستینیں اُس کے چہرے پر ڈال کر فرمایا کہ دیکھ اس نے ایک ایسا گلشن دیکھا کہ ویسا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دوپہر تک اس کی سیر کرتا رہا

جب آپ نے آستین اُٹھالی۔ تو پھر ویساہی رنگیا۔ یہ دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا ۔
بہت سے عالم اور فاضل آپ کی توجہ سے حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں ۔
آپ نے الہٰی عنایتوں اور نبویؐ بشارتوں کو اپنے بارہ میں بہت پایا ہے چنانچہ ان میں سے بعض کا ذکر عبدالاحد نے ایک الگ رسالہ میں لکھا ہے ۔
آپ کی وفات ۲۰۔ جمادی الاخری ؁ ہجری کو شاہ جہان آباد میں واقع ہوئی۔ وہاں سے آپ کا تابوت مبارک سرہند لایا گیا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ کو پہلے ہی الہام ہو گیا تھا کہ تیرے بھائی کا تابوت آرہا ہے۔ اس کے لئے قبر تیار کر۔ خواجہ محمد معصوم رحمہ قبر کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ قاصد نے اس واقعہ کی اطلاع کی۔ بعد ازاں تابوت آیا۔ اور والد بزرگوار کے مقبرہ میں دفن کیا گیا ۔
تاریخ مصرع رفت قطب زمان سعید ازل ۔ اور قیل ادخلوھا بسلام آمنین دونوں آنجناب کی تاریخیں ہیں ۔
شیخ سعید الدین رحمہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کا تابوت مبارک دہلی سے سرہند لایا گیا۔ تو راہ میں مَیں محافظ تھا۔ اور بیقراری کے سبب ہر گھڑی آپ کے روئے مبارک سے چادر اُٹھا کر دیدار کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب مَیں نے چادر اُٹھائی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ وہاں موجود نہیں۔ مَیں نے پالکی میں ہاتھ ڈالا۔ تو چادر میں کچھ نہ پایا۔ مَیں گھبرایا اور اپنے دل میں سوچنے لگا کہ شاید آپ کا بدن مبارک بہشت میں چلا گیا ہے لیکن اس معاملہ میں بہت نادم تھا۔ ایک گھڑی بعد کیا دیکھتا ہوں کہ آپ پھر چادر کے نیچے موجود ہیں ۔
منقول ہے کہ آپ کی وفات کے اسّی سال بعد بارش کے سبب آپ کی قبر شریف میں کچھ خلل واقع ہوا۔ تمام حاضرین نے دیکھا کہ کفن میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ جس طرح دفن کیا تھا ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اور آپ سوئے ہوئے تھے۔ اور قبر سے خوشبو آرہی تھی۔ آپ کی ڈاڑھی اور مونچھوں پر غسل کے پانی کا اثر اسی طرح موجود تھا ۔

گوہر سی و سوم

مقبول بارگاہ الٰہی حضرت خواجہ عبد الاحد عرف ذلیل الرحمٰن کے حالات

آپ کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں ۱۰۵۰ ہجری کو ہوئی۔ آپ خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید کے پانچویں فرزند ارجمند ہیں۔ اور زمانہ کے پیشوا اور یکتا ہیں۔ آپ کا تخلص "وحدت" اور لقب "شاہ گل" ہے ✤

علوم ظاہری اور باطنی میں بے بدل تھے۔ اور اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ لیکن باطنی سلوک اپنے چچا بزرگوار حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں تمام کیا تھا۔ اور حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند بن محمد معصوم کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ اور اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے ✤

آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ چنانچہ شواہد التجدید۔ کحل الجواہر۔ جنات الثمانیۃ اور مکاشفات الحرمین الشریفین، رسالے تصنیف کئے ہیں۔ آپ میں تیزی بچپن ہی سے تھی ✤

منقول ہے کہ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ گھر سے اعتکاف کے واسطے ماہ رمضان کے پچھلے عشرہ کو جا رہے تھے کہ مسجد کے آدمی اُن کے استقبال کے لئے آئے۔ اور راہ ہی میں قدمبوسی حاصل کی۔ اور آپ بھی مسجد سے دوڑ آئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے فرمایا کہ تم نے اتنی تکلیف کیوں کی؟ مسجد ہی میں بیٹھتے۔ مَیں بھی تو وہیں نماز اور اعتکاف کے لئے آ رہا تھا۔ وہیں ملاقات ہو جاتی۔ آپ نے عرض کی کہ حضرت سلامت استقبال قبلہ نماز کی شرط ہے۔ یہ سُنکر حضرت خواجہ صاحب مسکرائے ✤

آنجناب سے کرامات اور خوارق بہت سے ظہور میں آئے۔ آپ کا مخلص خواجہ محمد محسنؒ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس بہت سے تربوز بطور ہدیہ آئے۔ ان میں سے ایک بہت بڑا تھا۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ مجھے عنایت فرمائیں تو بہتر ہے۔ بانٹتے وقت

وقت آپ نے مسکرا کر وہی تربوز مجھے عنایت فرمایا۔ میں دل میں نادم ہوا ٭

آپ کا وصال شاہجہان آباد میں ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو ہوا۔ آپ کا تابوت شریف سرہند میں لایا گیا۔ اور بڑی مسجد کے حجرے میں جو مسجد سے الگ تھا۔ دفن کیا گیا ٭

گوہر سی و چہارم

عابدوں اور زاہدوں کی جائے فخر اور جہان کے قطب حضرت شیخ محمد عابد زاہدؒ کے حالات

آپ ترک و تجرید میں یگانۂ روزگار اور خلوت و تفرید میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور شروع سے لیکر اخیر تک حضرت شیخ عبدالاحد سے نسبت کو مکمل کیا تھا۔ خلافت کے شرف سے مشرف ہو کر فیض الٰہی کے القا اور کثرت عبادت میں مصروف ہوئے۔ آپ (نماز) تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ اور رات کے تیسرے حصے سے لیکر قیام کرتے۔ اور ایک ہزار مرتبہ نفی اثبات اور بیس ہزار مرتبہ تہلیل لسانی اور دو مرتبہ قرآن شریف اور کلمات طیبات اور نوافل کا ورد آپ کا معمول تھا۔ نفع رساں علم کا سبق بھی دیتے تھے اور باقی وقت مریدوں کی تربیت اور مخلصوں کی توجہ میں صرف کرتے تھے۔ سو آدمی سے زیادہ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور زہد اور ورع کے کمال کے سبب آپ نے گوشت دودھ اور گھی ترک کر دیا تھا۔ آپ کے پاس مویشی بہت تھے۔ اور بیس سال آپ نے گوشت گھی اور دہی نہیں کھائی۔ عموماً ریحان کے پتے گھس کر ان سے روٹی کھایا کرتے تھے۔ اگر کبھی دودھ کی خواہش ہوتی۔ تو جن کا دودھ پیا چاہتے، پہلے اس کی نسبت تحقیق کر لیتے کہ اس کے ماں باپ لوٹ اور چوری کا مال تو نہیں۔ پھر چالیس روز تک اُسے حلال چارہ کھلا کر پھر اس کا دودھ پیتے ٭

حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر الٰہی اور نبوی عنایتیں مشاہدہ کیں آپ فرماتے تھے کہ پہلے دل کو بیقراری تھی۔ ان عنایتوں سے تسلی حاصل ہوئی ٭

ایک روز آپ نے مسجد میں ایک پیرزادے کو دیکھا۔ جو نسبت سے خالی تھا اور مریدوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ آپ نے اُس کی طرف توجہ فرمائی اور بے اطلاع اُسے فنا اور بقا کے کمال کو پہنچا دیا ٭

ایک روز آپ قبرستان میں گئے ۔ تو فرمایا کہ یہاں کے مردے فیض حق کی التماس کرتے ہیں ۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی تو وہاں کے مردے نسبت عالیہ میں مستغرق ہو گئے ✦

آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ جس شخص کو نسبت سے خالی دیکھتے ۔ اس کے حال کی طرف توجہ کر کے اسے نسبت سے پر کر دیتے ۔ خصوصاً جمعہ کے دن جب کہ مسلمان جمع ہوتے ۔ تو آپ بے اطلاع سب پر توجہ فرماتے کہ اگر یہاں معلوم نہ کر سکیں ۔ تو قبر میں اس کا فیض اٹھائیں ✦

آپ حضرت مرزا صاحب کے پیر اور قبلہ تھے ۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے آپ ہی کی طفیل تمام مجددیہ مقامات کا عبور حاصل ہوا ۔ اور اس طریقہ کی کوئی باریک بات مجھ سے پوشیدہ نہ رہی ۔ پھر مجھے مقامات کی سیر از سر نو مرادی سیر کے طور پر کرائی کہ وہاں پر علم کا دخل ہی نہیں ۔ وہ محض آپ ہی کی شریف توجہات سے میسر ہوئی ۔ جس وقت حقیقت محمدی کی توجہ فرمائی ۔ تو میں نے دیکھا کہ میری بجائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل بیٹھا ہوں ۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقابل ہیں ۔ پھر جب میں نے دیکھا ۔ تو معلوم ہوا کہ دونو جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی تشریف فرما ہیں ✦

آپ کی وفات ۱۸ ۔ رمضان المبارک کو ہوئی ۔ آپ کا مزار مبارک شہر دہلی کے محلہ سبز منڈی میں ہے ✦

گوہر سی و پنجم

قطب شام و روم حاوی جمیع علوم قیوم زماں حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں

کنوں گویم از قدوۂ اولیا	امام زماں وارث انبیا
چو معصوم بود از خطا و خطر	بسفتند در نام او ایں گہر
زعصمت کہ گویم کہ در نام اوست	ز فطرت چہ خوانم کہ در دام اوست

جہاں را بذاتش کہ در سر بود　　چہ نسبت عرض را بجوہر بود
سرشتند از نورِ حق خاک او　　بود چوں نبیؐ طینتِ پاک او
نبی نیست لیکن برنگ نبیؐ　　بجوشد ز گوشش ہزاراں ولی
مجدد ز توصیفِ دلکشاد　　بفرمود کاے پورِ عرفاں نژاد
ہر انچہ نہادم تو بر داشتی　　تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی
تو آخر چو من قطبِ دوراں توئی　　ز من ایں بشارت بیاد آوری

آپ زمانے کے قطب اور جہان بھر کے قیوم تھے۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت ۱۰۰۹ھ کو ہوئی +

آپ تین سال کی عمر میں کلام توحید سے متکلم ہو کر فرماتے تھے۔ کہ زمین مَیں ہوں آسمان مَیں ہوں۔ یہ مَیں ہوں۔ وہ مَیں ہوں۔ دیوار حق ہے۔ درخت حق ہیں +

ایک مہینے میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر کے سولہ سال کی عمر تک تمام علوم کو حاصل کر لیا تھا۔ اور پڑھانے میں مشغول ہو گئے +

اور گیارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد بزرگوار سے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ سیکھ کر اس پر مواظبت شروع کی۔ اور آپ سنت کی پیروی۔ عمل بعزیمت۔ رخصت سے پرہیز کرتے۔ شریعت اور طریقت پر قایم رہتے۔ اور پرہیزگاری اور تقوے میں حضرت مجدد صاحب کے قدم بقدم چلتے تھے۔ حلقہ کے بعد آپ علوم دینی کی تعلیم فرماتے۔ اور کبھی ظہر اور عصر کا دوگانہ لمبی قرأت سے ادا کرتے تھے۔ اور کبھی خلوت میں بیٹھتے تھے +

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد معصوم مجبوبوں میں سے ہے۔ اور اسے ولایت محمدی کی نسبت کی استعداد کی لذات حاصل ہیں +

آپ ساعت بساعت مقامات عالیہ میں ترقی کرتے تھے +

اور نیز حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نسبتوں کے حاصل کرنے میں محمد معصوم کی حالت شرح وقایہ والے کی سی ہے کہ جو کچھ اس کا جد بزرگوار تالیف کرتا تھا، وہ یاد کر لیتا تھا +

الغرض آپ نے اپنے والد بزرگوار کے تمام نئے مقامات پر پہنچکر اور خلافت

کے شرف سے مشرف ہو کر جہان کو اپنے فیض اور برکتوں سے پُر کیا۔ اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ اور سلوک کے مقامات سینکڑوں عالموں اور فاضلوں کو دکھلائے۔ اور انہیں رواج دیا +

آپ طریقہ مجددیہ کے رواج دینے والے اور کمالات احمدیہ کی تکمیل کرنے والے تھے۔ بعض طالبوں کو سات روز کے اندر فنا قلبی کے درجے تک پہنچا دیتے +

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو بشارت دی اور فرمایا۔ کہ قیومیت (قیوم ہونا) کی خلعت مجھ سو اُتر کر اس فرزند کو عنایت ہوئی ہے +

اور نیز فرمایا کہ تجھ میں بطور اصلیت نصیبہ پایا جاتا ہے اور تیری طینت کے خمیر میں حبیب اللہ کی طینت کے بقیہ میں سے تھوڑا سا حصہ ملا ہوا ہے۔ اور یہ ذاتی محبوبیت جو تجھ میں پائی جاتی ہے، یہ اُسی دوست سے ہے +

اور موت کے دنوں میں آپ فرماتے تھے کہ مجھے مقامات عالیہ میں عروج حاصل ہوا۔ تو ہم نے دونوں بھائیوں کو ہر عروج میں اپنے ہمراہ پایا۔ واقعی آپ کا وجود اپنے والد بزرگوار کے وجود مبارک کی طرح اسرار الٰہی کی ایک نشانی تھی۔ اور انوار لاتناہی سے منور آفتاب تھا ؎

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم — منور از فروغش ہند تا روم
ردائے ماہیت شرع است بروش — چو صبح از پاکئے باطن قصب پوش
بہ بزمش جز صفائی دل نگنجد — فروغ شمع در عالم نگنجد
دو عالم کرد خود را فرش راہش — کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
وے آں شمع بزم بادشاہی — نپرداز د بایں مشت گیاہی
دراں ساعت کہ ماند دیدہ برہم — فشاند برق برکشت دو عالم
رود جائیکہ جا آنجا نگنجد — نظر بیکار ماند پا نگنجد
نباشد بیش ازیں تاب بیانم — چہ گویم چوں حقیقت را ندانم

آپ کے تین جلد مکتوبات دقائق معارف اور اسرار دغو امض سے پُر ہیں۔ ان میں سے چند ایک فقرے تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

وُہ بات جس کے ہم در پے ہیں۔ وہ جذبہ اور سلوک سے دُور ہے۔ اور جہان سے باہر۔ اور فنا اور بقا۔ غلبات اور ظہورات۔ دخول و خروج۔ قُرب و بُعد۔ توحید و اتحاد شہود و مشاہدات۔ لفظ و معنی علم و جہل۔ کثرت و وحدت۔ اسم و رسم۔ قید و اطلاق۔ شیون و اعتبارات۔ موہوبات و متخیلات اور افعالی تجلیات سے پرے ہے۔ اور صفات و ذات تعالےٰ و تقدس اصل میں سایہ کی صورت اس دوست سے راہ میں ہے پس وہ پاک اور بلند و ورلے اورلے ہے۔ نہ قرب کی جانب میں ہے نہ بعد کی جانب میں۔ جو کچھ کیا جاے۔ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ بلکہ انسان کی ذات کی نسبت انسان کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور یہ جانب بُعد سے پرے ہے۔ اور وہم کی جولانگاہ ہے۔ اور عقل و ادراک اور وہم و خیال کی آنکھ سے دُور ہے۔ کیونکہ وہم اور فہم خود اسے زیادہ نزدیک تصور نہیں کر سکتے۔ وہ پاک پروردگار وجود میں زیادہ قریب اور وجد میں زیادہ دُور ہے۔ یہ کمالات انبیا علیہم السلام کے کمالات ہیں۔ کیونکہ اولیا اللہ کی ولایات کے کمالات مراقبہ پر منحصر ہیں۔ اور انانیت کو رفع کرتے ہیں۔ جو ولایت کا انتہائی درجہ ہے۔ اور اقربیت کا معاملہ چونکہ بہت نازک ہے اس لئے اس سے درگذر کرنا چاہئیے

قدر سے نمے شناسی بخدا تا نہ چشی

اور جلد اول کا سترھواں مکتوب حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا ہے۔ اسے میں یہاں بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔ ذرا گوش ہوش سے سُنئیگا اور دیکھئیگا کہ اس میں آنجناب نے کیا کیا اسرار اور معارف بیان فرمائے ہیں۔ اور باوجود اپنے قصوُر اعمال کی دید اور اپنے تئیں متہم کرنے کے اپنے مخصوُص ارادے اور نیتیں ظاہر فرمائی ہیں۔ اور وہ مکتوب حسب ذیل ہے :۔

مکتوب خدام سیّدی سندی مجھ مہجوُر سے سلام مسنُون قبوُل فرمائیں

مَیں اپنی بے توفیقی اور بے حاصلی کو کیا ظاہر کروں۔ جو کام پروردگار کو مقبول ہے، وہ اس گنہگار کے حق میں عنقاے روزگار ہے۔ اور وہ عمل جو کردگار کی نظر کے لائق ہے اس کا ظہور اس مغرور سے دُور از کار ہے۔ میرے کام کا حاصل خودکامی اور ہوس روائی ہے اور زمانہ کی مجلس خودستائی اور ظاہرآرائی کی وجہ سے ہے۔ اور میری طاعت حرص و ہوا کی طاعت ہے۔ اور میری عبادت ریا سے پُر ہے۔ میرا کلام نفسانی غرض کے سوا نہیں۔ اور میرا

چُپ رہنا بغیر وسوسۂ شیطانی کے نہیں - میرا استغفار طمع آمیز ہے - اور میری عاجزی کبر انگیز ہے - میری ہمت نعمتوں اور لذتوں کے حاصل کرنے، اور اپنے نزدیکیوں پر فوقیت لیجانے اور شہوت کی تابعداری کرنا ہے - اگرچہ مَیں زبان سے استغفار کرتا ہوں، لیکن میرا اندر گناہوں سے پُر ہے - اور اگر آنکھیں بند کرکے حبس دم کیا ہے، تو اس واسطے کہ مَیں نامحرم ہوں بہت سی سرآنکھوں پر منظور ہیں - اگر ذکر اور ورد میں مشغول ہوتا ہوں، تو صاحب الورد ملعون کا مورد بنتا ہوں - اور اگر بے ورد اور ذکر رہتا ہوں، تو تارک الورد ملعون کا مصداق بنتا ہوں - مختصر یہ کہ مَیں دنیا کا طالب اور عقبےٰ کا تارک ہوں - اور اپنے آقا سے کھوٹا اور ہنسی مخول والا معاملہ کرتا ہوں ؎

کس نکند با کس بیگانگاں آنچہ تو با حضرتِ حق میکنی

ظاہر میں تو مَیں محبّت کا دعوے کرتا ہوں، لیکن میرا معاملہ فرنگستان کے کافر کا سا ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے دعوے میں کیا بھلائی ہوسکتی ہے اور اس قسم کے معاملہ کا کیا عوض ہوسکتا ہے - کسی اور کو اس سیاہ کار سے نسبت نہیں - جھوٹے معاملے کو تمام گناہوں سے کیا مساوات ؎

میخوارہ و خود پرست فاسق بودن بر کام ہوا نفس عاشق بودن
در کوے خرابات موافق بودن بہ زانکہ بخرقہ در منافق بودن

اس تکلیف دینے اور التماس کے لکھنے سے میری یہ غرض ہے کہ چونکہ عزیز و حبیب اس شرمندہ کا کو محض حسن ظن سے نیک اطوار خیال کئے بیٹھے ہیں - اور پیروی کر رہے ہیں - اب ان سطروں کو ملاحظہ کرکے جب میرے واقعی حال سے واقف ہوں تو جو خیالات مجھ آوارہ کی نسبت ان کے دلوں میں ہیں - انہیں دور کردیں - اور مندرجہ بالا سطور کے موافق تصور کریں - اور میری آشنائی سے ڈریں ؎ صد مرحلہ بگریز اے اہل جہاں ✦

چونکہ ان اشخاص سے جو میری نسبت گمان رکھتے ہیں، اصلی خیالات کا چھپانا داخل خیانت تھا - اس لئے مَیں نے اپنی حقیقت کو پورا پورا ظاہر کردیا ہے - تاکہ دوست اس سے آگاہ ہوجاویں - اور چند سادہ دلوں کو اس کی اطلاع دیدیں - تاکہ صرف نام ہی سنکر از خود رفتہ نہ ہوجائیں - اور نہ لوگوں کو از خود رفتہ کریں ؎

شیریں مثلے ہست گشتہ مشہور آواز دہل خوش است از دور

نہیں تو جس شخص کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہو، اُسے قلم پکڑنے اور سخن پردازی سے کیا مناسبت ہے

گر عاقلی و حدیثِ خود کم کنی، قفل در گفتگوے محکم کنی
ماتم زدۂ چند فراہم کنی بر گفتہ بگریی و ماتم کنی

اس نیاز نامہ کی تحریر کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اپنی حقیقت بیان کرنے کے بعد اگر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا کچھ ذکر جو اپنے بارہ میں مشاہدہ کی ہیں، اس خط میں درج نہ کیا۔ تو ایسا نہ ہو کہ ناشکری میں داخل ہو۔ اس واسطے واما بنعمة ربك فحدث کے بموجب ان میں سے بھی تھوڑی سی ظاہر کرتا ہوں +

میرے مخدوم! باوجود اس خواری اور تباہ کاری کے مجھے اس قدر معلوم ہے کہ اپنی پیشگاہ سے اس خاک راہ میں کچھ معنی رکھے ہیں۔ اور کچھ بطور ودیعت رکھا گیا ہے۔ جو اللہ کا خاص منظور نظر ہے۔ یہ خفی عنائتیں اسی واقعہ کے بارے میں ہیں۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں لکھتا اور نہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ بات کرنے والے کو اس کے کہنے کی تاب اور سننے والے کو اس کے سننے کی ہوس نہیں۔ اسی وجہ سے مجھے ابتدا میں ان معنوں کے ظہور سے پیشتر اپنے آپ میں حقیقی جذب اور کشش اور محبت اور عشق معلوم ہوتا تھا۔ اور طبیعت خلقت سے متنفر تھی۔ اور خلوت اور جنگل کی طرف مائل تھی۔ اور میں اپنے دل میں کہتا تھا

بہ شاہی چنیں میلِ دلم چیست وزیں تنہا نشستن حاصلم چیست

اور اس محبت اور عشق کی بابت مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ کس کوچے کا عشق ہے۔ اور یہ کس طرف کوشش ہو رہی ہے

میدید بہ چشم خود غبارے در دیدہ نہفتہ خار خارے
گہ گہ گرو دامنِ چیست واں غنچہ ز خارِ گلشن کیست
در جیب گلش گر ایں خسک ریخت واز چشم دلش کہ ایں نمک ریخت
آتش کہ در سقفِ خانہ در زدویں فتنہ زد امیکہ سر زد
ایں تکوہ چیست در شکیبش جادوے کہ میدہد فریبش
شورے است ز عشق در سر تیغے است نہاں در گوہر

از جنبش غمزہ ہائے خونی — دارد نگرانئے درونی
جانے بسر عیال میداشت — چشمے براہ شمال میداشت
سرمست نظارہ سوبسو بود — ہم دیدہ از و براہ او بود
ہم گوش تمنش پر آواز — کز قافلہ رسد صدائے آواز

مَیں اس حالت میں مغلوب تھا اور ارادہ یہ تھا کہ یہ عشق کسی سفلی معشوق پر جاؤں لیکن نہیں جمتا تھا۔ یہ ایک جنون آمیز سودا اور آتش انگیز شوق تھا۔ اور یہ کچھ معلوم نہ تھا کہ اس جنون کو بھڑکانے والا کون ہے۔ مَیں اپنے کام کی نسبت خود حیران تھا۔ اور زبانِ حال سے یہ پڑھتا تھا ؎

دارد زکہ مو بمویم آزار — وز ناخنِ کیست جنبش تار
تنہا مرا خلد کز اں شود — دارد خلّہ بہر بُن مو
در دیدۂ من کہ مے زند برق — آں شعلہ کیست دفتنہ برفرق
از سوز کہ ایں شرار برخاست — وز راہ کہ ایں غبار برخاست
بر ہر مژہ ام جدا نگارے است — در ہر نگہم جدا بہارے است
آں کیست کہ در درونِ سینہ — بشکست ہزار آبگینہ
ایں باد ز دامنِ کہ برخاست — ویں دود ز خرمنِ کہ برخاست
ایں مرغ کہ مے پرد بریں بام — وایں بوسہ کہ مے دہد بہ پیغام
ایں عشق ندانم از کجا خاست — واز ہر رگ ریشہ ام بلا خاست
آں روز کہ خاکِ من سرشتند — سودائے جنوں بسر نوشتند
از طرّہ بینی فگندہ دام است — لیکن نشناسمش کدام است
تا عشق کہ شد مساعدِ من — واندر کفِ کیست ساعدِ من
از خندۂ کیست نو بہارم — واز ناز کئے کہ خار خارم
ایں عشق ز عاشقاں عجب نیست — معشوق شناسئی ادب نیست
اے عشق خوش آمدی چنیں چیست — در دل بنشیں کہ منزل کیست
بنشیں بنشیں نشیمن از تست — جان و خرد و دل و تن از تست
روز از تو شبِ سیہ مرا بس — تخت از تو خاکِ رہِ مرا بس

بے دیر تحفہ جاں نشیں   بکشا کمر از میاں نشیں
بنشیں و زعشق جوش بنشاں   واز خوں جوش و خروش بنشاں
از آمدنت چو گل شگفتم   دامن دامن بہار رفتم
گل کرد بہار بختم امروز   بر تخت شہی نشستم امروز

اب ہم اصلی بات بیان کرتے ہیں، اس کے بعد کہ یہ چھپے ہوئے معنی مدت دراز کے بعد چمک اُٹھے۔ اور پیشتر اس کے کہ کامل طور پر ظہور میں آتے۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس محبت کے متعلق تھا۔ اور یہ کشش اور جذبہ کس طرف تھا۔ ایک ایسا محبوب ظاہر ہوا۔ جو حسن و خوبی اور محبوبیت اور مرغوبیت میں لاثانی تھا۔ بلکہ اس کی نزاکتِ منزل اس قسم کی ہے کہ حسن و جمال کا اطلاق اس کی چار دیواری پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس سے ہر ایک کمال اور جمال حاصل ہو سکتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی کمال ہے، وہ اسی کمال کا اثر ہے۔ اور جہاں کہیں حسن و جمال منظور ہے، وہ اسی کے حسن و جمال کا کرشمہ ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی وہی محبوب بننے کے لائق ہے۔ اور مطلوب بنانے کے شایاں ہے۔ اس لئے مَیں نے سب سے منہ پھیر لیا۔ اور عنایت کی باگ اسی طرف پھیری۔ اور ہمت کی کمر اس کی خدمت میں مضبوط باندھ لی۔ جب مَیں یہ معلوم کر چکا تو معلوم ہوا کہ وہاں باگ کا پھیرنا کسی کام نہیں آتا۔ اور یہ خدمت اُس مقدس بارگاہ کے شایاں نہیں۔ اور کوئی کوشش اور سعی اُس کے فضل بغیر باریاب نہیں ہو سکتی۔ صرف اُس کی سابقہ عنایت ہی درکار ہے اور اسی کی کشش کارگر ہے۔ باقی سب ہیچ ہے۔ اس لئے مَیں سب چیزوں سے عاجز رہ گیا۔ اور معاملہ اس کے سپرد کر دیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

مرا گر توسنِ دل نیست در راہ   کمندِ زلف اوہم نیست کوتاہ

اس کی عنایت ازلی آن پہنچی اور اپنی مہربانی سے اس پس ماندہ کی نوازش فرمائی۔ اور سابقہ فضل و کرم سے اس خاک پر گرے ہوئے کو اپنی مقدس چار دیواری کے گرد جگہ دی وہ چھپا ہوا اور پوشیدہ اس بارگاہِ پر نور میں ظاہر اور ہویدا ہے۔ اور بڑی آب و تاب سے اُمید کے گلشن کے صحن میں رقص کرتا ہے۔ اور ہمیشہ خوش کرتا ہے۔ بڑے ناز سے ساغر دیتا ہے۔ اور بڑے نیاز سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اور بڑی خوشی خرمی اور خندہ پیشانی سے اس سے بغلگیر ہوئے۔ اور باوجود بندگی کے نہ زائل ہونے والی شراب کا مست ہے۔

اور یہ گیت گاتا ہے ؎

ہم از در باز کردی باز نوروز — کہ من بوئے گل خود دارم امروز
مدہ پیش شب از ماہ بادہ اکنوں — کہ مشہور خود شادیم اکنوں
گر اوّل مے برد باگریہ آئیم — کنوں خوش میرود دوبارہ خواہیم

اگر وہ خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو کر عاشقی کرے۔ تو مناسب ہے۔ کیونکہ اسکی نوازش خود محبوب نے فرمائی ہے۔ اور اگر اپنے حسن پر خود شیفتہ ہو جائے۔ تو لائق ہے۔ کیونکہ وہ مطلوب کا منظور ہے *

اے عزیز! اُس زلف کو جو خوشبُو سے معطّر ہے۔ اس ناپاک بدن کیا نسبت، اور اس علوی معنی کو اس سفلی وجود سے جو پس ماندہ۔ آوارہ۔ بیچارہ۔ یار سے جدا اور دشمنوں کی ولایت میں گرفتار ہے۔ کیا مناسبت! یہ عنصری وجود ہے جو حیرت اور حسرت کے جنگل میں پریشان اور مارا مارا پھرتا ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور چھ طرفوں سے ہوا اُس کے چہرے پر طمانچے مارتی ہے۔ اور وہ حواس خمسہ کی گرد کو پکڑتا ہے ؎

ہم یار زدہ طمانچہ بر روے — ہم خاک فشردہ پنجہ در موے

کار اور از کار سے رہا ہوا۔ شوق اور سرگرمی سے ناکارہ۔ بدمزگی اور دل مردگی کونے میں گمنام۔ ہمت کی باگ ہاتھ سے چھوڑے ہوئے۔ کمر ہمت کھولے ہوئے حیرانی کی وجہ سے کسی چیز پر نہیں جمتا۔ اور مارے ڈر کے کسی دروازے سے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا گو یہ ساری باتیں تھیں۔ تاہم اُس نے دلیری کی۔ اور اس دوری کی منزلوں کو طے کرنا منظور کر لیا۔ بعد المشرقین کا فاصلہ بیچ میں آ گیا ؎

از باد صبا دلم چو بوے تو گرفت — بگذاشت مرا و جستجوے تو گرفت
اکنوں ز من خستہ نمے آرد یاد — بوے تو گرفتہ بود خوے تو گرفت

تو وہ محبت کے چراؤ تخت پر بیٹھا ہوا۔ اور یہ وجود سیاہ خاک میں گرا ہوا۔ وہ خوشی خوشی بازو پھیلائے ہوئے۔ اور یہ حیرت اور حسرت سے زخمی سینے والا۔ یہ زاری اور نیاز کرتا ہے۔ اور وہ سو طرح کا ناز اور بے داہی کرتا ہے۔ یہ ہزاروں آہوں اور دردوں سے اس کا راز ڈھونڈتا ہے اور سخت بے سروسامانی سے اپنے دل میں کہتا ہے۔ اور یہ سفلی وجود بایں وجہ علوی معنی بیان کرتا ہے ؎

من بے تو بنمناکِ راہ مژہ باز | تو خواب گزیں بہ بسترِ ناز
من بے تو زخوان دیدہ گل بار | تو خندہ زناں بہ صحنِ گلزار
من بے تو بخوں کشیدہ داماں | تو رفتہ بہ طعم گل خراماں
من بے تو بخاکِ غصہ پامال | تو رقص کناں بیانگِ خلخال
من بے تو چو رشتہ تابِ یاب | تو رشتہ گسل چو دُرِ نایاب
من بے تو بسوز و دل گدازی | تو عاشقِ خود بحسن بازی
من بے تو گرفتہ ترکِ ہستی | تو کردہ بخویش و ناز ہستی

تنبیہ اے عزیز! کوئی شخص کتاب کے شروع کو اس کے اخیر کا تناقض اور متدافع نہیں لکھتا۔ اس واسطے کہ جو چیز ممکن کی طرف منسوب ہے۔ وہ محض اس واسطے کہ ممکن ہے از روئے اعتبار قابل طعن ہے۔ وہ کس طرح درگاہ الٰہی کے لائق ہو سکتی ہے۔ یہاں معاملہ فضل الٰہی سے ہے۔ اگر اس قسم کے ناکارہ کی نوازش فرمائے۔ تو عین اس کی بندہ نوازی ہے۔ ورنہ بندہ اور اُس کے افعال ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس کی بخشش اور عنایت نیک کاموں پر موقوف نہیں۔ جو کچھ مَیں نے اوپر بیان کیا ہے وہ واردات الٰہی میں سے ایک وارد ہے۔ اور جب یہ ورود غالب ہوتی ہے۔ تو انسان کو اپنے تمام اعمال اور عبادات قابل طعن اور لعن معلوم ہوتے ہیں۔ اور اُن کی اصلی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ کتاب کے آخر میں لکھا ہے۔ وہ بھی ایک واردات ہے۔ ان میں کسی قسم کا تناقض یا تدافع نہیں۔ پہلے اسے مغلوب دیکھا اور بعد ازاں خود اس دید کا مغلوب ہو گیا۔ ایک بزرگ نے شروع میں لکھا کہ میری بائیں طرف کا فرشتہ ہمیشہ کام میں مشغول ہے (یعنی مجھ سے بد اعمالیاں بکثرت ظاہر ہوتی ہیں) اور دائیں طرف والے کو لکھنے کیلئے کوئی نیکی ہی نہیں ملتی۔ یہ کارخانہ صرف عارف کی دید میں ہے۔ اور یہ دیدار منشا ہے۔ اور اس سے معاملات وابستہ ہیں۔ جن میں سے کچھ تھوڑا سا لکھا جائیگا۔ چونکہ قاصد جلدی کر رہا ہے۔ اس لئے اس کو مفصل طور پر مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ وہی بزرگ ایک اور جگہ اپنی دید کے موافق لکھتا ہے کہ مجھے اپنے کاتبین دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے جو حالت دائیں والے کی تھی اب وہ بائیں والے کی ہے (یعنی بائیں والے کو کوئی بُرائی نہیں ملتی تاکہ وہ لکھے) "کاتبًا یدایہ شمالہ یمین"

(اُن کے کراماً کاتبین میں سے ان کا بایاں بھی دایاں ہے) اس واسطے کہ بائیں طرف والا عدم کی مقتضیات سے ہے۔ اور جب دائیں والے کا عدم اور عارف کے شرارے زائل ہوتے ہیں، اس کے حق میں ظاہر کرتا ہے۔ اور تخلق باخلاق اللہ کے موجب بایاں دائیں کا ساتھ نبھاتا ہے۔ اور یہ بات جو ہم نے کہی ہے کہ اس دید کا خاص نشا ہے۔ اور اس سے ایک خاص معاملہ وابستہ ہے ❖

واضح رہے کہ جو کچھ اس جناب مقدس سے منسوب ہے۔ وہ خیر اور کمال ہے۔ اور خیر و کمال کے لئے کوئی آئینہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس خیر اور کمال کا ظہور ہوسکے کسی شے کے تقابل کا آئینہ نہیں ہوتا۔ اور خیر اور کمال کا تقابل شر اور نقص ہیں۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر آئینہ کامل ہوگا اسی قدر اس میں عکس بھی اچھا دکھائی دیگا۔ پس جس قدر عارف کی دید زیادہ ہوگی۔ اُسی قدر خیر اور کمال کا ظہور بھی اس میں زیادہ ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن بذات خود شر و نقص کا منشا ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (جو بھلائی تجھے پہنچے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے) خیر کے ظہور کے لئے دید کافی ہے۔ چنانچہ من تواضع لله رفعه الله (جو اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے بلند مرتبہ عنایت کرتا ہے) حاصل یہ کہ جو خیر و کلام اور حسن و جمال روئے زمین پر ظاہر ہے۔ سب مستفاد اور مستعار ہے۔ صرف واجب الوجود کو مرتبہ حاصل ہے۔ ممکن الوجود کی ذات بمنزلہ عدم ہے، جو کچھ بھی نہیں۔ اور ہیچ سے ہیچ کے سوا کیا ہوسکتا ہے ؎

از تست طلسم ایں خزانہ — من ہیچ نیم درمیانہ
از شیشہ تست ایں مئے ناب — من خاک بلب در آتش و آب
ہم گنج ز تست ہم تو گنجور — مسند ہستی فشاندم از دُور
معنی تو دہی چنیں شگرفم — من جلد کتاب صوت و حرفم
من در رہ خاک آستانم — تو مے طلبی بر آسمانم
از مور چہ تست فیض ایں جوش — من مہر بلب نہادہ خاموش

از جوش و خروش خود چہ گویم   ایں بادہ قوی و من سبویم

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا۔ الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ و السلام علی الاتمام الاکملان علی رسولہ سیدنا محمد و علی آلہ الاطہار واصحابہ الاخیار و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی اہل طاعتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین (اے پروردگار جو کچھ ہم سے بھول چوک ہوئی ہے اس کی بابت مواخذہ نہ کر۔ اول و آخر میں اللہ تعالٰے کا شکر ہے۔ اے بہت رحم کرنیوالے تیری رحمت سے تیرے رسُول ہمارے سردار محمد اور اُس کی آل پاک۔ نیک اصحاب اور تمام انبیاء۔ مرسلین اور تمام اہل طاعت پر سلام اور درود ہو) +

یہ خط حاجی حرمین شیخ حسین لیکر خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اُمید ہے کہ توجہات سے بہرہ ور ہوگا ؎

ایں دم کہ تراست بادہ در جوش   از خشک لباں مکن فراموش

اسی طرح خدا کرے کہ باقی یار بھی صحبت پاک سے مستفیض ہوں۔ اور پژمردگی دشمنوں کے نصیب ہو ؎

از گرمئے مجلس است بس دُور   تو ساقئے و اہل بزم خورم

والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الہدٰے +

آپ کی کرامات اور خوارق بیشمار ہیں۔ آنجناب کا ایک خلیفہ خواجہ محمد صدیق نام سفر میں تھا کہ اونٹ کی مہار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گر پڑا۔ لیکن ایک پاؤں رکاب میں اٹک گیا۔ آنجناب تشریف لائے۔ اور اسے پھر سوار کیا +

خواجہ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دریا میں گر پڑا لیکن مجھے تیرنا نہیں آتا۔ اس لئے مَیں نے چند غوطے کھائے۔ جب آنجناب کی طرف توجہ کی۔ تو فی الفور آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور مجھے دریا سے نکالا +

آنجناب کے خلیفہ محمد حسن۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آنجناب نے کلمہ طیبہ کے یہ معنی بیان فرمائے۔ کہ سوائے ذات پاک کے اور کوئی مقصود نہیں۔ تو مجھے خیال آیا کہ اس میں ہیچ (کوئی) کا لفظ زائد ہے۔ میرے خیال پر مطلع ہو کر فرمایا کہ غیر نفی میں نکرہ عموم کے لئے مفید ہے +

ایک مرتبہ مخالف ہوا چلنی شروع ہوئی۔ تو جتنے آدمی کشتی میں سوار تھے سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ محمد حسنؒ بھی کشتی میں سوار تھے۔ آپ نے آنجناب کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب نے آکر فرمایا کہ تم سلامت پہنچ جاؤ گے۔ بعد میں ویسا ہی ہوا ✦

ایک جادوگر جوگی سرہند میں آیا۔ جو آگ کو جادو سے باندھ کر اس میں بیٹھ کر بت پرستی کرتا تھا۔ عام لوگ اسے اہل کمال خیال کر کے اس کے معتقد ہو گئے آنجناب نے حکم دیا کہ بہت سی آگ جلاؤ۔ جب آگ جلائی گئی۔ تو آپ نے یہ آیت قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم (ہم نے کہا کہ اے آگ! تو ابراہیم کے لئے سرد اور سلامتی بخش ہو جا) پڑھ کر پھونکی۔ اور اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ اس میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔ جب وہ اس میں بیٹھا، تو آگ گلزار بن گئی ✦

۹۔ ربیع الاول کو فرشتے نے سرہند کے ہر ایک دروازے پر یہ آواز دی کہ کل قیوم وقت اس سرائے فانی سے دار البقا میں کوچ کرنے والے ہیں۔ جس کو آنجناب کے جمال باکمال کا اشتیاق ہو، وہ جلدی جاکر دیکھ لے اور سعادت دارین حاصل کر لے ؎

غنیمتے شمر اے شمع وصل پروانہ

کہ ایں معاملہ تا صبح دم نخواہد ماند

کہتے ہیں کہ لاہور اور پشاور میں بھی مخلصوں کو یہی آواز پہنچی۔ اور دُور کے شہر والوں کو جنہیں اس بات کی اطلاع نہ تھی، اس رات یہی آواز سنائی دی انہوں نے یہ بات لکھ رکھی کہ یہ آواز جس نے شور برپا کیا ہے۔ اس کا نتیجہ ضرور ظاہر ہوگا۔ اسی کے مطابق آنجناب کے وصال کی خبر انہوں نے سُن لی، تب انہیں حقیقت معلوم ہوئی اسی روز آنجناب تمام ممکنات کو ماتم کی خلعت پہنا کر ۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو السلام علیکم کہکر جان بحق تسلیم ہو گئے۔ اس روز شدت سے زلزلہ آیا۔ جس سے مقدس حویلی کے شیشے چنگز کے فاصلے پر مارے غم کے جا پڑے ؎

مپنداری کہ جاں را رائگاں داد

فروغ روئے جاناں دید و جاں داد

آنجناب کی تاریخ وفات ناصر علی نے اس طرح کہی ہے ؎

چراغ خاندانِ نقشبنداں — فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوے گلشن جنت قدم زد — ازیں ویراں باط و کہنہ بوم
طلب کردم زدل سال وصالش — ندا آمد زعالم رفت معصوم

بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ع

رفتہ زجہاں امام معصوم

ایک نے یہ تاریخ کہی ہے :-

"حضرت مروج الشریعت بجنت خوابید"

ایک اَور نے تاریخ وفات یہ کہی ہے :-

"نقشبند ثانی بود"

اَور ایک صاحب نے یہ کہی ہے :-

"الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"

جیسا کہ مجدد صاحب کی تاریخ وفات بھی اسی طرح ہے " الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب " +

در نیز حسب ذیل فقروں سے بھی آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے " خدیو ولایت بود " " نصف نہم ماہ ربیع الاول بود " " مکنونات اللہ بقیوم شدند " " خلیفہ حق مرد پُشت پناہ اولیا وامرد " " نشیمن جنت از وے منور شد " +

گوہر سی و ششم

در احوال مرتبہ حق الیقین حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

آپ کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں ۱۰۴۹ھ کو ہوئی حضرت خازن الرحمۃ نے دیکھا کہ ایک فرشتہ بچہ کے پاس یہ آیت پڑھ رہا ہے ۔ والسلام علیہ یوم ولدت و یوم یموت و یوم یبعث حیا (اور سلام ہے اُس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مریگا اور جس دن وہ قبر سے اُٹھیگا) بعد ازاں جب تعلیم حاصل کرنے کی عمر ہوئی تو تھوڑی مدت میں کتب بینی قرآن مجید ختم کرلیا ۔ باطنی نسبت لڑکپن کے زمانے ہی میں

اپنے والد ماجد خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ابھی گیارہ سالہ تھے کہ خواجہ صاحب نے فنائے قلب اور ولایت صغرے عنایت فرمائی۔ اور بالغ ہونے سے پیشتر ہی فنائے نفس اور ولایت کبرے بھی دیدی۔ کمال اور تکمیل کا درجہ حاصل کر کے عین جوانی کے عالم میں احکام شرعی کے اجرا میں مشغول ہوئے۔ جس سے دین اور مذہب کو بڑی ترقی نصیب ہوئی۔ واقعی آپ کے عہد میں مذہب و ملت کو وہ رونق حاصل ہوئی کہ بدعت کا نام و نشان تک نہ رہا۔ اور جب خواجہ صاحبؒ نے آپ کو بادشاہ کی التماس کے بموجب شاہجہان آباد بھیجا۔ تو وہاں پہنچکر قلعہ کے دروازے پر آپ نے دونوں طرف تصویریں بنی ہوئی دیکھیں۔ اور فرمایا کہ میں اندر نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ رحمت کا فرشتہ اس راہ نہیں آتا۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی۔ تو ان تصویروں کے مٹا دینے کا حکم دیا۔ پھر آنجناب قلعہ میں داخل ہوئے۔ اور امر معروف اور نہی منکر بجالائے +

بادشاہ نے یہ سارا حال خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا کہ امر معروف اور نہی منکر جو فقیر زادے کا طریقہ ہے۔ اس کے لئے میں شکر گذار اور رضامند ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا شکر بجالاتا ہوں کہ باوجود اس رعب و داب شاہی کے تم نے سچی بات کو مان لیا۔ اور ایک ادنےٰ سے آدمی کا کہنا مان لیا۔ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ؕ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولی الالباب (میرے ان بندوں کو خوشخبری دے جو بات کو سُنتے ہیں۔ اور نیکی کی پیروی کرتے ہیں انہیں لوگوں کو اللہ تعالےٰ ہدایت کرتا ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں) وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین +

جتنا عرصہ آپ شاہجہان آباد میں رہے۔ آپ کا ارشاد اس قدر شہرہ آفاق ہوا کہ شہزادہ محمد اعظم جو پورے اخلاص سے مرید نہیں ہوا تھا۔ ایک روز آپ کے دروازے سے بڑے جاہ و جلال سے گذرا۔ تو اُس کی پگڑی سر سے گر پڑی۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سُنی تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجالایا کہ ہمارے عہد مبارک میں ایسا اہل کمال شیخ ہے +

ایک روز بادشاہ نے آپ سے حیات بخش باغ کی سیر کے لئے جو قلعہ کے اندر تھا التماس کی۔ جب آپ کی نگاہ سنہری مچھلیوں پر جن کی آنکھیں ہیرے اور یاقوت

کی بنی ہوئی تھیں پڑی۔ تو وہاں میٹھنا پسند نہ کیا۔ بادشاہ نے تمام مچھلیاں توڑ ڈالیں اور کہا کہ اگرچہ ان کے توڑنے میں ہمارا روپے کا نقصان ہے۔ لیکن آپ کی پاسخاطر زیادہ فائدہ بخش ہے ✦

اس قسم کے بہت سے کام آپ سے ظہور میں آئے۔ اور اپنے معارف جو آپ نے اپنے والد ماجد کی طرف لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے:-

عرضداشت! کمترین درویشان محمد سیف الدین پراگندہ احوالوں کے عرض کرنے کی جرأت کر کے گستاخی کرتا ہے۔ اور معافی کی امید پر اپنی حد سے تجاوز کر کے عرض کرتا ہے۔ قبلہ گاہا! جس قدر میں مباحات کے دائرہ سے قدم باہر رکھنا چاہتا تھا یا چاہتا ہوں، بن نہیں آتا۔ اس قدر شبہات اور مکروہات کا مرتکب ہوں کہ بیان نہیں ہو سکتے۔ اپنے ارادے سے اس کے حق عمل کرنا عنقا ہے۔ اور ایمان اولے سے نہایت دور پڑا ہوں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ باوجود اس خرابی اور تباہ کاری کے آپ کی درگاہ کے کتوں کی محبت میں ثابت قدم ہوں۔ اور اس عالی دہلیز پر فدا ہونے اور اعتقاد رکھنے میں ممتاز ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ سرمایہ میرے پاس نہیں۔ اسی واسطے میں سابقہ اور حال کی باتوں کو عرض کرتا ہوں ؎

تو مرا دل دہ دلبری بہ بیں   زود بخویش خواہ شیریں بہ بیں

حضرت سلامت! اس سے چند سال پیشتر جناب نے اس ناکارہ بندے کو مختلف حقائق اور نسبت ملاحت سے بہرہ مند کر کے مستعد کیا تھا۔ اور یہ ناچیز بھی جو کچھ اس دولتِ عظمےٰ سے حاصل کرتا تھا۔ جناب کی خدمت میں عرض کرتا تھا۔ کبھی کبھی یہ نسبت غلبہ کر کے مجھے ایسا زیر بار کیا کرتی تھی کہ وجدی اتحاد بلکہ ہستی کا معاملہ بھی مجھے جبلہ معلوم ہوتا تھا۔ اور میں اپنے بدن میں ایک قسم کا بوجھ محسوس کرتا تھا۔ اب بھی انہیں عجیب اسرار حقیقت میں غور و خوض کرتا ہوں۔ اور جس قدر دور دور جاتا ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ نہیں گیا۔ مختلف طریقوں پر ظہور میں آتا ہے۔ اور ہر مرتبہ نئی فنا و بقا خیال کرتا ہوں ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی است

اپنے مسکن اور جائے رہائش کے لئے کسی خاص مقام کو مقرر کرنا معلوم نہیں۔ اور اپنے تئیں اس مقررہ مقام کو گھیرنے والا پاتا ہوں۔ اور اسی راہ سے عجیب و غریب چیزیں اپنے آپ میں خیال کرتا ہوں۔ اور مجھ پر بھاری بادل کی طرح انوار و برکات برستے ہیں۔ اور ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں، جن کا چھپا رکھنا لازم ہے۔ اور بعض وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مروارید اور زیور نثار کئے جا رہے ہیں۔ اور اس نسبت میں مَیں اس قدر مشغول ہوں کہ دوسری نسبتیں سب چھپ گئی ہیں۔ اور نیز اس درویش کو آنجناب نے کئی مرتبہ مقدس مرتبہ سے، واسطے کی ترقی۔ فیض اور برکتوں کا حاصل کرنا عنایت فرمایا ہے۔ اور یہی رفع اور واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے ساتھ کمال اتحاد کی علامت ہے۔ اور اس قسم کا اتحاد بہت کم شخصوں کے نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنجناب کے مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن از روے اصالت اس قسم کے شخص کے حق لازم ہے یا نہیں۔ امیدوار ہوں کہ بندے کو جواب سے سرفراز کرینگے ❖

جب آپ سرہند واپس تشریف لائے۔ تو پھر حضرت قیوم زماں کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ اور اعلےٰ بشارتوں سے سرفراز ہوئے ❖

خواجہ صاحب کے انتقال کے بعد آپ ہی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بغیر کسی کے شرکت کے کرتے رہے۔ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی کے اطوار واحوال پورے پورے بجا لاتے رہے ❖

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ عبدالاحد شیریں کلامی سے موصوف اور سیف الدین رعب و داب اور عزت میں مشہور ہوگا لیکن قبولیت آپ ہی کو نصیب ہوئی ہے

بمقبولی کسے را دسترس نیست ۔۔۔ قبولِ خاطر اندر دست کس نیست

جب حضرت حجۃ اللہ حجاز کے سفر کو روانہ ہوئے تو آپ ایک منزل تک ہمراہ گئے۔ وداع ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ آپ کی عمر تو ابھی بہت باقی ہے لیکن مجھے زندگی کی کوئی اُمید باقی نہیں۔ اُمید ہے کہ آنجناب میرے فرزندوں پر شفقت فرمائینگے۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ پھر آپ کو بھائی کی ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ اور حضرت حجۃ اللہ آپ کی وفات کے بعد نو سال تک زندہ رہے۔ جو جو کرامات اور خرق عادات

آپ سے ظاہر ہوئے۔ وہ مخلصوں نے لکھے ہیں :۔

آپ کا ایک مرید صوفی ما نیدہ محمد نام کابل سے عراق کی طرف جا رہا تھا کہ اثنائے راہ میں ایک رافضی اُسے ملا جس نے شیخوں کو گالی دیں۔ صوفی نے طیش میں آکر اُسے قتل کر دیا۔ لیکن بعد میں وہ ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ہمراہی آکر مجھے تنگ کریں۔ ابھی اسی خیال میں تھا کہ اچانک ایک برقعہ پوش سوار نمودار ہوُا۔ اور اُس نے عصا سے اس رافضی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کسی قسم کا اندیشہ نہ کر۔ کیونکہ مَیں نے اسے گدھے کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے۔ صوفی نے جب رافضی کو دیکھا۔ تو گدھے کی شکل کا پایا۔ پھر اُس نے سوار سے دیدار کی التماس کی۔ جب اس سوار نے برقعہ اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ حضرت شیخ سیف الدین ہیں۔ پس جب اس رافضی کے ہمراہی آئے تو اُنھوں نے گھوڑے کو خالی پاکر جوش و خروش کیا۔ لیکن جب اُس کی لاش کو گدھے کی صورت میں دیکھا تو شرمندہ ہو کر اُسے دفن کر دیا اور کچھ نہ کہا +

جناب کی عادت تھی کہ آدھی رات کے وقت تن تنہا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مقدس میں بڑے شوق سے جاتے اور روضہ کے گرد طواف کرتے اور کہتے "مَیں آپ کی درگاہ کا کتا ہوں" اور یہ شعر پڑھتے ؎

من کیستم کہ با تو دم بندگی زدم   چندیں سگان کوئے تو ہستند و یکی منم

اور نیز آپ ظہر اور عصر کے درمیان حدیث کا درس فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حدیث کا ذکر بہت کم کیا۔ تو حاضرین نے خواہش ظاہر کی کہ اور کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب اَور محمد عظیم سے سُننا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوُا کہ پھر حدیث کا پڑھنا مُیسّر نہ ہوُا۔ اور ۲۰۔ جمادی الاخرے ۱۰۹۶ھ کو اس دار پُر ملال سے روضۂ وصال میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی عمر شریف سینتالیس سال تھی۔ آپ کی تاریخ وصال یہ ہے :۔

"ہے ہے ستونِ دیں افتاد"

آپ کی قبر شریف سرہند میں ایک علٰحدہ مقام پر ہے +

گوہرسی وہفتم

امام الاتقیا فخرالاصفیا معرض از دنیائے دنی سیّد نور محمدؐ بدوانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے احوال

آپ حضرت سیف الدین علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ اور ایسے صاحبِ استغراق قویہ تھے کہ پندرہ سال تک آپ کو نماز کے وقت کے سوائے بلند احوال اعلےٰ مقامات۔ صحیح وجدان اور صریح کشف سے افاقہ نہ ہوتا تھا۔ لطائف کا ذکر جناب کی ادنےٰ توجہ سے حاصل ہوجاتا تھا۔ علم اصُول اور علم فرع میں آپ کو کامل مہارت تھی۔ اور ہمیشہ سنت کی پیروی اور بدعت کی ترک میں سرگرم رہتے۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال کی کتاب ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور نبوی عادات اور عبادات میں اپنی عمر بسر کیا کرتے تھے چونکہ دو خوراکوں کا جمع کرنا خلاف (سنت) ہے۔ اس لئے لڑکے کو روغن اور لڑکی کو شکر دیا کرتے تھے کہ ان کو بھی اکٹھا نہیں کرنا چاہئیے ✤

نیز باوضُو اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر عین بھُوک کے وقت پانی سے بھگو کر تناول فرماتے۔ احوال کے غلبات کی وجہ سے آپ کو مٹھاس اور کڑواہٹ کی تمیز نہ ہوتی۔ باوجُود اس استغراق کے ایک مرتبہ خلاف سُنت دایاں پاؤں پہلے ٹٹی میں رکھا۔ تو تین روز تک باطنی قبض رہی۔ بعدازاں آپ نے استغفار کی۔ تو پھر پہلی حالت میسر ہوئی۔ آپ حضرت قطب جہان مرزا جانِ جاناں کے پہلے پیر تھے ✤

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جو عمل ہم کرتے تھے۔ آپ اس کے نور اور اس کی تاریکی کو معلوم کرلیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تم نے یہ عمل کیا ہے۔ چنانچہ ایک روز رستے میں میری ملاقات ایک شرابی سے ہوئی۔ آپ نے توجہ سے وہ تاریکی معلوم کرکے زائل کردی ✤

اور اسی طرح ایک روز میری نظر بیجا پڑی۔ تو آپ نے فرمایا کہ تیری نظر نے زنا کیا ہے۔ پھر توجہ سے اس تاریکی کو دُور کیا ✤

ایک شخص نے بھنگ کی دُکان آپ کے مکان کے پاس ہی کھولی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بھنگ کی تاریکی کے عکس سے میرا دل میلا ہو گیا ہے۔ مَیں نے کوتوال کو کہکر وہ دُکان وہاں سے اُٹھوا دی۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ اس کام سے میرا دل اور بھی مکدر ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس شخص کو تکلیف پہنچی ہے، اسے لاؤ۔ جب مَیں اسے بُلا لایا۔ تو آپ نے اُس سے معافی مانگی اور کچھ روپیہ دیکر فرمایا کہ شریعت کے موافق کوئی پیشہ اختیار کر۔ اس شخص نے اس پیشے سے توبہ کی اور مخلص بنگیا۔ بعدازاں آپ نے فرمایا کہ اب دل صاف ہوا ہے +

نیز فرماتے تھے کہ درود ہزارہ کے انوار پتّوں کی طرح الگ الگ نظر آتے ہیں آنجناب دنیا اور اہل دُنیا سے سخت متنفر تھے۔ جب کبھی کسی کتاب کی ضرورت ہوتی اور لوگوں سے طلب کرتے۔ تو اسے ہاتھ میں نہ لیتے۔ اور فرماتے کہ اس میں اہل دنیا کی تاریکی لپیٹی ہوئی ہے۔ چندروز کے بعد جب آپ کے باطنی فیض سے وہ تاریکی زائل ہو جاتی تو پھر مطالعہ شروع کرتے +

آپ سے بہت سی کرامات اور خرق عادات ظہور میں آئے۔ چنانچہ :-

ایک عورت نے عرض کی کہ میری لڑکی کو جن لے گئے ہیں۔ آپ دعا کریں آپنے مراقبہ کرکے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ شام کے وقت آجائیگی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ جب آپ سے مراقبہ کی وجہ پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ مراقبہ میں مَیں نے جناب الٰہی میں عرض کی تھی کہ اگر میری توجہ سے وہ آجائے تو مَیں کروں۔ ورنہ نہ کروں۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کر۔ تیری توجہ مؤثر ہوگی +

آپ کا ایک قریبی مخلص کسی گناہ کا مرتکب ہوا۔ تو آپ نے حاضر ہو کر اُسے جھڑکا۔ جس سے وہ گناہ سے بچ گیا۔ اور صاحب حالات شریفہ ہو گیا +

دو عورتیں آپ کی خدمت میں طریقہ حاصل کرنے کے لئے آئیں۔ ان میں سے ایک کو تو تلقین فرمائی اور وہ صاحب حالات شریفہ ہو گئی۔ اور دوسری کو فرمایا کہ تو بدعقیدے سے دل کو صاف کر تا کہ فیض الٰہی کے قابل ہو جائے ؎

ادل بروب خانہ دگر مہماں طلب
آئینہ شو وصال پری طلعتاں طلب

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص باطنی نسبت والوں سے منسوب ہوتا ہے اُس میں

انبیاء کا باطنی نور سرایت کرتا ہے ✦

حضرت مکرم خاں جو حضرت شاہ نقشبند کی اولاد سے تھے۔ اور حضرت ایشان عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے۔ ان کے طعام میں حد درجہ کی فضول خرچی تھی۔ چنانچہ ان کی گائیں بجائے گھاس کے پھول کھایا کرتی تھیں جس سے ان کا دودھ اور گھی خوشبودار ہوتا تھا۔ آپ کی باطنی برکت سے وہ فضول خرچی جاتی رہی۔ اور تاریکی نور سے بدل گئی۔ اگر کبھی کبھی تبرک کے طور پر آپ طعام بھیجتے۔ تو اُس کے کھانے سے اس قدر نور باطنی حاصل ہوتا کہ گویا دو رکعت نماز ادا کی ہے ✦

ایک مرتبہ اورنگ زیب بادشاہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنے سال کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس قدر اپنے مرشد کی خدمت میں بسر ہوئی ہے۔ عمر وہی ہے باقی تمام کانٹے ہی کانٹے ہیں ؎

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر رفت

باقی ہمہ بے حاصلی و ہمہ بے خبری بود

انتقال کے وقت نواب مکرم خاں نے حضرت احرار رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ سر پر رکھی۔ اور فرمایا کہ میرے پیر خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ لاؤ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کی کلاہ سر پر رکھ کر آپ نے رحلت فرمائی ✦

آنجناب کی صحبت مبارک میں صبر، توکل، رضا، تسلیم، حضور، نسبت اور یادداشت بہاہئہ ہزار در ہزار حاصل ہوتی تھی ✦

حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہزار سے زیادہ شاغل، ذاکر اور صاحب حضوری اور آگاہی آنجناب سے ہوئے ہیں۔ اور بعض حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبتہائے عالیہ سے ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت سید حشمت، اور حضرت محمد باقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ✦

حضرت گلشن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بازار میں تھے کہ سارا بازار نورانی ہوگیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سید صاحب سوار ہو کر اس راہ سے گذر رہے ہیں۔ اور آپ کے نور نے سارے بازار کو روشن کر دیا ہے۔ جب ہم آپ کے نورخانہ میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ کی ہر ایک چیز انوار اور کیفیتوں سے لبریز ہے ✦

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ افسوس حضرت عزیزاں نے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دیکھا ہے اگر دیکھ لیتے۔ تو اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان لاتے کہ ایسے ایسے اکابر بھی پیدا کیے ہیں ÷

عقاید، اعمال، احوال، مقامات، تاثیرات صحبت، توجہ، لمعان حضور شہود اور استقامت جو کرامت سے بڑھ کر ہیں، سب کے سب آپ کے کتاب اور سنت کے موافق تھے ÷

آنجناب نے ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار پرانوار دہلی میں حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے قریب مکرم خاں کے باغ میں ہے ÷

گوہر سی وششم

مجددیہ طریق کے قیوم سنت نبوی کے زندہ کرنے والے قطب جہان

حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

آپ اولیاء کی جائے فخر اور برگزیدہ اصفیا۔ عالی نسب و حسب والے تھے۔ لڑکپن ہی میں آپ کا حافظہ اور ذہن اعلےٰ درجے کے تھے۔ اور قسم قسم کی عبادتوں اور علوم کے حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ درسی علوم اپنے والد بزرگوار سے تحصیل کئے۔ اور حدیث کی سند امام المحدثین حاجی محمد افضل سے کی اور انہوں نے عبدالاحد سے اور انہوں نے خازن الرحمۃ سے اور انہوں نے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ سے ÷

اور قرآنی علوم اور قرأت کی تجوید شیخ القرائے قاری غلام رسول سے سیکھی۔ اور قاری صاحب نے آپ سے طریقہ اخذ کیا ÷

آپ کے والد ماجد پہلے بادشاہی منصب دار تھے۔ بعد میں منصب چھوڑ کر قادری نسبت اختیار کی۔ اور کمال توکل اور ترک منصب میں سرگرم رہے ÷

جب آپ ۱۶ سال کے ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار سر سے گذر گئے۔ عزیزوں نے چاہا کہ آپ کو فرخ شاہ بادشاہ کے ہاں ملازمت دلا دیجائے۔ اسی رات

آپ نے خواب میں دیکھا کہ کسی بزرگ نے آکر کلاہ آپکے سر پر رکھ دی۔ جس سے آپکا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو گیا۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں سید نور محمد بدوانی سے دستِ بیعت خاندان نقشبندیہ میں کی۔ اور آنجناب کی توجہ سے آپ عالی مقامات کو پہنچے۔ اور طریقہ کی تعلیم اور خلافت کی اجازت حاصل کی۔ اور چار سال تک آنجناب کی خدمت میں رہکر آپ نے فائدہ اُٹھایا۔ اور جب آنجناب کا انتقال ہو گیا تو پھر چھ سال تک مُبارک پر بذریعہ مراقبہ فائدہ اُٹھایا۔ اور باطنی نسبت میں بہت لمبی چوڑی ترقیات حاصل کیں۔ پھر جناب سید صاحب نے واقعی طور پر بکرر فرمایا کہ کسی زندہ شخص سے فائدہ اُٹھاؤ۔ مزاروں سے فائدہ اُٹھانا کوئی طریقہ نہیں۔ جو شخص سنت نبوی کا تابع ہو۔ اور احمدیہ نسبت کا صاحب ہو۔ اس کی خدمت میں جا کر سلوک مجددی پُورا کرو۔

پس حسب اجازت آپ شاہ صاحب گلشن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ جو حضرت شیخ عبدالاحد بن خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید کے خلیفہ تھے۔ اور صاحب درجات مقامات اور عالم۔ حافظ اور مجود کلام۔ حاجی الحرمین۔ تارک۔ صابر۔ متوکل اور قانع تھے چار روز کے بعد کھانے کا خیال آتا۔ تو گرے پڑے پتوں کو اُٹھا کر دھو کر کھا لیتے۔ اور تیس۳۰ سال کی پُرانی گودڑی کندھے پر رکھا کرتے تھے۔ اور جنید وقت۔ شبلئ زمانہ۔ ترک و تجرید میں یکتائے زمانہ اور خلوت اور تفرید میں یگانہ روزگار تھے۔ کبھی سماع کرتے تھے۔ اور کبھی نماز باجماعت ادا کرتے۔

شاہ گلشن نے فرمایا کہ آپ کو شیخ وقت ہونا ہے اور میں ان قیود سے بری ہُوا ہوں۔ مجھے معذور رکھیں۔ اس لئے آپ حضرت عارف سریع السیر قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اور جناب قبلۂ عالم قطب ارشاد تھے۔ اور کثرت سے لوگ جناب کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور عبادت نفلوں۔ طاعات شرعیہ۔ اور طالبوں کو طریقہ کی فیض رسانی سے کسی وقت فرصت نہ تھی۔ چنانچہ دس سیپارے صرف نماز اوابین میں پڑھا کرتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے حالات کی طرف توجہ کرنے کے بعد آدھی رات کو سوتے پھر تہجد کی نماز ادا کرکے مراقبہ کرتے۔ اور صبح کی نماز ادا کرکے اشراق تک نسبت باطنی میں مشغول رہتے۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت کرکے دوپہر کے قریب خواب قیلولہ کرتے۔ پھر

چالیس مرتبہ سورہ یٰسین اور کئی ہزار کلمات ورد کرتے ✦

حضرت خواجہ ناصر حضرت شاہ گلشن سے فائدہ اُٹھانے کے بعد طریقت کی تکمیل اور کمالیت کو پہنچے ہیں ✦

حضرت خواجہ ضیاء اللہ نے اپنا تمام مال تجارت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر راہ خدا میں دیدیا۔ اور بھنگی باندھ بوریا لپیٹ لیا۔ اور خواجہ صاحب کی توجہ سے کامیاب ہوگیا۔ اور اجازت اور خلافت حاصل کرلی ✦

قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب پر بہت عنایت اور مہربانی کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تم ہم میں سے ہو۔ تمہاری نسبت اچھی ہے کیونکہ حضرت سیّد سے پہنچی ہے۔ اس میں مشغول ہونا چاہئے۔ یہی نسبت درجات قرب کے حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ تمہارا مرتبہ دور ہے۔ ہر روز آنے کی تکلیف نہ کرو۔ اور فیض کا حاصل کرنا صحبت پر منحصر ہے ✦

پس آنجناب نے استفادہ کے لئے اپنے اُستاد حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ سے فیض لی۔ اور جناب حاجی صاحب اپنے وقت میں محدثین کے امام تھے۔ اور دس سال حضرت حجۃ اللہ خواجہ نقشبند سے اور بارہ سال حضرت دلیل الرحمٰن عبدالاحد سے استفادہ کرکے مجددیہ عالیہ نسبت کو پہنچکر حضرت حجۃ اللہ سے خلافت حاصل کی۔ اور نسبتوں سے جہان کو پُر کردیا۔ اور دو بار حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عنایات نبویہ سے مستفید ہوئے ✦

حضرت شاہ ولی اللہ نے حدیث کی سند پہلے حضرت حاجی محمد فضلؒ سے کی۔ اور پھر مدینہ منورہ میں جاکر مولانا طاہر سے حاصل کی ✦

آپ کے خلیفہ شیخ محمد اعظم صحیح کشف اور صحیح وجدان رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت قبلۂ عالم کی وفات کے بعد سمجھا کہ شاید ارشاد کا منصب مجھے ہی ملگیا ہے لیکن حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ عالی منصب حضرت جان جاناں کو ملا ہے ✦

الغرض حاجی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کشف معاملات عطا فرمایا ہے۔ اور مجھے نہیں۔ ہم میں کبھی موافقت نہیں ہوگی۔ کسی اور بزرگ سے

جا کر فائدہ اٹھائیں ✤

حضرت مرزا صاحب فرماتے رہیں کہ اگرچہ جناب حاجی صاحب نے میری باطنی نسبت کی تربیت کو اپنے ذمے نہ لیا۔ مگر تاہم آپ کی مبارک صحبت سے مجھے بہت کچھ فائدہ ہوا۔ اور آپ میرے پیر صحبت تھے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب حضرت حافظ سعد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو حضرت محمد صدیق ابن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور جب تیس سال تک استفادہ کر چکے۔ تو حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اولیائے کرام ایک بزرگ کی زیارت کے لئے آرہے ہیں۔ جب میں نے پوچھا کہ کون بزرگ ہیں۔ تو لوگوں نے کہا کہ شیخ احمد نقشبندی ہے۔ اللہ تعالٰے نے اس کی جدید فیض اور نئی نسبت سے نوازش فرمائی ہے۔ اس لئے اولیا اللہ اس کی زیارت کے لئے آئے ہیں ✤

پس اس واقعہ سے میرا دل اس طریقے کی طرف بہت راغب ہو گیا۔ میں حضرت محمد صدیق کی خدمت میں اس طریقہ کی نسبت کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ اور تیس سال تک آپ کی توجہ سے انوار کا اقتباس کرتا رہا۔ اور خانقاہ کا پانی سر پر اٹھا کر لاتا رہا۔ جس سے میرے سر کے بال گھس گئے ✤

ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں مجھے احمد آباد بھیجا۔ میں مارے گرمی کے ناکارہ ہو گیا لیکن حضرت پیر مرشد کے یمن سے ایک جہان میرا خادم ہو گیا۔ اور میری دلی آنکھیں روشن ہو گئیں ✤

کسی شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ سید حسن رسول نما کی توجہ سے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں توجہ کروں۔ تو دو مرتبہ زیارت حاصل ہوتی ہے ✤

آپ کے مرید غازی الدین خاں عماد الملک کے باپ نواب فیروز جنگ احراری نے اس بات کی التماس کی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر اس نے سو روپیہ اور نیاز مقرر کی اور پیش کی۔ آپ نے فرمایا دوسرا سو کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت بی بی صاحبہ کے لئے رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا توجہ ہماری اور نیاز دوسروں کو، اس کے کیا معنی۔ پس اس نے دوسرا روپیہ

بھی آپ کی نذر کیا ✦

نواب خان فیروز جنگ نے جو حافظ سعد اللہ کا مرید تھا۔ جناب مرزا صاحب سے بھی فائدہ اُٹھایا۔ اور تہجد میں دس سیپارے پڑھا کرتا تھا۔ اور اشراق کے بعد محمد شاہ کے دربار میں جایا کرتا تھا۔ اور چاشت کی نماز ادا کرکے صحیح بخاری کے سبق میں مشغول ہوا کرتا تھا۔ اور سارے مال کی زکوٰۃ دیا کرتا تھا جس شخص کو نوکری سے برطرف کرتا تھا۔ گھڑی گھڑی کی تنخواہ کا حساب فیصل کر دیا کرتا تھا ✦

الغرض حافظ صاحب نے مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں استخارہ کیا۔ تو الہام ہوا کہ فہو المراد۔ پس حافظ صاحب مرزا صاحب رح کی خدمت میں فائدہ اُٹھانے کے لئے دس سال تک آتے رہے۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو عرض نسبت میں فائدہ ہوا، لیکن طول اور بلندی میں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ نے کمزوری اور بڑھاپے کے سبب توجہ کم کی۔ اور اس طریقہ میں ترقی مرشد کی توجہ پر منحصر ہے۔ اس لئے آنجناب شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد کی خدمت میں جو حضرت عبد الاحد کے خلیفہ تھے۔ اور جن کا حال پہلے گذر چکا ہے حاضر ہوئے۔ اور نسبت احمدیہ اول سے لیکر اخیر تک کمال کو پہنچائی۔ مجددیہ مقامات میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو باقی رہگیا ہو۔ سب آپ نے حاصل کئے۔ اور آنجناب کے خلیفہ بنکر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور جہان کو اس عالیشان خاندان کی نسبت سے پُر کیا ✦

حضرت شاہ ولی اللہ محدث آپ کو خاص اور عام طور پر طریقہ صوفیہ کے قایم رکھنے والا لکھتے ہیں ✦

حضرت حاجی محمد فاخر محدث الہ آبادی نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا گھوڑا آپ کو مرحمت ہوا ✦

ایک روز دو شخصوں نے آپ کی غیبت کی کہ آپ غیر شرع آدمیوں کو مقامات کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آپ نے خادم کو بھیجکر اُنہیں بلایا۔ اور فرمایا کہ تم نے میری غیبت کی اُنہوں نے کہا۔ بیشک۔ ہم نے تعجب کے طور پر کہا تھا کہ غیر شرع آدمیوں کے لئے مقامات کا عبور خلاف عقل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کو مقرر کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح پاک آکر خوشخبری دیتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے۔ پس ان دونوں

نے مراقبہ کیا۔ تو دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مبارک تشریف آور ہوئی ہے اور فرماتی ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے درست ہے +

آنجناب کے خلیفہ حضرت سید محمد احسان نے حضرت محمد محسن کے مزار پر جا کر جو حضرت سیّد نور محمد بدوانی کے پیر صحبت تھے، پوچھا کہ حضرت مرزا صاحب کی بشارات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے قبر مبارک سے نکلکر فرمایا کہ بالکل صحیح ہیں +

ایک مرتبہ آپ کے پیر حضرت شیخ الشیوخ نے آپ سے ایک بزرگ کا حال پوچھا آپ نے اپنے وجدان کے موافق عرض کی۔ تو حضرت شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ تمہارا کشف غلط ہے۔ پھر دو تین روز کے بعد فرمایا کہ تمہارا کشف بالکل صحیح ہے۔ مَیں ہی غلطی پر تھا +

ایک روز حضرت شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ تمام معلومات اور بشارات صحیح ہیں۔ اگر کہو تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر لگی ہوئی دکھا دوں۔ مختصر یہ کہ آپ صاحب کشف صحیح اور وجدان صریح تھے +

مرزا صاحب کے حالات میں ہمارے پیر و مرشد قدس سرہٗ نے ایک کتاب مسمّٰی بہ **مقامات مظہری** لکھی ہے۔ اُس کتاب میں سے یہ احوال مکمل طور پر لکھے گئے ہیں۔ اگر کسی کو شوق ہو۔ تو اس کتاب کا مطالعہ کرے +

مرزا صاحب نے قریباً دو سو آدمیوں کو اس طریقہ کی تعلیم کی اجازت دی ہے۔ اور بیس آدمیوں سے زیادہ کو مجددیہ اعلےٰ مقامات پر پہنچایا ہے لیکن ان سب میں ہمارے پیرو مرشد سب سے افضل ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے بعد قطبیّت کا درجہ انہیں ہی ملا۔ اور اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے پیر و مرشد کا ارشاد ایسا پھیلا کہ کوئی ولایت ایسی نہ رہی جس میں آنجناب کے خلیفہ نہ ہوں۔ تمام اسلامی شہر آپ کے باطنی فیض سے پُر ہو گئے۔ جیسا کہ آئندہ آنجناب کے حالات میں ذکر کیا جائیگا +

حضرت مرزا صاحب کی تجرید اور ترک اس درجہ کی تھی کہ ایک مرتبہ نواب فخر الدین محمد شاہ کا پیغام لایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ملک عطا کیا ہے۔ اس میں سے آپ بھی قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ساتوں ولایتوں کی نسبت فرماتا ہے قل متاع الدنیا قلیل (کہدے کہ دنیاوی اسباب تھوڑا ہے) تمہارے پاس تو ساتواں حصّہ ہے اس کی مقدار ہی کیا ہے۔ جس سے فقیر ہاتھ آلودہ کرے +

اسی طرح ایک امیر آپ کے پاس تیس ہزار اور تین روپے بطور نذرانہ لایا۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اس نے عرض کی کہ محتاجوں کو بانٹ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ بانٹنے کا خیال ہی کس کو ہے +

نیز غازی الدین خاں عماد الملک کے باپ نواب خاں فیروز جنگ نے خانقاہ۔ مسجد۔ کنواں اور روزینہ پیش کیا۔ آپ نے رد کر دیا اور فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت ہی نہیں +

آپ درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے۔ اور پرانا بوریا پہنا کرتے تھے +

آپ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد عابد صاحب کی خدمت میں طریقہ قادریہ کی بیعت اور اجازت کے لئے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ مراقبہ کرو۔ جب مَیں نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کرام اور اولیائے عظام تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت شیخ نے میرے لئے طریقہ قادریہ کی اجازت کی درخواست کی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہو۔ بس حضرت غوث الثقلین کی جناب میں حاضر ہوا۔ اور سر اٹھا کر حضرت غوث الثقلین کا آداب بجالایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت ملگئی +

نیز فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے فی الواقع دیکھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہمراہ سوے ہوئے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس کا اثر مجھے پہنچ رہا ہے۔ اس واقعہ کے اثر سے مَیں نور ہی نور ہو گیا۔ چند روز تک مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ مَیں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرت مجدد صاحبؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے ان کے سوا کس کو ایسے علوم اور معارف آتے ہیں۔ جو کچھ ہو سکے ان کے کلام میں سے پڑھو۔ چنانچہ مَیں نے جلد ثانی کا پہلا مکتوب پڑھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور شاباش دی +

ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہاتھی پر سوار دیکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیچے اُتر کر فرمایا کہ آؤ ہم تم پیشانی برابر کریں +

جب حضرت مرزا صاحب کی عمر بہتر سال کی ہوئی۔ تو فرمایا کہ اب انتقال کا وقت قریب ہے۔ خدا کی راہ میں شہید ہونے کا اجر ملتا ہے۔ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں

مجھ میں مجاہدہ کی طاقت نہیں رہی۔ اور جہاد کی شرطیں میسر نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سب چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ محرم کی ساتویں رات کو چند رافضی نجف خاں کے عہد میں آپ کے در دولت پر آئے۔ اور پوچھا کہ کیا تمہارا ہی نام مرزا جانجاناں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں پس انہوں نے گولی ماری جو دل کے قریب لگی۔ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور دسویں محرم کو شام کی نماز کے قریب آپ کا انتقال ہو گیا۔

آپ کی تاریخ انتقال یہ ہے "عاش حمیداً مات شہیداً"۔

آپ کا مزار پُرانوار شاہ جہان آباد میں ہے۔ عالم جوانی میں آپ نے یہ شعر کہا تھا۔ جو ٹھیک طور پر ظہور میں آیا ؎

بلوحِ تربتِ من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے

گوہر سی و نہم

نیک انجام حضرت ایشاں۔ درویشوں کے قبلہ خلیفہ خدا نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بلاغ ہدایت کے چراغ۔ ولایت کے دئیے۔ رہروان طریقت کے رہنما سالکوں کے پیشوا۔ علوم الٰہی کے عالم۔ ناختم ہونیوالے معارف کے عارف انوار صفا کی جائے طلوع۔ اسرار وفا کے نکلنے کی جگہ۔ محبوبیت کے قافلہ کے یوسف عارفوں کے عزیز۔ برج اتقیا کے آفتاب ہدایت کی ڈبیہ۔ تجرید و تفرید کے اسرار کے واقف۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کے انوار واسرار کے کاشف دنیا اور آخرت کو ترک کرنے والے۔ رضائے مولٰے کی تابعداری کرنیوالے گناہوں اور تاریکی کی تکلیفوں کو رفع کرنے والے۔ مذہب اور ایمان کی تکلیفوں کو دور کرنے والے۔ طریقت کے مقاموں سے واقف۔ حقیقت کے معارفوں کے عارف۔ دردوں کے زخموں کے طبیب۔ حضرت بیچون کے حبیب۔ لامکان کے گرد ہوائی کے پرندے۔ از اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون

کے طواف کرنے والے۔ فلہم اجر ھم غیر ممنون۔ کے لشکروں کے سردار اسرارِ ماہیت کے بھنور۔ ناختم ہونیوالے اسرار کی چمک۔ انی انا اللہ فاعبدون کے نغمات کے مست۔ کلمات ان اولیاء اللہ لا یموتون کی دلیل۔ جبروتیہ سلطنت کے حکمراں۔ لاہوتی خزانوں سے فیض پہنچانے والے۔ جہاد اکبر کے میدان کے بہادر۔ نفس اکبر کو تابع کرنے والے۔ اور حقیقت کے آئینے۔ ہویت کے خزانے۔ احسان کی جائے صدور۔ خداشناسی کے مظہر۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری کے علم بردار۔ الفقر فخری والفقر منی کے چادر پوش۔ مجاہدین کے امام۔ تارکوں کے امیر۔ ہدایت کے رنگوں سے رنگنے والے۔ فقیروں کو رنگنے والے۔ ان اللہ بکل شئ محیط کے بھنور کا جال رکھنے والے مفرد اور مرکب کے اسراروں کے جاننے والے۔ علم کے مظہر۔ حلم کی جائے ظہور۔ خوارق عادات کے مخزن۔ کشف و کرامات کی کان۔ حلم کے پہاڑ۔ جلیل سبحان کے خلیل۔ خداشناسی کی دلیل۔ آسمان کی سی عظمت والے۔ فرشتے کی سی خصلت والے۔ لامکان والے۔ یقین کی سیر والے۔ قرآن کے حافظ۔ عالم شہود۔ دانائی کی آنکھوں کے نور۔ پیدائش کی آنکھ کی پتلی۔ انبیا کے وارث۔ کبریا کے مقبول۔ ولایت کے اسرار کو کشف کرنے والے۔ کرامت کے انوار سے واقف۔ حقائق انبیا کے رازداں۔ اور ناختم ہونے والے فیوض اور برکات کی جائے نزول ہیں۔

قصیدہ متضمن بہ صفت الشیخ

عارفِ یزداں کاشفِ عرفاں نورِ ہدے منظورِ خدا
بحرِ سخاوت کانِ عدالت شانِ صفا و خانِ وفا
دافعِ ظلمت قامعِ بدعت رافعِ سنت شافعِ حشر
آمرِ شرع و صاحبِ ورع و تقا و جہل زدا
لجۂ احساں گوہرِ ایماں مظہر و مصدرِ علم و حلم
لولوئے جود و غرقِ سجود و خاشع مولےٰ در ہمہ جا

ہادیٔ دین و مہرِ یقین و رہبرِ انسان سرّ رجال
غوث جہان قیومِ زمان شاکر بعطا صابر بہ بلا
تابع سبحان مُقبلِ رحمان کاشفِ سرّ و واقفِ راز
اہلِ ہدایت اہلِ ولایت اہل سخاوت اہلِ عطا
مظہر نور و نورِ حضور دُور ز خود نزدیک بحق
عابد و عامل عارفِ کامل اکمل افضل از فضلا
لعل شرافت مظہرِ رافت رحمت حق در خلق نمود
یُمنِ دو عالم مفخرِ آدم شاہِ عطا و ماہ لقا،

ولایت کے دائرہ کے مرکز۔ اندراج نہایت فی البدایت کے کاشف۔ ذوقانی کلمات کے واقف مفسرین کے بادشاہ۔ عابدوں کی بُرہان۔ ارباب تحقیق کے برگزیدہ۔ محققوں کے پیشوا۔ شریعت کے رواج دینے والے۔ یکتائے زمانہ۔ قطب جہاں یگانہ روزگار۔ غوثِ زماں۔ ولایت کی پیشانی کی کلغی۔ ہدایت کے ماتھے کی روشنی۔ رہنمائی کے آسمان کے آفتاب۔ پیشوائی کی پیشانی کے چاند۔ صوفیوں کے سردار متقیوں کے امیر۔ پوشیدہ اور ظاہر اسرار سے واقف۔ اور ہر ایک ولی اور متقی کو عاجز کر دینے والے

مولانا و مرشدنا عبداللہ دہلوی المعروف بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ العزیز کے حالات

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۶ھ کو ہوئی کہ حسب ذیل رباعی سے ظاہر ہے

چو نجم چرخِ ہُدیٰ حضرت غلام علی — شدہ ظہور فگن در جہان جہاں بشگفت
سن ولادت شریفش چو جُست یافت دل — مہِ سپہر ہدایت شدہ طلوع بشگفت

آپ سادات علوی ہیں اور نسب میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کبرائے عصر تھے۔ اور مجاہدہ اور ریاضت کرنے والے تھے۔ کریلوں کو اُبال کر کھاتے۔ اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے۔ اور قادری خاندان میں بیعت کی تھی۔ اور چشتیہ اور شطاریہ نسبت بھی حاصل کی ہوئی تھی۔ آپ نے چالیس روز

تک نیند نہ لی۔ سارا دن بھوکے رہتے۔ اور رات کو بہت ہی تھوڑا کھاتے۔ اور روزہ کی نیت کر لیتے۔ تاکہ نفس میں غرور نہ آجائے ۔

آنجناب کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد بزرگوار، اسد اللہ الغالب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ اُس کو ہمارا ہمنام بنانا ۔

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کا اسم شریف "علی" رکھا گیا ۔

آپ کی والدہ صاحبہ نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا۔ جس نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام عبدالقادر رکھنا۔ پس آپ کی والدہ صاحبہ نے آپکا نام عبدالقادر رکھا ۔

آپ کے بزرگوار چچا نے جو مرد بزرگ تھے۔ اور جنہوں نے ایک مہینہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ آپ کا اسم مبارک عبداللہ رکھا ۔

آنجناب وٹالہ کے رہنے والے ہیں جو امرتسر کے نزدیک ملک پنجاب میں واقع ہے ۔

آپ کے والد ماجد تنہا اپنے پیرو مرشد کے پاس دہلی آئے۔ جب آپ کچھ بڑے ہوئے۔ تو آپ کے والد بزرگوار نے اپنے پیر شاہ ناصرالدین قادری سے طریقہ اخذ کرنے کی بابت آپ کو بُلا بھیجا ۔

شاہ ناصرالدین قادری دہلی کے محلہ جیش پورہ میں رہا کرتے تھے۔ اور نہایت تارک الدنیا۔ مجاہدہ کرنے والے عمر رسیدہ اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہم صحبت تھے ۔

آنجناب ۱۱۸۰ھ کو دہلی پہنچے اور آپ کی عمر اُس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ قضائے الٰہی سے اسی روز حضرت شاہ ناصرالدین قادری انتقال فرما گئے ۔

آنجناب کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ مَیں نے تو تمہیں اپنے پیر کی خدمت سے مشرف ہونے کے لئے بُلایا تھا۔ لیکن اللہ کی مرضی ایسی تھی۔ اب جہاں اپنا فائدہ دیکھو۔ اور باطنی کشائش معلوم کرو، بیعت کرو۔ اس لئے ۱۱۸۴ھ کو جب کہ آپ کی عمر بائیس سال کی تھی، ہادئے توفیق نے حضرت قیوم زماں غوث دوراں مرزا جانجاناں علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانہ فیض نشانہ پر پہنچایا ۔

ازبرائے سجدہ عشق آستانے یافتند   سرزمینے بود منظور آسمانے یافتند

آپ نے حضرت مرزا صاحب سے بیعت کی درخواست کی۔ تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ جہاں ذوق۔ شوق اور کیفیات میسر آسکیں، وہاں بیعت کرو۔ یہاں تو بغیر نمک کے پتھر کھانا ہے۔ آپ نے عرض کی کہ مجھے یہی منظور ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ پھر مبارک ہے۔ بیعت کریں ٭

آپ اپنے احوال میں لکھتے ہیں کہ تفسیر اور حدیث شریف کا علم حاصل کر کے جناب کے دست بیعت ہوا۔ اور نیز آپ سے نقشبندیہ مجددیہ طریقے کی تلقین حاصل کر کے آنجناب کی صحبت میں رہا۔ اور پندرہ سال تک ذکر کے حلقے اور مراقبے کی سعادت حاصل کی۔ اس عالیشان خاندان کی نسبت حاصل کرنے کے بعد مجھے اجازت عنایت فرمائی۔ پہلے مجھے اس بات اندیشہ تھا کہ جناب تو حضرت غوث الاعظمؓ کے طریقہ میں ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آنجناب نے فرمایا کہ جاؤ کوئی مضائقہ نہیں ٭

نیز آپ لکھتے ہیں کہ اوائل حال میں مجھے آمدنی کا کچھ ذریعہ تھا۔ میں اسے چھوڑ کر قرآن۔ حدیث اور ذکر و مراقبہ کے شغل میں مشغول ہو گیا۔ صبر۔ قناعت اور توکل سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ ایک پرانا بوریا اور اینٹ کا سرہانہ تھا۔ بہت کمزوری کے سبب ایک مرتبہ میں نے حجرے کا دروازہ بند کر لیا اور ٹھان لی کہ یہی میری قبر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر رحمت کی۔ اور ایک شخص کے ہاتھ مجھے فتوح بھیجی۔ آپ نے پچاس سال خلوت گزیں ہو کر اور خلقت کی آمد و رفت بند کر کے اہل ذکر کی خدمت میں بسر کئے ٭

واضح رہے کہ جب آپ نے ظاہری تعلقات کو چھوڑ دیا۔ اور توکل کر بیٹھے تو بہت سختی اُٹھائی۔ اور بھوکے رہے۔ آخرکار ایک دن حجرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے کہ خواہ میں بھوکا مر جاؤں، لیکن حجرے کا دروازہ نہیں کھولنے کا۔ پس مولانا روم علیہ الرحمۃ کے اس مصرعہ کے مطابق ؎

او بدوزد خرقۂ درویش را

تائید الٰہی آن پہنچی۔ اور ایک شخص نے آکر کہا کہ دروازہ کھولو۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں کھولونگا پھر اُس نے کہا کہ آپ سے کچھ کام ہے۔ کھولو۔ آپ نے فرمایا میں ہرگز نہیں کھولونگا۔ اس شخص نے کواڑ کے شگاف میں سے ایک روپیہ اندر پھینک دیا۔ اس روز سے

ظہر کی نماز ادا کر کے حدیث اور تفسیر کا کچھ درس فرماتے۔ عصر کی نماز اول وقت میں ادا کر کے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ذکر کرتے۔ اور شام کی نماز تک حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ اور شام کے بعد خاص مریدوں کی طرف توجہ فرماتے۔ پھر تھوڑا سا کھانا کھا کر اور نماز سے فارغ ہو کر ساری رات ذکر اور مراقبہ میں بیٹھ کر گذار دیتے۔ اگر نیند غلبہ کرتی۔ تو تھوڑا سا لیٹ جاتے۔ چارپائی پر شاید ہی لیٹے ہوں۔ اور شاید ہی کبھی پاؤں پھیلائے ہوں۔ اور شاید ہی کبھی آرام کیا ہو۔ عموماً آپ احتیاط کے طور پر بیٹھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا انتقال بھی جلسہ ہی کی حالت میں ہوا۔ باوجود اتنی فتوحات اور سینکڑوں روپیہ کے جو خانقاہ میں فقیروں پر خرچ کیا کرتے تھے، خاص اپنی ذات کے لئے کچھ نہ خرچ کرتے لباس ہمیشہ میلا اور موٹا پہنا کرتے۔ اگر کہیں سے نفیس لباس بطور فتوح آجاتا۔ تو اُسے بازار بیچ کر اس کے عوض زیادہ لباس خرید لیتے۔ اور فقیروں کو اسے دیتے۔ اور اسی طرح اگر کوئی نفیس چیز آجاتی تو اُسے اور چیزوں سے بدل لیتے۔ اور فقیروں کو بانٹ دیتے۔ اور ان میں سے ایک اپنے لئے رکھ لیتے۔ اور فرماتے کہ نفیس سے تو صرف ایک آدمی کا کام چلتا ہے۔ لیکن اس نفیس کے عوض گھٹیا کئی آسکتی ہیں۔ جس سے کئی آدمیوں کا کام نکلتا ہے۔ تو پھر یہ بہتر ہوا۔ یا وہ +

غرض دنیا سے اس حدیث کے مطابق روگردانی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرنا۔ اور ضروریات پر اکتفا کرنا۔ آپ کی عادت وخصلت تھی۔ حدیث یہ ہے جو ترمذی میں ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ آپ فرماتی ہیں

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عایشۃ ان اردت اللحوق لی فکیف سبك من الدنیا کزاد الراکب وایاك ومجالسۃ الاغنیاء ولا تستخلفی ثوباً حتی ترقعیہ +

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عایشہ اگر تو دونوں جہان میں میرے ساتھ اتصال اور پیوستگی چاہتی ہے۔ تو تجھے اس دنیا سے سوار کے توشے کے برابر ہی کافی ہے +

اس میں قناعت کی رغبت دلائی گئی ہے۔ اور سوار کی خصوصیت اس واسطے رکھی گئی ہے کہ یہ جلدی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے تھوڑے توشے پر قناعت کرنا

قاصر ہے +

ایک روز آپ نے فرمایا کہ جو کتا ہمارے گھر آیا کرتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اے پروردگار مَیں کون ہوں کہ تیرے مقربوں کے لئے نجات کا وسیلہ بنوں۔ تو میرے گناہوں کو اس کتے کی طفیل جو تیری مخلوق ہے۔ معاف کر۔ اور مجھ پر نظر عنایت کر +

اور نیز فرماتے تھے کہ جو طریقہ کے طلب کرنے کے لئے ہمارے پاس آتا ہے ہم خیال میں اپنے سر کو اُس کے پاؤں پر رکھتے ہیں۔ اور اُس کے وسیلے قرب حق ڈھونڈتے ہیں +

ایک روز ایک شخص بغداد سے آپ کا شہرہ سُنکر حاضر خدمت ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ محض اللہ تعالےٰ کی عیب پوشی اور غفور الرحیم کی جرم بخشی ہے کہ میرے عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے وگرنہ میری حالت تو اس شعر کے مطابق ہے ؎

نہ تدریس و نہ طاؤس مدانم کہ چرا
جہد صیاد کند نے بال و نے پر است

آپ محدث. مفسر قرآن تھے۔ حدیث کی سند دو طرف سے تھی۔ ایک امام المحدثین حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت مرزا صاحب قدس اللہ سرہ کے اُستاد اور پیر صحبت تھے۔ اور انہوں نے حضرت دلیل الرحمان عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ دوسرے اپنے پیر اور والد بزرگوار خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے والد اور مرشد امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی سے ؎

تا ختم رسل باز نہ استد ز سند وے
خوانم چو استادی ارباب کرم

تلاوتِ قرآن سے پہلے آپ خلوت میں رہتے۔ جوانی میں دس سیپارے آپ کا معمول تھا۔ لیکن آخر عمر میں بسبب کمزوری اور بڑھاپے کے جتنا ہو سکتا پڑھتے +

صبح کی نماز اول وقت میں لمبی قرأت اور لمبی قنوط سے ادا کرتے۔ اور پھر طالبوں کو توجہ دیتے۔ اور ذکر کے حلقے میں اشراق تک مشغول رہتے۔ اور پھر تفسیر اور حدیث کا درس فرماتے۔ پھر انوار الٰہی کے القا میں زوال تک سرگرم رہتے۔ اور زوال کے قریب کچھ تھوڑا سا کھانا کھا کر خواب قیلولہ کرتے۔ اور پھر ضروری تحریرات میں مشغول ہوتے۔ پھر

ہے۔ برخلاف پیادہ کے جو سفر کو دیر میں کرتا ہے اور اسے توشہ بھی زیادہ درکار ہوتا ہے اور دولتمندوں کی ہمنشینی سے دور رہ۔ اور اپنے لباس کو جب تک کہ وہ بالکل پارہ پارہ نہ ہو جائے پُرانا خیال نہ کرے

اتصال جناب پیغمبر — گر بخواہی با غنیا منگر
جامۂ کہنہ را بکن پیوند — پس بسازش چو اہل فقر بہ بر

نیز صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

اخوجت الینا عایشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مبلداً و ازاراً غلیظاً فقالت قبض روح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ھذین ۔

یعنی حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس پھٹی ہوئی چادر اور موٹا تہبند لائیں۔ اور فرمایا کہ انہیں دو کپڑوں میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض کی گئی تھی ۔

ردائے سبلا و ازار غلیظ — لباس شہِ دوسرا آمدہ
وگر جوئی سروری دوجہاں — ہمیں ثوب بس را فتا آمدہ

آپ کی سخاوت اس درجہ کی تھی کہ جو کچھ آتا سب بخشدیتے۔ اور کل کی روزی کا فکر نہ کرتے۔ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔ صدقہ عموماً پوشیدہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بارہا توجہ کے حلقے میں جہاں سب لوگ موجود ہوتے، مصلے کے نیچے سے روپیہ پیسہ نکالکر حاجتمند کو دیدیتے ۔

آنجناب پر حیا اس درجہ غالب تھی کہ غیر کی شکل دیکھنا تو بجائے خود اپنا چہرہ بھی کبھی آئینے میں نہ دیکھا ۔

نذرانے کا تمام روپیہ مُصلے کے نیچے رکھتے۔ آنجناب کے رُوبرُو لوگ بطور سرقہ مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور آپ جان بوجھ کر چشم پوشی کرتے۔ اور دوسری طرف متوجہ ہو جاتے۔ گویا کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اور اکثر لوگ آپ کی کتاب۔ چھُری اور قلمتراش وغیرہ چرا کر پھر وقت ضرورت آپ کے پاس بھیجدیتے۔ گو آپ کو معلوم تو ہو جاتا کہ یہ چیزیں ہماری ہیں لیکن بسبب حیا کے کچھ نہ کہتے اور خرید لیتے۔ اور اگر کوئی مخلص کہتا

کہ یہ وہی چیز ہے، جو آپ کے پاس تھی۔ تو آپ ناراض ہو کر اُسے فرماتے کہ کیا ہمشکل چیزیں نہیں ہوتیں۔ شاید کاریگر نے دونوں ایک ہی شکل کی تیار کی ہوں +

الغرض آپ بمصداق الحیاء شعبۃ من الایمان سراپا مظہر حیا تھے۔ اور مومنوں کے بارے میں شفقت اور مہربانی یہاں تک فرمایا کرتے کہ انہیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں شریک بنایا کرتے، خصوصاً اپنے مریدوں اور مخلصوں کے۔ لئے متبرک اوقات میں دست بدعا ہوا کرتے۔ صبح کے وقت سب کو اپنے باطن میں لیکر اپنی برکتوں اور فیضوں میں شریک کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بطور مرغی کے انڈوں پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اور ان کی نگہبانی کر رہا ہوں۔ اپنے تمام مریدوں کو اپنے باطنی تصرف میں رکھتا ہوں۔ اور اُن کیلئے دُعا کرتا ہوں کہ جو فیض الٰہی مجھ پر ہے، ان پر بھی ہو۔ واقعی آپ اخلاق اللہ سے متخلق تھے اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب تھے ؎

مرشداں دا بایدے رافت ۔۔۔ خلق ایں رافت این و شفقت ایں

ترک و تجرید میں آپ یہاں تک تھے کہ بادشاہ وقت اور امیروں نے بہتیری مرتبہ التماس کی کہ ہم خانقاہ کے خرچ کے لئے کچھ روپیہ مقرر کردیں۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ اور یہ قطعہ پڑھتے تھے ؎

خاک نشینے در رحمانیم ۔۔۔ بہ کہ ز ملک سلیمانیم
ہست چہل سال کہ نمد پوشمش ۔۔۔ کہنہ نہ شد جامۂ عریانیم

نواب امیرالدولہ کی مدت سے یہ خواہش تھی کہ خانقاہ کے خرچ کے لئے کچھ مقرر کرے۔ ایک روز اُس نے اپنے امیروں وزیروں کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور اپنی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے مجھے (مؤلف کتاب) حکم دیا کہ یہ شعر لکھو ؎

ما آبروئے فقر قناعت نمے بریم
با میر خاں بگو کہ روزی مقدر است

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالٰے کے وعدے ہی ہماری جاگیر ہیں۔ اور واقعی آپ کو اس پر یقین کامل تھا۔ اور ٹھیک اسی کے مطابق ظہور میں آتا تھا۔ کہیں سے ایک کوڑی کی بھی مقررہ آمدنی نہ تھی۔ حالانکہ فقیروں کا جو مجمع آپ کے ہاں تھا۔ ہندوستان میں اور کہیں نہ تھا۔ ان سب کا خرچ بخوبی چلتا۔ اکثر قرض لیکر خرچ چلایا جاتا۔ اور مہینہ ختم

ہونے پر غیب سے روپیہ آجاتا۔ تو قرض ادا کیا جاتا ۔

آنجناب کا مقولہ تھا کہ دو چیزیں ٹوٹی ہوئی رکھنی چاہئیں۔ اور دو درست سلامت ہاتھ اور پاؤں ٹوٹے ہوئے اور یقین اور دین درست ۔

عمر کے آخری حصہ میں بہ سبب بڑھاپے کے آپ بہت کمزور ہو گئے تھے ۔ لیکن تاہم یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ہر چند پیر خستہ دل و ناتواں شدم　　ہر گہ کہ یاد روئے تو آید جواں شدم

تو بڑی قوت سے توجہ فرماتے۔ اور سالوں کا کام ایک ہی توجہ میں کر دیتے ۔

آپ تھے تو حنفی مذہب لیکن اکثر حدیث پر عمل کیا کرتے تھے۔ آپ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایسے عاشق تھے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم مبارک آپ کی زبان سے نکلتا تو مضطرب ہو جاتے۔ اور اہل مجلس پر بھی اس وقت ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ۔

حدیث کا درس فرماتے وقت آپ بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور جس وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا جاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح ہو جاتا۔ اور مارے سرور کے حرکت کرتے۔ اور بڑے عشق و نیاز سے مشغول ہوتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت اس طرح بیان فرمایا کرتے تھے کہ حاضرین کو خیال ہو جاتا کہ واقعی پیغمبر خدا صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہیں ۔

نیز فرماتے ہیں کہ مشائخ چشتیہ کی گزک[1] جو محبت کی شراب کی مست ہیں سرود اور سماع ہے جو دل میں قسم قسم کے شوق پیدا کرتی ہے۔ اور حجاب کا پردہ یار کے چہرے سے دور کرتی ہے۔ اور ہماری گزک جو سلسلہ نقشبندیہ کے وسیلہ جو ہیں۔ جو دوستی کے جام کے بادہ نوش ہیں، حدیث اور درود ہے جس سے دل کو طرح طرح کے ذوق حال ہوتے ہیں۔ اور یار کے چہرے سے نقاب اور برقعہ دور کرتی ہے۔ وہ اس طرح ہیں ہم اس طرح ہیں ۔

جب اسم الٰہی آپ کی زبان پہ آتا۔ تو آہ آہ کہکر ہاتھ اوپر اٹھاتے۔ اور کبھی دونوں ہاتھ کھول کر ملاتے۔ جیسے کوئی کسی کو بغل میں لیتا ہے۔ اور یہ شعر پڑھتے ؎

[1] وہ چیز جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہے۔ مثلاً کباب وغیرہ وغیرہ ۔

موسیا آداب دانا دیگراند   سوختہ جان و دانا دیگراند

غرضیکہ آپ خدا اور رسُول کے عاشق تھے۔ اور عشق ہی میں عمر بسر کر کے اس پُرغم جہان سے دارالبقا کی طرف کوچ کیا *

جوہر چہارم

دربیان ملفوظات آنحضرت علیہ الرحمۃ

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ لفظ فقیر میں ف سے مراد فاقہ۔ ق سے مراد قناعت۔ یا سے مراد یاد الٰہی۔ اور ر سے مراد ریاضت ہے۔ جو شخص یہ سب بجالاے۔ اُسے ف سے فضل خدا۔ ق سے قرب مولا۔ ی سے یاری اور رحمت حق ملجاتی ہے۔ نہیں تو ف سے فضیحت (رسوائی) ق سے قہر۔ ی سے یاس (ناامیدی) اور ر سے رسوائی حاصل ہوتی ہے۔ معاذ اللہ *

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد سلب امراض کے لئے حسب ذیل طور پر توجہ فرمایا کرتے تھے۔ مریض کے سامنے بیٹھکر اپنے اور مریض کے مابین پانی کا پیالہ یا چادر یا کوئی اور چیز رکھ کر مریض سے سلب امراض کر کے پیٹھ پیچھے ڈالدیتے تھے *

یاقوت - فرماتے ہیں کہ کشف کے حاصل ہونے کے لئے ہم اس طرح توجہ کرتے ہیں کہ سالک کے دل کے نور کو اُس کی آنکھ کی پتلی میں القا کرتے ہیں *

یاقوت - فرماتے ہیں کہ اس طریقہ شریفہ میں جہالت کے دُور کرنے کے لئے بھی توجہ کرتے ہیں۔ جس سے ادراک حاصل ہو جاتا ہے *

یاقوت - فرماتے ہیں کہ ساری جماعت کو توجہ دینے کا یہ طریق ہے کہ ہم خیال میں ساری جماعت کے دلوں کو جمع کر کے جناب الٰہی میں دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار! ان سب کو اپنے اپنے مقام میں فیض عنایت کر۔ اور دل کی طرف ہم توجہ کرتے ہیں تو عنایت الٰہی سے جماعت کے دلوں کو عروج حاصل ہوتا ہے *

یاقوت - فرماتے ہیں کہ جو ذوق۔ شوق۔ کشف اور کرامات کا طالب ہے

وہ اللہ تعالےٰ کا طالب نہیں ✤

یاقوت ۔ فرماتے ہیں کہ طالب کو ہر وقت اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور ہر گھڑی اور ہر ایک نیک کام میں انوار۔ اسرار۔ فیوض اور برکات میں تمیز کرنی چاہیے مثلاً جب نماز پڑھے۔ تو معلوم کرے کہ انوار۔ اسرار اور برکات کس طرح آئے ہیں۔ اور زبانی کلمہ پڑھنے سے کیا حالات ظاہر ہوئے ہیں۔ اور حدیث کے مطالعہ سے کیا فیض حاصل ہوا ہے۔ اسی طرح مضر باتوں کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ حرام کا لقمہ یا شبہ کے لقمے سے کیا تاریکی ظاہر ہوئی ہے۔ اور کس طرح باطن میں پہنچی ہے۔ اور جھوٹ سے کیسی کدورت واقع ہوتی ہے ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ وصل کے کمالات ننگا ہونا ہے۔ اس مقام پر پہنچکر سالک کے نصیب سوائے نا اُمیدی اور بے نصیبی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہر چند کہ وہ قابل وصُول ہے۔ لیکن حاصل نہیں ہوتا ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ قلب کی نسبت بڑے بڑے قطروں والے مینہ کی سی ہے۔ اور لطیفہ نفس کی نسبت بارش کی مانند۔ حقیقت یہ ہے کہ جُوں جُوں سالک کا معاملہ ترقی پکڑتا ہے وہ نازک ہوتا جاتا ہے اور شبنم کی طرح ظاہر ہوتا ہے ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ولایت میں حضرات مضر ہیں۔ اور کمالات میں خطرہ اچھا نہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت جو روایت ہے کہ آپنے فرمایا تھا "اخبر الحبش دانا فی الصلوٰۃ" (بحالتِ نماز میں ملک حبش کی خبر دے سکتا ہوں) اس میں آپ کا حضور ان خیالات کی نفی کرتا تھا۔ جیسا کہ آفتاب کے مشاہدہ کو خطرات قلبی مانع نہیں ہو سکتے۔ یہی حضوری کا کمال ہے ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ کھانا دو قسم کا ہے۔ ایک جس میں نفس کی رضامندی ہو۔ دوسرے جو نفس کا حق ہو۔ نفس کی رضامندی لطیف کھانے میں ہے۔ اور نفس کا حق اس قدر طعام ہے جو سنت اور فرض ادا کرنے کے لئے طاقت دیسکے ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ چار چیزوں سے مراد ہے۔ خطرات کا نہ ہونا۔ ہمیشہ کی حضوری۔ جذبات اور واردات ✤

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کمالات کے

جامع تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک کمال خاص وقت۔ خاص زمانے۔ اور خاص خاص شخصوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں ظاہر ہوا۔ مثلاً وہ کمال جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے ظاہر ہوا۔ جیسے بھوکا رہنا۔ جہاد کرنا وغیرہ۔ یہ اصحاب کرام میں ظاہر ہوا +

اور وہ کمال جو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک میں تھا۔ جیسے ذوق۔ شوق۔ استغراق۔ بیخودی۔ آہ۔ نعرہ اور اسرار توحید۔ یہ جنید بغدادی رح کے زمانے سے اُمت کے اولیا میں ظاہر ہوا +

اور وہ کمال جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطیفہ نفس میں تھا۔ جس سے مراد باطنی نسبت میں اسے ہلاک کرنا اور کمزور کرنا ہے۔ وہ نقشبندیوں میں دردمنددلوں کی مرہم حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں ظاہر ہوا +

اور وہ کمال جو اسم شریف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ وہ ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کشوف ہوا۔ غرض جو کمال ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کا پرتو ہے +

یاقوت۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح مومنوں پر حلال کی طلب فرض ہے۔ اسی طرح عارفوں پر حلال کی ترک فرض ہے +

یاقوت۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرص و ہوا کی متابعت میں ہے۔ وہ خدا کا بندہ کب ہوسکتا ہے۔ اے عزیز! تجھے واضح رہے کہ جس خیال میں تو لگا ہوا ہے اسی کا تو بندہ ہے +

یاقوت۔ آپ فرماتے ہیں کہ بلا اور غم میں مُبتلا اور غمگین کرنا۔ وصل میں بیچارے عاشق کا۔ صدق میں نازنین معشوق کا۔ امتحان کرنا ہے۔ اور یہ شعر زبان مُبارک سے فرمایا کرتے تھے ؎

امتحاں میخواہد از ما یار ما   نیست بے موجب پئے آزار ما

یاقوت۔ آپ فرماتے ہیں کہ بھوک کی رات درویشوں کے معراج کی رات ہے +

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ صوفی دنیا اور آخرت کو ترک کر کے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے - اور غیر اللہ سے اُسے کوئی سروکار نہیں ہوتا ؎

ملتِ عاشق ز ملتہا جدا ست — عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ دُعا کے وقت انوار اور برکات فائض ہوتے ہیں - لیکن ان میں فرق کرنا مختلف ہے - بعض بزرگوں کا قول ہے کہ دونوں ہاتھوں کا بوجھل معلوم ہونا دُعا کے قبول ہونے کی علامت ہے - لیکن ہم اس طرح تمیز کرتے ہیں کہ اگر دُعا کے وقت دل کو خوشی اور کشایش حاصل ہو - تو وہ دُعا کے قبول ہونے کی علامت ہے - نہیں تو وہ دُعا کے انوار ہیں +

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ بیعت کی تین قسمیں ہیں - ایک پیران عظام سے وسیلہ ڈھونڈنے کے لئے - دوسرے گناہوں کے لئے بیعت کرنا - تیسرے باطنی ترقی حاصل کرنے کے لئے +

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ خدائی کی خودی دُور کر دے - یعنی جب تک تو اپنی خودی کی بیخکنی نہ کریگا - تو اللہ تعالےٰ سے نہیں ملیگا ؎

تا ز خودی خود نہ رہی بخدا نہ رسی — باخودی کفر و بیخودی دین است

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں - نامرد - مرد - جوانمرد - فرد - دنیا کے طالب نامرد - آخرت کے طالب مرد - آخرت اور لقائے الٰہی کے طالب جوانمرد - اور صرف مولا کے طالب فرد ہیں +

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ خطرات چار قسم کے ہوتے ہیں - یعنی شیطانی ملکی - نفسانی - حقانی - شیطانی خطرات بائیں طرف سے آیا کرتے ہیں - ملکی خطرات دائیں طرف سے - نفسانی خطرات دماغ سے - اور حقانی فوق الفوق سے دل پر نازل ہوتے ہیں +

یاقوت - آپ فرماتے ہیں کہ نبوت کے سوا ہر ایک کمال جس کا وقوع انسان میں ناممکن ہے ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود میں پایا جاتا تھا - کیونکہ نبوت خاتم النبیین پر ختم ہو چکی تھی ؎

ہر لطافت کہ نہاں بود پسِ پردۂ غیب
ہمہ در صورتِ خوئے تو عیاں ساختہ اند

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت پیدا کرنی چاہیے ۔ اُسے چاہیئے کہ عشا کی نماز کے بعد اپنے خیال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیکر کہے :۔

یارسول اللہ بایعتک علیٰ خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا ✦

(یارسول اللہ : مَیں نے پانچ شہادتوں سے آپ سے بیعت کی ۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ کے سواے اور کوئی معبود نہیں ۔ دوسرے نماز کو قایم کرنے ۔ تیسرے زکوٰۃ کو دینے ۔ چوتھے رمضان کے روزے رکھنے ۔ پانچویں بیت اللہ کا حج بشرطیکہ مجھے اس کی توفیق ہو) چند راتیں اسی طرح عمل کرتا رہے ✦

اور اگر کسی بزرگ سے نسبت پیدا کرنی چاہے ۔ تو ہر روز خلوت میں بیٹھکر دوگانہ ادا کرے ۔ اور اس بزرگ کی رُوح پاک پر فاتحہ پڑھے اور اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس قدر ادراک عنایت فرمایا ہے ۔ کہ میرا تمام بدن قلب کی مانند ہے ۔ خواہ کہیں سے کوئی شخص آئے ۔ سامنے سے یا پیچھے سے یا دائیں سے یا بائیں سے ۔ مجھے اُس کے باطن کا حال معلوم ہو جاتا ہے ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ تین قسم کے ہوتے ہیں صاحب کشف صاحب ادراک ۔ صاحب جہل ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ تین کتابیں ایسی ہیں ، جن کا نظیر نہیں ۔ کلام اللہ بخاری ۔ اور مثنوی مولانا روم ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو کمال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے ۔ اُمت محمدیؐ میں کسی کو کم نصیب ہوا ہے ۔ اگر سارے اولیاء اللہ وجودی توجہ فرمائیں ۔ تو بھی وجود کے تنگ کوچہ سے شاہ راہ میں جا کر بھول جائیں ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ سعدی شیرازی سہروردیہ خاندان کا طالب تھا بڑا عقلمند آدمی تھا ۔ اس نے ان دو شعروں میں سارا علم سلوک بیان کر دیا ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ۔ دو اندرز میگفت بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویشتن بیں مباش ۔ دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہم سے ملنے والا ہے ، اُسے مناسب ہے۔ کہ ہمارے جیسا لباس پہنے اور ہمارا رویہ اختیار کرے ؎

یا مَرد با یارِ ارزق پیرہن | یا کَش بَر خان و ماں انگشت نیل
یا مکن با پیلبانان دوستی | یا بنا کن خانۂ بر قدرِ پیل

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ درویش کو اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے جیسے کہ شیخ ابن یمین نے نظم کی ہے ؎

نانِ جوین و خرقۂ پشمین و آبِ شور | سیپارۂ کلام و حدیثِ پیغمبری
ہم نسخۂ دو چار ز علمیکہ نافع است | در دین نہ لغو بو علی و ژاژ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنئے آں | بیہودہ منتِ نبرد شمعِ خاوری
با یکدو آشنا نیرزد بہ نیم جو | در پیشِ چشمِ ہمتِ مُلکِ سنجری
ایں آں سعادت است کہ حسرت بَرِ برد | جو یائے تختِ قیصر و ملکِ سکندری

اور نیز یہ شعر جلالی کے پڑھا کرتے تھے ؎

لنگکے زیر لنگکے بالا | نے غمِ دزد نے غمِ کالا
کز کلے بوریا و پوستگی | دلکے پُر ز دردِ وابستگی
ایں قدر بس بود جمالی را | زندگی مستانہ لا ابالی را

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ذکار اور مراقبات اس لئے کرتے ہیں کہ جس چیز کے ملنے کا وعدہ قیامت کو ہے ۔ وہ آج ملجائے ۔ نہ اس واسطے کہ وہ دوزخ سے ڈرتے ہیں یا بہشت کی اُمید رکھتے ہیں ۔ چونکہ وہ عشق کی آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ۔ اس واسطے بہشت کی اُنہیں پروا نہیں ✦

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے بعض دوستوں کی رُوح فرشتہ قبض کرکے بہشتی ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آسمان کی طرف لیجانی چاہتا ہے ۔ لیکن وہ روح اس سے پہلے ہی اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر جناب الٰہی میں پہنچ جاتی ہے ۔ اور بعض ارواح کے قبض کرنے میں فرشتے کو بھی دخل نہیں ۔ وہ خاص دست قدرت سے مقبوض ہوتی ہے ؎

در کوے عاشقاں جاں چناں دہند | کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ عقل کی دو قسمیں ہیں۔ایک نورانی۔ دوسری مظلم (تاریک) نورانی وہ جو نصیحت کرنے والے کے نصیحت کئے بغیر خود بخود منع کی ہوئی باتوں سے متنفر ہو جائے اور جائز باتوں کی طرف راغب ہو۔ اور مظلم وہ ہے جو واعظوں کی پند و نصیحت اور مرشدوں کی ہدایت سے سیدھے راہ پر آئے +

یاقوت۔آپ فرماتے ہیں کہ طالب کو ایک لمحہ بھی مطلوب کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیئے ؎

ایں شربت عاشقی است خسرو   بے خونِ جگر چشیدن نتواں

یاقوت۔آپ فرماتے ہیں کہ تجرید سے مراد ظاہری تعلقات کا قطع کرنا۔ اور تفرید سے مراد باطنی تعلقات کا قطع کرنا ہے +

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ حب الدنیا راس کل خطیئة (دنیا کی محبت تمام خطاؤں کا سر ہے) اور گناہوں کا سر کفر ہے۔پس دُنیا کی محبت کفر ہوئی۔ یہ اہلِ دل لوگوں کا مقولہ ہے ؎

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند   روز و شب در بق بق و در زق زق اند

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں۔عین زوال اس بات کا نام ہے کہ انا (مَیں) نہ کہہ سکے۔خواجہ ناصرالدین عبداللہ نے جہاں پر فرمایا ہے۔ وہاں پر اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انا الحق کہنا آسان ہے۔لیکن انا (مَیں) کو دور کرنا مشکل ہے۔ اور زوال کی علامت یہ ہے کہ اپنی صفات میں سے کسی ایک کی طرف خیال کرے +

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ صوفی کو ظاہر ہونے سے پرہیز ہونی چاہیئے اور خلوت کی طرف راغب ہونا چاہیئے ؎

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است   زانکہ در خلوت صفاہائے دل است

یاقوت ۔مندرجہ ذیل شعر کے معنوں میں سالک کو ابتدا میں حضور قلبی کے احوال از حق ہوتے ہیں۔پس اس وقت سے فرضوں اور مؤکدہ سنتوں پر اکتفا کر کے اسی میں مشغول رہنا چاہیئے تلاوت اور نفل ایمانات سے ہیں۔ انا کو ترک کر دے تاکہ حضوری میں فتور واقع نہ ہو ؎

عیب تو بمقدار دقایر گندا زبال   ہر پری دکہ شگفتہ دایم تو باشد

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ نماز تمام عبادات کی جامع اور تمام طاعتوں پر حاوی ہے جو دیدار کی دولت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات حاصل ہوئی۔ وہی دنیا میں آکر نماز میں حاصل ہوئی۔ اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے الصّلوٰۃ معراج المؤمنین (نماز ہی مومنوں کا معراج ہے)۔ اور اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ خیر اقرب ما یکون العبد من اللہ فی الصلوٰۃ (سب سے اچھا نزدیک بندہ اللہ تعالےٰ کا نماز میں ہوتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین کو کمال تابعداری اور اخلاص کے سبب جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دولت عظمےٰ کا کامل حصہ عطا فرمایا ہے ❖

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ طریقہ مجددیہ میں فیض کے چار دریا ہیں۔ دو نقشبندی نسبت کے، ایک قادری کا۔ اور ایک چشتیہ اور سہروردیہ کا۔ یعنی نقشبندیہ نسبت سب پر غالب ہے۔ اس سے کم قادریہ اور اس سے کم چشتیہ اور سہروردیہ ہیں ❖

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ طریقت کا کفر اس بات کا نام ہے کہ امتیاز اُٹھ جائے۔ اور غیرت نہ رہے۔ اور سوائے اُس ذات پاک کے اور کچھ نظر نہ آئے۔ منصور حلاج فرماتے ہیں کفرت بدین اللہ والکفر واجب لدیّ وعند المسلمین قبیحٌ (میں نے اللہ تعالےٰ کے دین میں کفر کیا۔ اور کفر میرے نزدیک واجب ہے۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک بُرا ہے) ❖

یاقوت ۔آپ فرماتے ہیں کہ ایمان کی تین قسمیں ہیں :۔

اول عام جیسے مومنوں کا ایمان غیب پر۔ بن دیکھے راغب ہیں ❖

دوم خاص مومنوں کا ایمان، جسے ایمان شہودی بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ انہیں دنیا میں رویت نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی رویت کی طرح ہے ❖

سوم اخص الخاص، جو شہود کے مرتبے سے بھی بلند ہے۔ ایسے لوگ وصال کی کمالیت کو بھی پہنچ گئے ہیں۔ ان کا ایمان بھی غیبی ایمان کے رنگ میں ہو گیا ہے۔ کیونکہ کمال اتصال میں مشاہدہ کی گنجائش نہیں رہتی، جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ پیٹھ پیچھے رکھے، تو غیب ہے۔ اور سامنے لاکر دیکھے، تو مشاہدہ ہے۔ لیکن جب آنکھ کی پُتلی کے ساتھ ملا دے۔ تو پھر غیب ہو جاتا ہے۔ پس مرتبہ وصل میں بھی غیب تحقیق ہو گیا۔ اور یہی وجہ ہے۔ اخص الخواص عوام کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ انما انا بشر مثلکم

(میں بھی تم جیسا انسان ہی ہوں) انہیں معنوں کی طرف اشارہ ہے۔

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص جہان بھر کا مخدوم بننا چاہتا ہے اپنے پیرو مرشد کی خدمت اختیار کرنی چاہیئے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

خدمت ہی ہے کہ ادنے مرتبہ سے اعلےٰ مرتبہ کو پہنچا دیتی ہے اور خاک کی پستی سے فلک الافلاک کی بلندی تک ترقی بخشتی ہے ؎

خدمت ترا بکنگرۂ کبریا کشد

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا بڑھاپے کا زمانہ آگیا ہے۔ اور کمزوری اور ضعف قوت پر غالب آگیا ہے۔ اس لئے اذکار میں کم مشغول ہوا جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں جامع مسجد میں فقط حوض کا پانی پیکر دو سیپارے کلام اللہ پڑھا کرتا تھا۔ اور دس ہزار مرتبہ نفی اثبات کرتا تھا۔ اور نسبت اس قدر زور سے ظاہر ہوتی تھی کہ ساری جامع مسجد مجھے نور سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ اور جس کوچے سے میرا گذر ہوتا۔ وہ برکتوں سے پُر ہوجاتا۔ اور جس مزار پر میں جاتا۔ صاحب مزار کی نسبت معدوم ہوجاتی اور میری نسبت غالب آجاتی۔ تب میں اپنی نسبت کا خیال نہ کرکے اس بزرگ کا آداب بجا لاتا۔

یاقوت ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے تئیں بانسری کی طرح خیال کرتا ہوں۔ جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے ؎

او بجز نائے و ما جز او نئیم		او دمے با ما و ما بے او نئیم
نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند		فی الحقیقت از دم نائی کند

اور نیز فرماتے ہیں کہ ؎

زنا توانئے خود ایں قدر خبر دارم
کہ از خلش نتوانم کہ دیدہ بردارم

جوہر پنجم

آنجناب علیہ الرحمۃ کے مکاشفات

مکاشفہ ۔ ایک روز پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شوق میں اس قدر آہ وزاری کی کہ خاک پر لوٹنے کی نوبت آگئی ۔ اس عمل میں جو ظاہر ہیں منع ہے ۔ دل میں بھی تاریکی سی آگئی ۔ اتفاقاً اونگھ جو آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرو ُرح اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیر ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص تھے ، آکر مجھے فرماتے ہیں کہ جناب سیدالانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے منتظر ہیں ۔ مَیں بھی بڑے شوق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُٹھ کر میرے گلے ملے ۔ مَیں نے دیکھا کہ گلے ملتے تک تو آنحضرتؐ کی شکل و صورت تھی ۔ لیکن بعد میں وہ شکل حضرت سید میر کلاں کی سی ہوگئی ۔

مکاشفہ ۔ ایک روز مَیں عشا کی نماز کے پہلے ہی سو گیا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ہیں ۔ اور مجھے عشا سے پہلے سو جانے سے منع فرماتے ہیں ۔ بلکہ آپ نے ایسا کرنے والے کے لئے خوف بھی دلایا ۔

مکاشفہ ۔ ایک مرتبہ مَیں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعی دیکھا ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا من راٰنی فقد رای الحق (جس نے مجھے دیکھا گویا اُس نے خدا کو دیکھا) آپ ہی کی حدیث ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک یہ میری ہی حدیث ہے ۔

مکاشفہ ۔ مَیں ہمیشہ تسبیح و تحمید پڑھ کر اس کا ثواب سیدالمرسلین کی رُوح پاک کو بخشا کرتا تھا ۔ ایک مرتبہ بھُول کر مجھ سے ترک ہوگئی ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے ڈر ۔ جس کے دل میں ہماری محبت ہے وہ دوزخ کی آگ میں نہیں ڈالا جائیگا ۔

مکاشفہ ۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لاکر

فرماتے ہیں کہ تمہارا نام عبداللہ بھی ہے اور عبدالمومن بھی +

مکاشفہ - ایک مرتبہ مَیں نے دیکھا کہ میرے چہرے کا گوشت دو اُنگل کے قریب حضرت سُلطان المشائخ کے گوشت مُبارک کا سا ہو گیا ہے - اور بدنما معلوم ہوتا ہے +

مکاشفہ - مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا پیراہن لاکر کہتا ہے کہ کیا تو اسے پہچان سکتا ہے - مَیں نے کہا - اے شخص میرے پیر حضرت مرزا صاحب ہی ہیں - اور مَیں نے اس میں بہت مبالغہ کیا +

مکاشفہ - ایک روز مَیں نے ایک تو سُلطان المشائخ کو اور دوسرے حضرت مرزا صاحبؒ کو دیکھا - کسی نے حضرت سُلطان المشائخ کی قبر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ تیرے پیر کی قبر ہے - لیکن مَیں نے حضرت مرزا صاحب رحؒ کے مزار پُرانوار کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میرے پیر کی قبر یہ ہے +

مکاشفہ - ایک روز مَیں نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاکر فرماتے ہیں کہ تو ہمارا خلیفہ ہے - مَیں تواضع سے پیش آیا +

مکاشفہ - ایک مرتبہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے ہیں اور میرے لباس میں آ گئے ہیں +

مکاشفہ - ایک مرتبہ مَیں نے دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں - مَیں نے اُن سے نام دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ بہاؤالدین مبارک +

مکاشفہ - ایک مرتبہ مَیں نے دیکھا کہ کسی شخص نے مجھے خلعت عنایت فرمائی ہے - اور نیز فرمایا ہے کہ یہ خلعت حضرت غوث الثقلین نے تجھے عنایت کی ہے - جس کے پہننے سے میرے باطنی احوال میں ایک خاص قسم کی کیفیت آ گئی اور روشنی پیدا ہوئی +

مکاشفہ - ایک مرتبہ میں مراقبہ کر رہا تھا تو آواز آئی کہ سب پیر تجھ سے خوش ہیں - اور غوث الاعظم ان سب سے بڑھ کر تجھ پر راضی ہیں +

مکاشفہ - ایک روز مَیں نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ توجہ فرمائیں - مَیں نے دیکھا کہ فی الواقعہ حضرت خواجہ صاحبؒ مزار سے باہر تشریف لاکر میرے لئے دُعا کر رہے ہیں - اور مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں - گرمی کا موسم تھا - اور دھوپ بہت تیز پڑ رہی تھی - اس لئے مَیں بہت تھوڑی دیر بیٹھ کر اُٹھ کھڑا ہوا

اب تک میرے دل میں حسرت ہے کہ کیوں دیر تک نہ بیٹھا رہا۔ اس توجہ کا اثر مجھ میں ایسا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا ✤

مکاشفہ - ایک روز میں نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر عرض کی کہ شیئاً للہ شیئاً للہ۔ تو دیکھا کہ ایک حوض صاف پانی کا بھرا ہوا ہے جس کے کنارے سے مجھ کو بشارت دی گئی کہ تیرا سینہ تجلیات کے انوار سے اس قدر بھرا ہوا ہے کہ اس میں کسی اور نور کی گنجائش نہیں ✤

مکاشفہ - ایک روز مجھے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ پر کہا گیا، کہ احمدی تمام کمالات تجھے حاصل ہیں۔ میں نے عرض کی کہ آپ اپنی نسبت مجھے عطا فرمائیں۔ آپ نے توجہ کی۔ اور مجھے اپنی نسبت سے محظوظ فرمایا۔ میں نے اُس کے آثار اپنے آپ میں دیکھ لئے۔ اور مشاہدہ کر لیا کہ آپ کا منور چہرہ میری صورت کا ہو گیا۔ اور میری شکل آپ کی سی ہو گئی ✤

مکاشفہ - ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیٹھا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤں۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جاؤ کیا مضائقہ ہے۔ میں خوشحال ہو کر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت سے مشرف ہوا ✤

مکاشفہ - ایک مرتبہ بلند سیر والے عارف اور قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ عبادت کثرت سے کرو کہ اس راہ میں عبادت کرنی چاہیئے تاکہ تصرف کا دروازہ کھُل جاوے ✤

مکاشفہ - ایک روز میرا دماغ ایسا معطر ہوا کہ میں مدہوش ہو گیا۔ اور تمام مکان بھی خوشبودار ہو گیا۔ اس وقت میں نے آنکھ کھول کر اوپر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ میرے سر پر کوئی منور چیز جلوہ نما ہے۔ اور اس کے پاس ہی ایک بزرگ ہے۔ جس سے نور کی کرنیں نکل رہی ہیں۔ اور جو فیض اور برکات کے زیور سے آراستہ ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ کون ہے۔ لیکن مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ نہ کیا گیا۔ اور نہ اس کے نام و نشان کی مجھے اطلاع ہوئی۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یا تو حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُر فتوح ہے یا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی رُوح مُبارک ہے ✤

مکاشفہ۔ ایک روز خانقاہ کے درویشوں میں لفظی نزاع واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی رُوح مبارک تشریف لائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص خانقاہ پر قبضہ کرے۔ اُسے باہر نکال دو ❖

مکاشفہ۔ ایک مرتبہ مَیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر گیا ہوا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب نے مزار سے نکلکر سارے حلقے کا احاطہ کر لیا ہے ❖

مکاشفہ۔ ایک مرتبہ مَیں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ جناب حضرت سیّدۃ النساء و بتول زہرا رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف فرما ہوئی ہیں اور فرماتی ہیں کہ مَیں تیری خاطر زندہ ہوئی ہوں ❖

مکاشفہ۔ ایک روز مَیں نے کسی کے گھر کا کھانا کھایا تھا۔ تو میرے پیرو مرشد نے فرمایا کہ ہر کس و ناکس کے گھر کا کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ کھانے میں بڑی احتیاط کرنی چاہئے اور یہ درویش کے لئے بڑی ضروری بات ہے ❖

مکاشفہ۔ ایک روز مَیں حضرت سلطان المشائخ کی قبر مبارک پر گیا ہُوا تھا آپ مزار سے باہر نکل آئے۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے بدن پر آپ توجہ فرمائیں۔ ابھی بدن کا لفظ پُورا بھی نہیں کہنے پایا تھا کہ صرف ب اور د کہا تھا کہ بڑی طاقت سے توجہ فرمائی ❖

جوہر ششم

آنجناب علیہ الرحمۃ کے الہامات

آپ فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات مجھے غیب سے آواز آتی ہے۔ اور کبھی فرشتوں کے دیئے۔ اور کبھی مجھے پیران کرام کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اور کبھی جناب حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے آواز آتی ہے ❖

الہام۔ ایک روز مَیں نے مکان کی فراخی کے لئے دُعا کی۔ تو آواز آئی کہ

جب تک تیرا بال بچہ نہ ہوگا تجھے وسیع مکان کی کیا ضرورت ہے۔ فی الحال تجھے رہنے کیلئے یہی کافی ہے +

الہام ۔ مَیں نے اللہ تعالےٰ سے ہمسایہ کا مکان لینے کے لئے دُعا کی۔ تو مجھے معلوم ہُوا کہ تو ہمسایہ کو کیوں تکلیف دیتا ہے۔ اور مکان سے باہر نکالتا ہے +

الہام ۔ مجھے زبانی معلوم ہُوا کہ تجھ سے طریقہ جاری ہوتا ہے +

الہام ۔ ایک روز میں حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ کے لئے ذرا ہی اُٹھا تھا کہ مجھے الہام ہُوا کہ تیرا یہیں رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ خلقت کے لئے تو باعث شفقت ہے +

الہام ۔ ایک روز مَیں نے کہا یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ آواز آئی کہ یا ارحم الراحمین شیئاً للہ +

الہام ۔ ایک بار مجھے الہام ہُوا کہ حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفوں کو دکن بھیجا ہے۔ تم اپنے خلیفوں کو کابل اور بخارا بھیجو +

الہام ۔ ایک رات مَیں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آواز آئی۔ لبیک۔ مَیں حاضر ہوں +

الہام ۔ ایک مرتبہ مجھے رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خوشخبری دی کہ تو عبدالمومن ہے +

جوہر ہشتم

آنجناب علیہ الرحمۃ کی کرامات اور خرق عادات کا بیان

سالکان الٰہی اور فیض نامتناہی کے طالبوں پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ کوئی کرامت یا خرق عادت اللہ تعالےٰ کی محبت اور حضرت سید الانبیا علیہ وعلیٰ [illegible] الصلوٰۃ والبرکات کی تابعداری کے برابر نہیں۔ اور یہ دونوں باتیں جناب [illegible] کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اور سب سے بڑی کرامت اور افضل خرق عادت [illegible]

کے باطن میں تصرف کیا جائے۔ اور فیض اور برکتوں کا ان کے باطن میں القا کیا جائے۔ سو یہ باتیں جناب سے اس قدر ظہور میں آئی ہیں کہ اگر لکھی جائیں، تو ان کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ ہزاروں ارادتمندوں کے دلوں کو ذاکر بنایا۔ اور سینکڑوں کو جذبات اور واردات الٰہیہ تک پہنچایا۔ اور بہتیروں کو اعلےٰ مقامات اور حالات تک پہنچایا۔ پوشیدہ چیزوں پر تصرف کرنا۔ اور غیب کی خبر دینا یہ دونوں الہام الٰہی سے کئے۔ اور لوگوں کی حاجتیں اور مشکلات آپ کی دُعا سے حل ہوئیں۔ اور اکثر لوگوں کے کام محض آپ کی دُعا سے سرانجام پاتے۔ اور اُن کی عقدہ کشائی ہوتی۔ بارہا آپ کے فرمان کے مطابق ظہور میں آیا۔ واقعی آپ اس شعر کے مصداق تھے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آنجناب کا کرامت نشان کلام سراسر الہام تھا۔ اولیاء اللہ کے خوارق، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کا پرتو ہیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر آپ سے طریقہ اخذ کیا۔ اور حضوری سے شرفیاب ہوئے۔ اور عالی مقامات کو پہنچ کر اپنے وطنوں کو چلے گئے۔ باوجود طالبوں کی کثرت کے ہر ایک کی طرف متوجہ ہوکر ایک مقام سے دوسرے مقام میں اور ایک حال سے دوسرے حال میں پہنچاتے تھے۔ اور آپ کی توجہ سے سالوں کے کام دنوں میں مکمل ہو جایا کرتے تھے۔ بہت سے بدکار اور زناکار آپ کی توجہ کرنے سے توبہ کرکے سیدھے راہ پر آئے۔ اور بعض کافر آپ کی معمولی توجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کرامت ۔ ایک روز ایک برہمن کا لڑکا جو نہایت حسین اور خوب صورت تھا آپ کی مجلس شریف میں آیا۔ سب اہل مجلس اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے بھی اس پر توجہ فرمائی۔ تو اس نے فوراً جنیئو توڑ ڈالا۔ اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور ایمان کی خلعت پہنکر کلمہ شہادت کے زیور سے آراستہ ہوا۔ اور حُسن کو اسلامی نور سے جلا دیکر اُٹھا ؎

بنشیں بگدایان [illegible] نشست با این طائفہ شاہے شدہ برخاست

کرامت ۔ [illegible] اللہ صاحب جو آپ کے خادم تھے۔ ایک روز پسلی کی درد سے سخت لاچار ہوئے۔ آنجناب نے اپنا دست مبارک پسلی پر رکھا۔ اور دُعا کی

تو مولوی صاحب کو فوراً آرام ہوگیا ✦

کرامت - ایک دفعہ آپ نے چلتی کشتی پر توجہ فرمائی - تو وہ ٹھیر گئی ✦

کرامت - آنجناب کے بڑے دوست میاں احمد یار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں تجارت کے لئے جارہا تھا کہ اثنائے راہ میں جنگل میں مَیں نے آنجناب کو دیکھا کہ تشریف لاکر میری بہلی کے پاس کھڑے ہوکر مجھے فرماتے ہیں کہ بہلی کو تیز کرلو - اور دوڑاؤ - اور اس قافلے سے جدا ہوجاؤ - کیونکہ ڈاکو اس قافلے کو لوٹ لینگے - یہ بات فرما کر نظر سے غائب ہوگئے - مَیں بہلی دوڑا کر قافلے سے الگ ہوگیا - قضائے الٰہی سے سارے قافلے کو لٹیروں نے لوٹ لیا - اور مَیں خیر و عافیت سے منزل مقصود پر پہنچگیا ✦

کرامت - آپ کے مخلص میاں زلف شاہ اوائل حال میں جب کہ آپ کی خدمت سے مشرف نہ ہوئے تھے - آنجناب کا نام سُنکر اپنے وطن سے بیعت کا ارادہ کرکے روانہ ہوئے - راستے میں ایک بیابان میں رستہ بھول گئے - اتفاقاً ایک بزرگ نے میاں زلف شاہ کا ہاتھ پکڑ کر سیدھی راہ پر لاکھڑا کیا - میاں زلف شاہ نے اس بزرگ سے نام پوچھا - تو آپ نے فرمایا کہ مَیں وہی شخص ہوں جس کی توجہ اور بیعت کے لئے تو جارہا ہے - دو مرتبہ زلف شاہ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ✦

کرامت - ایک مرتبہ آنجناب کے چند خلیفے دُور کی راہ آپ کی خدمت آرہے تھے - اثنائے راہ میں اُنہوں نے کہا کہ آنجناب کا معمول ہے کہ آپ کی قدمبوسی کرتے وقت کچھ بطور تبرک عنایت فرمایا کرتے ہیں - ایک نے کہا مجھے اس مرتبہ مصلّٰے کی خواہش ہے - دوسرے نے کہا - مَیں کلاہ چاہتا ہوں - تیسرے نے کہا - مَیں عصا چاہتا ہوں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے - تو آپ نے ہر ایک کو اُن کے حسب منشا یہ چیزیں عنایت فرمائیں - اور ایسے واقعات آنجناب سے بارہا ظہور میں آئے - اور خطرات قلبی کے موافق ارشاد فرمایا کرتے تھے ✦

کرامت - ایک روز آنجناب حکیم نامدار خاں کی بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے گئے تھے - اور مَیں بھی ہمراہ تھا - وہ مریض جانکنی کی حالت میں آنکھیں بند کئے بیہوش پڑا تھا - اُس کے رشتہ داروں نے آپ سے سلب مرض کے لئے التماس کی - آنحضرت نے ایک لمحہ اُس کی طرف توجہ فرمائی - تو اُس نے ہوش میں آکر آنکھیں کھولیں - اور بہت سی

باتیں عرض کیں۔ جونہی کہ آپ نے گھر سے قدم باہر رکھا، اُسی وقت مر گیا +

کرامت ۔ ایک سوداگر کابل سے ہندوستان آ رہا تھا۔ دریائے اٹک میں اس کا اونٹ مع اسباب غرق ہوگیا۔ اُس نے کہا۔ اگر (اونٹ) مع اسباب سلامت بچ نکلے۔ تو مَیں ایک روٹی آپ کی نیاز دونگا۔ حکم الٰہی سے وہ دریا سے سلامت نکل آیا۔ جب وہ سوداگر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے نیاز دی تھی +

کرامت ۔ میاں احمد یار صاحب کے چچا کو بادشاہ نے روپیوں کے عوض قید کر دیا اس لئے میاں احمد یار صاحب روتے ہوئے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمی جمع ہو کر قلعہ میں جاؤ۔ اور اُسے چھڑا لاؤ۔ میاں احمد یار نے عرض کی کہ قلعہ کے دروازے پر چوکی بیٹھی ہے۔ اور پلٹن کے سپاہی نگہبانی کر رہے ہیں۔ ہم کس طرح آ جا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں اس سے کیا واسطہ، تم میرے کہنے کے مطابق کرو جب وہ گئے تو پہرہ والوں میں سے کسی نے انہیں نہ دیکھا کہ کون آدمی ہیں اور کہاں جا رہے ہیں آخر اُسے قید سے چھڑا لائے اور کسی نے بھی نہ روکا +

کرامت ۔ مولوی فضل امام کا لڑکا بیمار ہُوا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب تشریف لائے ہیں۔ اور کوئی چیز پلائی ہے۔ جب صبح ہوئی۔ تو اُسے شفا حاصل ہوگئی اور آنجناب کی خدمت میں کچھ روپے لیکر حاضر ہُوا۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ شکرانہ ہے +

کرامت ۔ ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا لڑکا دو مہینے سے گم ہے۔ آپ توجہ فرمائیں کہ آ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا تو تیرے گھر میں ہے وہ شخص بہت حیران ہُوا کہ مَیں ابھی تو گھر سے آ رہا ہوں۔ اس وقت تو نہیں تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ گھر میں ہے۔ غرض آپ کے فرمان کے مطابق جب وہ گھر پہنچا۔ تو لڑکے کو بیٹھا پایا +

کرامت ۔ ایک عورت نے آکر عرض کی کہ میرا لڑکا سپاہ میں نوکر تھا۔ نوکری چھوڑ لنگوٹی باندھ ملنگ ہوگیا ہے۔ اور بھنگ پیتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ بیٹھ جا جب وہ بیٹھ گئی تو ذکر کے تمام لطیفے اُس کے جاری ہوگئے۔ پھر اُس کے بیٹے کی طرف توجہ کی۔

تو وہ بھی ملنگ پن چھوڑ کر راہ راست پر آ گیا +

کرامت ۔ غریب اللہ نام سقا آپ کے زیر سایہ آپ کا ہمسایہ تھا ۔ ایک روز ماری تپ کے اس کی حالت نزع کی سی ہو گئی ۔ آخر اس کے رشتہ داروں نے آنجناب سے التماس کی ۔ آپ تشریف لے گئے ۔ اور توجہ فرمائی ۔ وہ عنایت الٰہی سے بالکل تندرست ہو گیا +

جوہر ہشتم

آنجناب کی تحریرات کے بارے میں

اس رسالے کا نام ایضاح الطّریقۃ ہے ۔ جس میں حضرات مجددیہ
...ہم اجمعین کے خاندان میں بیعت اور ارادت
کرنے کا بیان ہے

...بعد فقیر عبداللہ عرف بہ غلام علی عفی عنہ عرض پرداز ہے
...کہ مجھ پر عنایت الٰہی کی ہدایت ہوئی ۔ اور مجھے فرید زماں وحید دوران
...السنۃ نبویہ ۔ قیم الطریقۃ الاحمدیہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں
قدس سرہ ... ت میں پہنچایا ۔ اور میں آنجناب کی ارادت اور بیعت سے مستفید اور مشرف ہوا ۔ اور آنجناب نے خاندان قادریہ میں میری بیعت کی +

اگرچہ آنجناب نقشبندیہ مجددیہ کا القا اور افادہ فرمایا کرتے تھے ۔ یہ نسبت آنجناب نے سید السادات سید نور محمد بدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ۔ اور انہوں نے شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خلف الصدق عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم قدس سرہ سے حاصل کی تھی ۔ لیکن طریقہ قادریہ کی اجازت جناب کو حضرت **غوث الثقلین** رضی اللہ عنہ کی روح پُرفتوح سے حاصل تھی +

آپ فرماتے ہیں حضرت سید کے انتقال کے بعد میں نے شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ اٹھایا ۔ اور خازن الرحمۃ حضرت محمد سعید قدس سرہ کے سجادہ نشین ہدایت فرما دلیل الرحمان حضرت شیخ عبدالاحد کے خلیفہ تھے +

ALI SHAH

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت شیخ کی خدمت میں خاندان قادریہ کی اجازت کے لئے عرض کی، تو آپ نے قبول فرمائی۔ اور مجھ پر توجہ فرمائی جس سے مجھے غیبت واقع ہوئی۔ اس غیبت میں مَیں رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہُوا۔ اور دیکھا کہ شیخ صاحب مجھے اجازت دینے کے لئے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں عرض کرو۔ پھر شیخ صاحب نے حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں عرض کی تو قبول ہو گئی۔ اور اپنے خادم کو تبرک عطا کرنے کے لئے خرقہ کی اجازت دی۔ خادم نے ایک بیش قیمت ریشمی کپڑا لا کر میری گردن پر رکھ دیا۔ میرے باطن میں عجیب برکت اور کیفیت طاری ہوئی جو ٹھیک بیان نہیں ہوسکتی +

اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حُکم سے غَیبت میں مجھے افاقہ ہُوا۔ تو حضرت شیخ صاحب نے مجھے مبارکباد دی۔ اور فرمایا کہ قادریہ نسبت کے انوار اِس خاندان میں مشائخ کرام سے بطور ورثہ چلے آتے ہیں۔ اس اجازت کے حاصل کر لینے سے زیادہ ہو گئے ہیں +

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کی جناب سے چشتیہ نسبت بھی مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اس نسبت شریفہ کی کیفیت کبھی کبھی نمودار ہوتی ہے۔ اور شوق اور سوزش جو اس خاندان کے لئے لازم ہے، کبھی کبھی دل کو ہلاتی ہے۔ اس وقت دل سماع کی طرف مائل ہوتا ہے اور رونا آتا ہے ؎

برسرِ بازارِ صرّافانِ عشق
زیرِ ہر دارے دکانے دیگر است

آنجناب میں نقشبندی۔ مجدّدی۔ قادری۔ چشتی۔ تمام نسبتیں پائی جاتی تھیں۔ لیکن مجددیہ بزرگ آپ پر غالب تھے۔ اور خاندان نقشبندیہ کے آداب اور اس طریقہ شریفہ کے اشغال اور اذکار کو ملحوظ رکھا کرتے تھے۔ اور بہت سی خلقت آپ کے فیوض اور برکات سے بہرہ مند ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کے خلیفے اور آپ کے خلیفوں کے خلیفے لوگوں کو راہ حق کی رہنمائی کرتے ہیں +

مَیں نے بھی آنجناب سے باطنی ذکر اور شغل حاصل کیا۔ اور اسی طریقہ پر کاربند ہو کر

پندرہ سال تک صحبتِ ذکر۔ حلقہ۔ توجہ اور مراقبے کے انوار حاصل کئے۔ اور جناب کی رُوح افزا توجہات سے اس طریقہ عالیہ کے حالات اور واردات کو پہنچا۔ اور اسکی اصطلاحات اور کیفیات کی وجدان اور ادراک حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ؛

ان دنوں جب کہ ۱۲۱۲ھ ہجری ہے۔ بعض عزیزوں کی التماس کے مطابق حضرت خواجگان نقشبندیہ اور اکابر مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلام مبارک سے چیدہ چیدہ کلام جمع کئے ہیں اور یہ تحریر و تقریر اور یہ فائدے اور برکتیں سب آنجناب کی صحبت بابرکت کا نتیجہ ہیں۔ نہیں تو مجھ بے سروسامان کو کہاں طاقت کہ بزرگوں کے مقولوں کے بارے میں کچھ کہہ سکے ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

فصل

واضح رہے کہ مجددی طریقہ نقشبندیہ طریقہ کے اصولوں پر مبنی ہے۔ اور وہ اصول یہ ہیں :۔

وقوفِ قلبی۔ مبدء فیاض کی طرف توجہ۔ خطرات کی نگہداشت۔ ہمیشہ کا ذکر۔ ان میں شیخ کی صحبت کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک مقام میں فیض کے وارد ہونے اور اس کے نکلنے کی جگہ دکھاتا ہے۔ اَذکار اور اشغال پر کاربند رہتے ہیں۔ لیکن اس بزرگ خاندان کے مقامات اور اصطلاحات کچھ اَور ہی چیز ہیں۔ جو انشاء اللہ اس مختصر رسالے میں درج کی جائینگی ؛

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہ سب کچھ بندہ کو اپنے پیر دستگیر، احمدی طریقے کو قائم رکھنے والے۔ اور نبوی سنتوں کو زندہ کرنے والے کے وسیلہ سے حاصل ہوا۔ اور آپ کے سلوک کی نہایت کو پہنچا۔ ان مقامات کا تھوڑا سا حصّہ کیا ہے۔ اور ان فیض اور برکتوں کا منبع کون سا دریا ہے ؎

آنچہ پیش تو بیش ازیں راہ نیست
غایتِ فہم تست اللہ دیگر نیست ؛

اور نیز فرماتے ہیں کہ اس شریف طریقہ کا ماحصل اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں ہمیشہ

حضوری اور ہمیشہ کی آگاہی۔ اہل سُنّت وجماعت کے موافق صحیح عقیدوں کو لازم جاننا۔ اور نبویؐ سنتوں کی پیروی کرنا ہے۔ اور جس میں یہ تینوں نہیں پائی جاتیں، وہ ہمارے طریقہ سے باہر ہے۔ نعوذ باللہ منہا ✤

اس حالت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ میں احسان کہتے ہیں۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں شہود ومشاہدہ۔ یادداشت اور عین الیقین کہتے ہیں۔ اور اس دولت کے حاصل کرنے کے لئے جو اس عبودیت کی محبت کا سرمایہ ہے۔ تین طریقے مقرر کئے ہیں:۔

اوّل۔ دوام ذکر۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں ✤

اوّل۔ اسم ذات کا ذکر۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو سے لگائے اور دل کی زبان سے جس کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے قریب ہے اللہ کا اسم مبارک کہے۔ اور اس کے مفہوم کا لحاظ رکھے کہ وہ ایک ایسی ذات ہے جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بُری صفات سے پاک ہے۔ جس پر ایمان لائے ہیں۔ اس لحاظ کو "پرداخت وجود ذہنی" کہتے ہیں ✤

احتیاط رہے کہ ذکر کرتے وقت زبان یا بدن میں حرکت پیدا نہ ہو۔ اور ہر وقت اس ذکر میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ دل جاری ہو جائے ✤

اس کے بعد لطیفہ رُوح جو دائیں پستان کے نیچے واقع ہے ذکر کرے ✤

پھر لطیفہ سرّ جس کا مقام دائیں پستان کے مقابل سینے سے دو انگل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سینے کے وسط کی طرف مائل ہے۔ ذکر کرے ✤

پھر لطیفہ اخفےٰ جس کا مقام سینے کے وسط میں ہے۔ ذکر کرے۔ یہاں تک کہ پانچوں لطیفے جاری ہو جائیں ✤

بعد ازاں لطیفہ نفس جس کا مقام پیشانی کے وسط میں ہے۔ ذکر کرے۔ اور نیز لطیفہ قالبیہ میں بھی ذکر کرے ✤

دوم۔ ذکر نفی واثبات۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے دم کو ناف کے نیچے روکے۔ پھر زبان تالو سے لگائے۔ اور خیال کی زبان سے کلمہ لا کو ناف سے شروع کر کے دماغ تک پہنچائے۔ اور اِلٰہ کو دائیں کندھے پر نیچے لائے۔ اور

الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ اس طرز پر کہ اس ذکر کا اثر پانچوں لطیفوں پر پہنچے۔ اور محمد رسول اللہ سانس چھوڑتے وقت خیال میں کہے +

اس ذکر میں بھی معنوں کا خیال رکھنا ضروری شرط ہے۔ اور وہ معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے۔ چونکہ لفظ کے لئے معنی ضروری ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کوئی لفظ بغیر معنوں کے خیال نہیں کیا جا سکتا۔ اور نیز اس ذکر میں نفی کے وقت اپنے وجود اور تمام مخلوقات کی نفی کرنی چاہئے۔ اور اثبات کے وقت ذات حق کا اثبات ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اگرچہ نفی تمام مقصودات کے متعلق ہے لیکن اس کا لحاظ ضروری امر ہے +

نیز مندرجہ بالا دونوں ذکروں میں ایک ضروری شرط یہ ہے کہ ذکر کر چکنے کے بعد دلی زبان سے کمال خاکساری اور نیاز مندی کے ساتھ مناجات اور التجا کرے کہ :-

اے پروردگار! تو ہی میرا مقصود ہے۔ تو ہی میری رضا ہے۔ میں نے دنیا اور عاقبت کو چھوڑا۔ دونوں جہانوں کو ملا کر کہے۔ اور اسے لازم جانتے کہ میں نے تیری معرفت اور محبت کی خاطر دنیا اور آخرت کو ترک کیا۔ تو مجھے اپنی محبت اور معرفت عنایت کر + اور نیز اس میں قلبی توجہ بھی ضروری شرط ہے +

واضح ہے کہ دل کی صنوبری شکل کا تصور اسم ذات کے نقش کے ساتھ کر لے اس توجہ کا نام وقوف قلبی ہے۔ اور یہ توجہ ضرب کے قایم مقام ہے۔ جو دوسرے طریقوں کے ذکر میں جاری ہے +

ایک اور شرط یہ بھی ہے کہ ذات الٰہی کی طرف توجہ رکھے اور اوپر کی طرف دیکھے۔ اور فیض کے لئے متوجہ اور منتظر رہے۔ اوپر کی طرف کا مقرر کرنا صرف پاس ادب کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ سب چیزوں سے اعلےٰ ہے اور اوپر۔ بلکہ وقوف قلبی اور ذات الٰہی کی طرف توجہ کرنا۔ اس طریقہ عالیہ کے ارکان ہیں۔ اس واسطے کہ دو ارکان کے بغیر نسبت حضور کا حاصل ہونا محال ہے +

ایک اور شرط یہ ہے کہ دل کو خطرات اور وسوسوں سے محفوظ رکھا جائے جس وقت کوئی خطرہ یا وسوسہ دل میں آنے لگے۔ اور اسی وقت اس کی روک تھام کرنی چاہئے۔ تاکہ خطرات غلبہ نہ پائیں۔ اسی کو نگہداشت کہتے ہیں +

سانس کا بند کرنا اور روکنا ضروری شرط تو نہیں۔ لیکن ذکر کرتے وقت مفید ضرور ہے۔ اس سے حرارت قلبی۔ شوق قلبی۔ نفی خواطر۔ ذوق اور محبت حاصل ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ یہ کشف کے حاصل ہونے کا سبب ہو۔ نفی اور اثبات کے ذکر میں طاق عدد کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ اسی کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ اور یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے۔ اس واسطے کہ کیفیتیں۔ اسرار کا کھلنا۔ اور ان کا دریافت کرنا۔ سب اسی ذکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ ذکر یعنی نفی اثبات خضر علیہ السلام سے حبس دم کے ساتھ ماثور ہے پس اگر ایک دم میں اکیس مرتبہ نفی اثبات کرنے سے فائدہ معلوم نہ ہو۔ تو سمجھ لے کہ عمل میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ پھر نئے سرے سے شروع کرے۔ اور سب شرائط کا خیال رکھے ✣

دوسرا طریقہ مراقبہ ہے۔ مراقبہ کے معنی ہیں۔ دل کو خطرات سے محفوظ رکھنا۔ اور اس سے ذکر اور مرشد کے وسیلے بغیر فیض الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ ہر وقت بڑی عاجزی اور نیاز سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ یہاں تک کہ خطرات اور وسوسوں کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ پیدا ہو جائے اور اس توجہ میں ذات باریتعالیٰ کا لحاظ رکھنا ذکر کی اعلیٰ قسم ہے اور یہی سارے ذکروں کا مقصود ہے۔ اسی کو حضور اسم کہتے ہیں۔ اور یہی حصول مطلب کا وسیلہ ہے ✣

کہتے ہیں کہ جذب کے لئے مراقبہ نفی اثبات کی نسبت اچھا ہے۔ ہمیشہ مراقبہ میں رہنے سے وزارت کے مرتبے کو پہنچ سکتے ہیں۔ مراقبہ سے ملک ملکوت اور خواطر پر تصرف حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن مراقبے کا ملکہ ذکر کی کثرت اور صاحب جمعیت لوگوں کی صحبت کے بغیر مشکل ہے ✣

تیسرا طریقہ ۔صاحب کمال کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہئے جس کی توجہ اور اخلاص سے دل غفلت سے پاک ہو جائے۔ اور اس کی محبت کے جذبہ سے مشاہدہ الٰہی کے انوار دل پر چمکیں۔ ایسے شخص کے حضور میں بڑے ادب اور حیا سے بیٹھے۔ اور غیبت میں اس کے تصور میں فیضیاب ہوئے۔ داناؤں کا قول ہے کہ حکم کا ماننا تمام آداب سے بڑھ کر ہے۔ اور کوئی بے ادب خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ من ضیّع الادب الادنیٰ لم یصل الی الادب الاعلیٰ جس نے ادنیٰ ادب کو ضائع کیا۔ وہ کبھی اعلیٰ ادب کو نہیں پہنچ سکتا ✣

بزرگوں کا قول ہے کہ یہ طریقہ یعنی طریقہ صحبت ذکر اور مراقبہ کے طریقہ سے نہایت آسان اور سہل الحصول ہے۔ اور اس کو ذکر رابطہ کہتے ہیں ۔

پیر وہ شخص ہے۔ جس کا ظاہر سُنت نبوی کی پیروی سے آراستہ ہو۔ اور اس کا باطن ماسوے اللہ سے صاف۔ اور اس کی ہمت سے دل جناب الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہو۔ لیکن تاثیر کا ظاہر ہونا کوشش اور اخلاص پر منحصر ہے۔ اور آہستہ آہستہ یہ تاثیر زیادہ ہوتی ہے ؎

با ہر کہ نشینی و نشد جمع دلت ۔۔۔ وز تو نرہید زحمت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش ۔۔۔ ور نکند روح عزیزاں بحلت

تحصیل اور تاثیر ہونے کے لئے ضروری شرط دل جمعی اور جناب الٰہی میں توجہ کا ہونا ہے۔ اور بتدریج دلی جذبہ حاصل ہوتا ہے۔ جو پردوں کے پھٹنے کی علامت ہے گرمی اور حرارت کا ظاہر ہونا اگرچہ مفید اور ذوق کو بڑھانے والا ہے۔ لیکن شروع شروع میں یہ نہیں ہوتا ۔

واضح رہے کہ اس طریقہ شریفہ میں سب سے مفید اور معمولی بات یہ ہے کہ جب طالب دل کو مشغول کرنا چاہے۔ تو چند مرتبہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مَوت کو حاضر سمجھے پھر اُس درویش کی صُورت جس سے طریقہ اخذ کیا ہو اپنے دل کے قریب باادب بٹھائے تاکہ دلجمعی اور کیفیت پیدا ہو۔ پھر مع شرائط ذکر، ذکر میں مشغول ہو۔ پہلے اسم ذات جس سے حرارت اور شوق حاصل ہوتا ہے۔ پھر نفی اثبات۔ اگر دل پر نقش ہو جائے تو دم کو روکے بغیر ذکر کرے۔ اور ذکر یا مراقبہ کرتے وقت ذات حق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ بے توجہ کا ذکر یا مراقبہ محض وسوسہ ہے ۔

زبانی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہنا اگرچہ حضوری ملکہ حاصل ہونے کی ضروری شرط تو نہیں۔ تاہم مفید ضرور ہے۔ اس ذکر کو بھی کثرت سے کرنا چاہیے۔ کیونکہ دل کو بغیر ذکر کے نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ کسی وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے اور ذکر سے خالی نہ رہنے دے۔ لوگوں سے مُلاقات کرتے وقت اور مجلس میں بھی ذکر الٰہی کرتا رہے بیشک فیض الٰہی اچانک آتے ہیں۔ لیکن واقف دل پر آیا کرتے ہیں ؎

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی ۔۔۔ شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

اس حالت کو انجمن کہتے ہیں +
الصُّوفِی کَائِنٌ بَائِنٌ (صوفی وہ ہے جو محبت الٰہی میں موجود اور ماسوی اللہ سے بچا ہے) +

واضح رہے کہ ماسوے اللہ تعلق پیدا کرنا باطن میں فیض کے لئے سد راہ ہوتا ہے۔ اس لئے کلمہ لا سے اس کی نفی کرنی چاہیئے۔ مثلاً حسد کے دُور کرنے کے لئے **لَا اِلٰہَ** یعنی مجھ میں حسد نہیں ہے **اِلَّا اللہ** مگر اللہ کی محبت۔ اسی لحاظ سے کمال عجز و نیاز کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں کثرت سے نفی اور اثبات کرے۔ یہاں تک کہ وہ بُری خصلت اس سے دُور ہو جاسے۔ اسی طریق پر سب بُری خصلتوں کا قلع و قمع کرے۔ تاکہ تزکیہ اور تصفیہ حاصل ہو۔ اس قسم کی مشق وہ ذکر ہے۔ جس سے ظن دُور ہو جاتا ہے۔ اور فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ یہ ذکر ہی ہے جو خدا سے ملاتا ہے ؎

ذکر کن ذکر تا ترا جان است   پاکئے دل ز ذکر رحمان است

واذکروا اللہ لعلکم تفلحون (اللہ تعالٰے کو یاد کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو) جب کیفیت حاصل ہو جائے تو اس کیفیت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اور جب وہ کیفیت جاتی رہے۔ تو بار بار ذکر کرے۔ یہاں تک کہ وہی کیفیت اور حضوری کا ملکہ حاصل ہو جائے۔ جس وقت قبولیت الٰہی کا جذبہ ہو گا۔ تو فیض کی نسیم اور رحمانی خوشبودار ہوائیں چلینگی۔ اور کبھی کبھی فیض الٰہی کی واردات اچانک طور پر دلربائی کرینگی۔ اور غیبتی نمودار ہو گی۔ جب یہ اثر اور کیفیت ظاہر ہو۔ تو سمجھ لے کہ ہمیشہ کی حضوری اور فنا کے حاصل ہونے کی اُمید ہے ؎

وصلِ انعدام گر توانی کرد   کارِ مردانِ مردوانی کرد

ہمیشہ کی حضوری حاصل ہونے سے طالب کو ذکر کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اس سے پیشتر اس ذکر کی صورت معلوم ہوتی ہے نہ کہ حقیقت۔ اس حالت کو صوفیوں کی اصطلاح میں **اندراج نہایت در بدایت** کہتے ہیں +

طالب کو یہ بات اس طریقے میں ذکر اور شغل سے حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے طریقوں میں اس حالت کا حاصل ہونا مرشد کی توجہ پر منحصر ہے۔ کسی کو دیر سے کسی کو جلدی حاصل ہو جاتی ہے۔ قدما اس طریقہ عالیہ کے لطائف سے مراد حضوری کا غلبہ لیا کرتے تھے۔ اگر

حق حضور خلق کے برابر ہو تو اسے قلبی ذکر کہتے ہیں۔ اگر حضور حق حضور خلق پر غالب ہو۔ تو اُسے ذکر خفی کہتے ہیں ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

لیکن حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر ایک لطیفہ جُدا ہے اور ان میں سے ہر ایک سیر سلوک۔ فنا بقا۔ اور علوم و معارف جُدا جُدا ہیں۔ اس واسطے آنجناب راہ حق کے طالبوں کو لطیفوں کا سلوک اور تہذیب جُدا جُدا فرمایا کرتے تھے +

اور فرماتے ہیں کہ جس طریق کو ہم طے کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں فقط سات قدم ہیں ان میں سے پانچ تو عالم امر میں رکھے جاتے ہیں۔ اور دو عالم خلق میں۔ اور یہ دو قدم کہنا عالم امر اور عالم خلق کے لحاظ سے ہے۔ مگر آنجناب کے فرزندوں نے فنائے قلب حاصل ہو جانے کے بعد لطیفہ نفس کی تہذیب مقرر فرمائی ہے۔ کیونکہ قلب اور نفس کے سلوک میں ضمناً ان چاروں لطیفوں کی فنا اور بقا بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور آج کل بھی یہی معمول ہے کہ اہل طلب کو آرام نہیں۔ اور ایک کام درپیش ہے +

اور فرماتے ہیں کہ جب سالک اپنے دل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ پائے۔ تو یہ حالت دوام حضور (ہمیشہ کی حضوری) کہلاتی ہے۔ اگرچہ ہر وقت حضوری کا علم حاضر نہیں۔ جیسا کہ حضوری نفس کا علم کاموں میں مشغول ہوتے وقت کم ہوتا ہے۔ علم ہوتا بھی ہے۔ اور نہیں بھی ہوتا۔ لیکن جب قلبی کیفیتوں سے ہمیشہ کے لئے کوئی کیفیت یا ہمیشہ کی حاضری یا ہمیشہ کی نگرانی اور انتظار گویا کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جاگتے، سوتے بات کرتے اور ناراض ہوتے وقت ہر حالت میں دل کے لازم حال ہو۔ تو حضوری بے غیبت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی کو یادداشت کہتے ہیں۔ اس کے سوا سب گمان اور خیال ہے۔ اس حالت کو عین الیقین کہتے ہیں ؎

تا دوست بچشم سر نہ بینم ہر دم | از یاد طلب کجا نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتواں دید | آں ایشاں اند من چنینم ہر دم

اس رباعی سے مذکورہ بالا حال کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن حال کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور باطنی بصیرت کے مشاہدے میں فرق نہیں کر سکتے۔ نہیں تو

اللہ تعالےٰ کی رویت سر کی آنکھوں سے دنیا میں نہیں ہو سکتی +

بعد ازاں آپ مراقبہ معیت وھو معکم اینما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) او تہلیل زبانی کا ذکر فرماتے۔ یہ مراقبہ ولایت صغرےٰ میں کیا جاتا ہے۔ جو اولیا اللہ کی ولایت ہے۔ اس ولایت میں اسمائے الٰہی کی ولایت کی سیر ہوتی ہے۔ اور جذبے کے حاصل ہونے کا مقام ہے۔ اور یہیں جذبات۔ غلبات۔ نسبت۔ طپش۔ شوق۔ آہ۔ نعرہ۔ رقت۔ گریہ۔ ذوق۔ وصول۔ یافت مقصود۔ سلب نسبت کی دید۔ توحید فعلی تجلی حق مشہود۔ وحدت در کثرت۔ اور محبت اور وحشت کے اور حالات اور حیرت وغیرہ میسر ہوتے ہیں معیت اور احاطہ کی بھی سیر ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ بصرت کی آنکھیں دیکھنے والی ہوں۔ نہیں تو اپنے وجدان سے اللہ تعالےٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ان ولایت والوں سے پوشیدہ نہیں۔ یہ ولایت ثانیہ ہے جو خارجی طور پر انہیں حاصل ہے۔ نہ کہ فقط خیال ہی میں حاصل ہوتی ہے ؎

خواجہ پندارد کہ مراد در وصل است | حاصل خواجہ بجز پندار نیست

اور اس سے استغراق۔ سکر مستی۔ قطع علائق علمی اور حسی۔ ماسوے اللہ کو بھلا دینا۔ اور دل کی سلامتی ایسی حاصل ہوتی ہے کہ کسی قسم کا خطرہ دل میں آ ہی نہیں سکتا۔ اور فنائے قلب بھی جس سے مراد ماسوے اللہ سے ہمیشہ کے لئے بے شعور رہنا ہے، حاصل ہوتی ہے ؎

کہ بود خود خدا جدا ماندہ | من و تو رفتہ و خدا ماندہ

اقسامِ فنا

فنا کی چار قسمیں ہیں :۔

اول فنائے خلق۔ جس سے یہ مراد ہے کہ ماسوے اللہ سے امید اور خوف بالکل جاتا رہے +

دوم فنائے ہوا۔ یعنی دل میں بجز ذات مولےٰ اور کوئی خواہش نہ رہے +

سوم فنائے ارادہ۔ یہی باقی کی صفت ہے۔ یعنی سالک سے اپنی آرزو زائل ہو جائے۔ جیسا کہ مردوں وغیرہ سے +

چہارم فنائے فعل۔ جس سے بی یبصر و بی یسمع و بی ینطق و بی یبطش

وبی یمشی وبی یعقل (مجھی سے سنتا، دیکھتا، بولتا، چلتا، سمجھتا ہے، حاصل ہوتا ہے۔

علم حق در علم صوفی گم شود   ایں سخن کے باور مردم بود

حسبِ ذیل دس مقامات پر پہنچے بغیر ولایت کے مقامات کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ صبر۔ شکر۔ توکل۔ تسلیم اور رضا۔ ان مقامات میں اگر قدم محکم نہ پڑے تو بھی اپنا گذر گاہ ضرور ہے۔ کیونکہ اس خاندان میں اجمالی اور جذبی نسبت ہے۔ ان مقامات کے مفصل ذکر دوسرے سلسلوں میں بیان کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ اس طریقہ شریفہ کے اکابر متقدمین قدس اللہ اسرارہم کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کمال سے مراد ملکہ حضور اور حصول فنا و بقا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ کام کا انجام انتظار ہے۔ پس اگر طالب ہمیشہ کی حضوری نسبت قلبی سے چھ طرفوں سے احاطہ کر کے توجہ بے کیف کرے۔ اور اسی میں مشغول رہے۔ تو ضرور بالضرور وہ حضوری کے درجے کو جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، پہنچ جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کا دوست ہو جائیگا۔ اور جب تک وحدت میں مستغرق۔ نفس کی فنا۔ اور ولایت کبرےٰ کے کمالات کو نہ پہنچ جائے۔ اور طریقہ علیہ مجددیہ کی اجازت کے قابل نہ ہو جائے۔ وہ اجازت مطلقہ کو نہیں پہنچتا۔

فنائے قلبی میں دل سے بھی نکلجاتا ہے۔ اور دماغ سے بھی۔ بعد ازاں خطرہ کے معلوم کرنے میں کہ کہاں سے آتا ہے۔ حیرانگی ہے۔ دل اور دماغ سے خطرے کا نکلجانا، صاحب عقل لوگوں کے نزدیک معقول نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا طریقہ، نظر اور عقل سے پرے ہے۔

پس تہذیب قلب کے بعد تہذیب لطیفۂ نفس جس کا مقام حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کے نزدیک انسان کی پیشانی ہے۔ ہونی چاہئے۔

قلب کے تمام مقامات جو ولایت صغرےٰ ہے۔ صاحب کشف اور معرفت کیلئے آسان ہے۔ لیکن اہل وجدان اور ذوق کو جناب الٰہی سے بوسیلہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہ بطریق الہام اور القا معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے حصول کے آثار کو انوار نسبت کی سی وسعت ہو گویا اس سے سینہ انوار سے ایسا پُر ہو جاتا ہے، جیسے پیالہ پانی سے اوپر کی طرف جس طرف کہ توجہ اور نگرانی کی جاتی ہے۔ وہ مستور ہو کر ربط حضوری حاصل ہوتا ہے۔ العلم عند اللہ۔

اس مقام پر پہنچکر **مراقبہ اقربیت** حضرت ذاتِ حق نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ظاہر ہوتا ہے۔ اور مع شرطوں کے ذکر اور تہلیل سے ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور حضور۔ نگرانی۔ عروج اور نزول اور جذبات۔ جیسا کہ مقام قلب میں حاصل ہوتے ہیں۔ ویسے ہی یہاں پر بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ بتدریج تمام بدن کو انجذاب ہوتا ہے اور انوار نسبت شامل حال ہوتے ہیں۔ اس مقام کی کیفیات اور حالات مقام قلب کی نسبت بے مزہ اور کم شیریں دار ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس نسبت میں قوت آ جائے تو پہلے حالات فراموش ہو جاتے ہیں۔ اونچائی نیچائی کے فیض کا مورد یہی لطیفہ نفس ہے اس مقام کو ولایت عالیہ کہتے ہیں۔ جس میں تین دائرے اور ایک قوس ہے۔ پہلے دائرے کے نصف حصہ زیرین میں اسما و صفات زائدہ شامل ہیں۔ اور نصف حصہ بالا میں شیونات اور اعتبارات ذاتیہ ہیں۔ اور دوسرے دائرے میں اصول ہیں۔ جن سے مراد تین اصول اعتبارات حضرت ذات میں ہیں۔ جو صفات اور شیونات کا مبدا ہے ؎

روئے جاناں را نقابے دیگر است

ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

اس مقام پر پہنچکر فنائے حقیقی۔ شرح صدور کی حقیقت۔ ہمیشہ کے شکر اور رضا کا مقام جہاں پر پہنچکر قضا کے حکم پر سے چون و چرا اٹھ جاتی ہے۔ شرعی تکلیفات شریفہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ بدیہی استدلال ہو جاتی ہے۔ مقام جذبہ کی شورشوں سے اطمینان۔ مواعید الٰہی کے لئے قوتِ یقین۔ استہلاک اور اضمحلال ایسا حاصل ہوتا ہے۔ جیسے دھوپ میں برف کو۔ توحید صفاتی کا اٹھ جانا۔ یہاں تک کہ وجود کو اور اعضا کو اللہ تعالٰے سے منسوب پاتا ہے۔ اور میں کے لفظ کا اطلاق اپنے وجود پر نرمی سے کر سکتا ہے۔ ابنائے جنس کو تہمت نہ لگانا۔ اپنے اعمال کو قصور وار دیکھنا۔ جس کے بغیر اپنے شر اور ضرر کو اپنے آپ میں نہیں دیکھ سکتا۔ تہذیب اخلاق جو علم سلوک کا حاصل ہے۔ حرص۔ بخل۔ حسد۔ کبر۔ حب جاہ۔ خود پسندی وغیرہ کا زائل ہونا۔ یہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے ؎

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد

دوسرے دائرہ میں اوپر کی طرف توجہ کرنا جو متوہم معلوم ہوتی تھی۔ اس کا ادراک ہی نہیں ہوتا

کیونکہ صاحب توجہ کے نفس نے فنا حاصل کر لی ہے۔ اور دیکھ رہا ہے۔ یہاں پر نفس مطمئنہ تخت صدر پر جلوس فرماتا ہے۔ اور صدر کو انجذاب معلوم ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ذات حق کا مراقبہ محبت کی حیثیت سے یحبّھم ویحبّونہٗ ولایت عین تک معلوم ہو جاتا ہے۔ اور مقامات کی تعبیر جو کہ بیچونی اور منزہ ہونے کا مرتبہ ہے، حاصل ہوتا ہے۔ اور عالم مثال میں اس کا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ دائروں میں اسے دیکھنا مناسب خیال ہے۔ ورنہ جہاں پر خدا ہے۔ وہاں دائرہ کہاں +

ولایت کبرےٰ کا مقام طے کرنے کے بعد اسم **هوالظاهر** کی سیر اور ولایت علیا ملائے اعلےٰ کا سلوک حاصل ہوتا ہے +

اس ولایت میں سوائے خاک کے باقی تمام عنصروں سے کام پڑتا ہے۔ یہاں پر مراقبہ ذاتی ہوتا ہے۔ جس کا نام **هوالباطن** ہے۔ اور یہاں پر تہلیل اور صلوٰۃ نافلہ کو ترقی ہوتی ہے۔ اور تینوں عنصروں کو توجہ حضور۔ عروج اور نزول حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی بدن ایک لحظے کی طرح دکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور سلطان الاذکار کے وقت جو مبتدیوں کو حاصل ہوتا ہے، بدن کو صفائی حاصل ہوتی ہے لیکن وہ صفائی کچھ اور شے ہے۔ اور عناصر کا تصفیہ کچھ اور ہی ہے +

یہاں کے حالات اور کیفیتیں نہایت لطیف اور نازک ہیں۔ اس مقام پر ایک عجیب وسعت باطن میں پیدا ہوتی ہے اور ملاء اعلےٰ سے ایک خاص مناسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے شروع ہوں۔ اور وہ اسرار جو پوشیدہ رکھنے کے لایق ہیں۔ معلوم ہونے لگتے ہیں ؎

هنيئاً لارباب النعيم نعيمًا
وللعاشق المسكين ما يتجرّع

(مالداروں کو مال مبارک ہو۔ اور بیچارے عاشق کو جو وہ پیتا ہے (درد اور عشق مبارک ہو)

اسم **الظاهر** اور اسم **الباطن** کی سیر کے حاصل ہونے کے بعد مقصود کی طرف جو ذات حق ہے۔ سیر حاصل کرنے کے لئے بازو حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور ولایت علیا الٰہی کے معاملات کو سرانجام دینے کی توفیق شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور کمالات نبوت کی سیر شروع ہوتی ہے۔ اس سے مراد ہے تجلّی ذاتی کا بغیر صفات اور اسما کے پردہ

کے ہمیشہ ہونا۔

یہ مقام ایسا عجیب ہے کہ اس میں ایک نقطے کا طے کرنا ولایت کے تمام مقامات طے کرنے کی نسبت بہتر ہے۔ اس میں حضوری بے جہت حاصل ہوتی ہے۔ اور نگرانی توجہ طپش طلب۔ بیتابی اور شوق زائل ہو جاتے ہیں۔ اور اطمینان کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔ یہاں پر معرفت کا مقام اور حال کوتاہ ہے لاتدرکہ الابصار (اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں) اس کے صدق حال پر گواہ ہے ؎

بطراز دامن نازاو چہ خاکسار سنے ما رسد
زدآں ذرہ بہ بلندئے کے ذکرہ بستر دعار

یہاں پر یافت اور ادراک نارسائی کی علامت ہے۔ یہاں پر نسبت کی جہالت اور نکارت اور کھلم کھلا وصل حاصل ہوتا ہے۔ گو مل سکتا ہے۔ لیکن حاصل نہیں ہوتا ؎

اتصال بے تکیف بے قیاس   ہست رب الناس را با جان ناس

وقت اور حقیقت کی صفائی۔ اطمینان۔ حرص ہوا محمدی کی تابعداری۔ نسبت باطنی کی کمال وسعت۔ بغیر کیفیت ناامیدی اور حرمان کے حاصل ہوئی ہے۔ یہاں پر حقائق اور معارف شائع ہیں۔ کیونکہ یہ مقامات اور تابعین کو تابعداری اور وراثت سے حاصل ہوا ہے۔

توحید وجودی اور شہودی جو ولایت کے معارف ہیں، راستے ہی میں رہ جاتے ہیں۔ لیکن عروج۔ نزول۔ اور جذبات لطیفہ خاک کو بالاصالت اور تینوں لطیفوں کی تابعداری سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور فیض کے وارد ہونے کی جگہ بن جاتا ہے۔ اور یہ مقام از روئے اصل لطیفہ خاک کے نیچے ہے۔ اور تابعداری سے تمام بدن کو مراقبہ ذات حق۔ تمام عبارات اور اعتبارات اور حیثیات کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں قنوت کا لمبا کرنا۔ کمالات ثلاثہ اور حقائق سبعہ وغیرہ میں جن کا ذکر آگے آئیگا ترقی بخشتا ہے۔ اور انہی تہذیبوں اور لطافتوں سے پیش آتا ہے۔ جو کہ ذات الٰہی کے ناختم ہونے والے سمندر کے بلند درجات اور مقامات ہیں۔ وہ کمالات کمالات الوالعزم اور حقائق سبعہ وغیرہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ اس مقام پر سالک کو

ہیئت وجدانی حاصل ہوتی ہے۔ جو لطائف عشرہ کی تکمیل اور تنویر کے بعد حاصل ہوتی ہے
اور تمام بدن کو عروج۔ نزول اور انجذاب نصیب ہوتا ہے ع

ایں کار دولت است کرا رسد

کمالات رسالت اور کمالات الوالعزم کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا +

کعبہ کی حقیقت سے مراد ذات الٰہی کے کبریائی عظیم پردوں کا ظہور ہے
اور قرآن کی حقیقت سے حضرت ذات حق کی بیچونی کی وسعت کا مبدا مراد ہے۔
نماز کی حقیقت حضرت حق کی کمال بیچونی ہے +

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ معبودیت صرفہ جو حقیقت نماز کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ یہ فقط ذات کی بیچونی ہوتی ہے۔ یہ مقبولوں کے نصیب ہوتی ہے اسی کے ذریعے قیومیت کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اُس ذات سے بہرور ہوتے ہیں، جس سے تمام حقائق کا جمع ہونا ممکن ہے۔ اس میں عابد ہونے کے تمام مقامات قدمی سیر۔ چیزوں کا سلوک اور ان کے حقائق درجۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ بعد ازاں معبودیت صرفہ حاصل ہوتی ہے۔ یہاں پر قدمی سیر منع ہے اور نظری سیر جائز ہے +

خلت (دوستی) کا مقام ابراہیمی حقیقت ہے۔ یہ مقام بہت ہی عجیب اور بابرکت ہے۔ تمام انبیا اس مقام میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ابراہیم علیہ السلام کی متابعت کے لئے مامور ہیں۔ اسیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی برکات مطلوبہ اور نماز کو ابراہیم علیہ السلام کی نماز سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور اسی واسطے اللھم صل علی محمد و علےٰ آل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم و علےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید کہتے ہیں +

خیر و برکت عالیہ کو اس مقام محبت صرفہ ذاتیہ کا مرکز کہتے ہیں۔ یہ موسٰے علیہ السلام کی حقیقت ہے۔ بہت سے پیغمبر اس کی متابعت سے اس مرتبے کو پہنچے ہیں۔ اور قرب و معیت سے ممتاز ہیں۔ یہ مرکز کشفی نظر کی تحقیق سے دائرہ عظیم دکھائی دیتا ہے۔ محبت اور محبوبیت کا دائرہ حقیقت محمدی سے ملا ہوا ہے +

اسم مبارک محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے میم کی طرف محبت اور محبوبیت کا اشارہ فرماتے ہیں۔ اور نیز اسم مرکز کو بغور سے دیکھا جائے۔ تو [illegible]

کی صورت نظر آتا ہے ۔ اس دائرہ عظیمہ کا مرکز حقیقت احمدیؐ ہے ۔ اسم مبارک احمدؐ کے میم سے ان معنوں کی طرف اشارہ ہے +

واضح رہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ عظمت اور کبریا اور یہ وسعت اور درجوں کی محبت حضرت ذات کے نفس میں ہو ۔ کیونکہ ان مراتب کا حاصل کرنا تجلیات ذاتیہ دائمیہ کے حاصل کرنے کے بعد جو کمالات نبوت میں حاصل ہوتی ہیں پیش آتا ہے ۔ با عظمت و وسعت ہونا ۔ اور محب اور محبوب بننا اضافت غیر پر موقوف ہیں ۔ بلکہ محض وجود اور اعتبارات ہے ، حضرت ذات الٰہی کا امر بھی محبت کا مقتضی ہے ۔ محبت کے اقتضا میں ظلال کی سیر کرتے ہوئے صفات پیدا ہوتی ہیں ۔ ذوق اور شوق قلبی ہوتا ہے ۔ اور جو محبت فضل الٰہی سے ان مقامات میں حاصل ہوتی ہے ۔ وہ کمال اطمینان ۔ وسعت ۔ بیرنگی باطن ۔ اور ارادت اور محبوب کے انعام کا موجب ہوتی ہے جس طرح ان مقامات والوں کا وجدان اور شہادت ان معنوں کا مصداق ہوتے ہیں ۔ اسی طرح مقامات سافلہ کے کمال میں بھی یہ معنے حاصل ہو جاتے ہیں ۔ خارق قطعہ اور خاصہ اس مقام کا کیا ہوگا ۔ بلکہ انصاف تو یہ ہے کہ جس مقام کو ایسے آثار خاصہ جو کسی دوسرے کو حاصل نہ ہوں ۔ اور سب کو جو اس مقام میں شامل ہوں ، اس مقام کے حصول کی دلیل ٹھیرانا ٹھیک نہیں ۔ اس کی امید بھی نہ رکھنی چاہیئے ۔ اگر اضافی صفات سے ہو ۔ تو اس سے ولایت کبرے کے پہلے درجے میں گذر کر رجعت قہقری لازم آتی ہے ۔ اس فقرے پر ذرا غور کرنی چاہیئے +

حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی حضرت ذات حق کے زیادہ نزدیک ہے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبوں کے سردار ہونے ۔ اور سرور کائنات کے تابعین خیر الامم کہلائے +

اے پروردگار ! تو اپنی اور اس کی محبت ۔ تابعداری اور شفاعت اور اپنی رضا اور اُس کی رضامندی ہمیں عطا کر +

یہ یقینی بات ہے کہ قدمی سیر وہاں ناممکن ہے ۔ صرف نظری سیر ہو سکتی ہے +

واضح رہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلا تعین تعین حبی ہے ۔ اور اس تعین احب کا مرکز بلحاظ محبوبیت ذاتیہ احمدی حقیقت ہے +

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعیّن روحی بلحاظ محبوبیت اور محبت حقیقت محمدی سے ملا ہوا ہے ✤

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعین جدّ بلحاظ محبیت حقیقت موسوی ہے ✤

اور تعیّن موسوی اور اس مرکز کا محیط جو دائرے کی طرح ہے صورت مثالی میں خُلّت ہے اور یہی ابراہیمی حقیقت ہے ✤

دوسرا تعیّن وجودی ہے۔ اور یہ تعیّن پہلے تعیّن کا سایہ ہے۔ ابراہیمی تعیّن مبدأ ہے۔ جس سے ہر پیغمبر اور رسول کو حصّہ ملا ہے۔ اگر امتوں میں سے کسی شخص کو انبیا علیہم السلام کی تابعداری کی برکت سے اس تعین وجودی سے کچھ حصّہ ملجائے۔ تو اس تعیّن کے ایک نقطہ سے اس کا مبدا تعین ہونا جائز ہے۔ بلکہ تمام ملائکہ علّیین کے لئے تمام مبادی تعینات اسی تعین وجودی میں ہیں ✤

اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حقیقت کہ وہ مبدا تعیّن ہیں بلا وسیلہ حقیقت محمدی کا سایہ ہے۔ اس طرح پر کہ جو کچھ اس حقیقت میں موجود ہے۔ وہی بطریق تابعداری اور وراثت اس سائے میں موجود ہے ✤

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی کہ کمال محبّت اور معیّت کے سبب حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں مقامات قرب کی سیر کیا کرتے تھے۔ ماصَبَّ الله فی صدری الاصَبَبۡتُہٗ فی صدر ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه (جس چیز کی محبّت اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں رکھی، اسی کی محبت ابی بکرؓ کے دل میں رکھی) ✤

یہ اعلےٰ مرتبہ حضرت شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد قدس اللہ سرہٗ کو بذریعہ تابعداری اور بطور وراثت ملا تھا۔ اور حضرت شیخ نے ہمارے حضرت کو اپنی ضمنیت سے ممتاز فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک روز حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آج بامت اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اس نسبت سے سرفراز فرمایا ہے ✤

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ نے عرض کی کہ فلاں وقت سے یہ نعمت عنایت ہوئی ہے۔ حضرت شیخ صاحب نے فرمایا۔ بیشک تمہیں ہماری ضمنیت حاصل ہے۔ تمہیں بھی

اس نسبت سے سرافراز فرمایا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی قبولیت۔ کشف اور ادراک ہی +
حقائق انبیا کے مقامات اور حالات میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح
مبارک پر درود بھیجنے سے ترقی حاصل ہوتی ہے۔ وہ درود یہ ہے۔ اللّٰھم علی سیدنا
محمد حبیبك وابراھیم خلیلك وبارك وسلم اس درود کو اس درود کے
ساتھ جو تشہد میں ہے، ملا کر تین ہزار مرتبہ ورد مقرر کرے۔ ان مقامات میں انوار نسبت
اور ان اکابروں کے ارواح طیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایمانیات میں قوت زیادہ
ہوتی ہے +

واضح رہے کہ یہ تینوں ولایتیں اور یہ تینوں کمالات اور ساتوں حقائق اور دوسرے
مقامات جن کا بہت تھوڑا سا حال گویا دریا میں سے قطرے کا ذکر ان اوراق میں کیا
گیا ہے۔ اس شریف خاندان کے تمام متوسلوں کو حاصل نہیں ہوتے۔ بعض تو ولایت
قلبی بلکہ دائرہ امکان تک رہ جاتے ہیں۔ بعض کو ولایت کبرےٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور
بہت کم کو کمالاتِ ثلاثہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور خال خال حقائق سبعہ وغیرہ سے فائز ہوتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان عزیزوں کے حالات اور تاثیرات میں فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر مقام
کے حالات اور علوم جدا جدا ہیں۔ جیسا کہ نمونے کے طور پر پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ عموماً
ولایت میں اور خصوصاً ولایت قلبیہ میں تاثیر اور حالاتِ ذوق شوق اور حرارت سے
ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کمالات نبوت اور حقائق سبعہ میں جمعیت باصفا اور بے رنگ
لطافت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس مقام میں تجلیاتِ ذاتیہ اسما وصفات کے پردے
کے بغیر ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ان مقامات والوں سے پوشیدہ نہیں +

ان مقامات ومعارف کا مفصل حال حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مکتوبات میں لکھا ہوا ہے۔ بالفعل کسی کو ان کمالات ثلاثہ اور حقائق سبعہ کے بارے میں
گفتگو کرنے کی استعداد نہیں۔ ان بزرگوں کی لیاقت ان مقامات کی نسبت بہت بلند
تھی ؎

نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ‌ ‌ ‌ نہ ہر کہ سر تبراشد قلندری داند

اس خاندان کی معمولی بشارت اس کے علامات اور آثار کی تحقیق کے بغیر سالک کے
باطن یا خارج میں سننے کے قابل یا قابل اعتبار نہیں ع مگر گوشے بخواب اندر سنرشد +

یہ معارف مقامی کے عدم ظہور کے سبب سے ہے کہ جہاں پر توحید شہودی کے علوم منکشف ہوتے ہیں۔ مگر ان صوفیوں کو روشن نص اور کشف کمال سے تابعین کے سُکر اور شطح اور مشرب انبیا یعنی صحو اور ہوشیاری سے کافی حصہ ملا ہوا ہے +

یہ ظاہر ہے! کیا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرام تمام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔ ہمہ اوست کہنے والے ہیں عبارات کو نوش کرنا غلبۂ حال کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح معارف متخیلہ کی تطبیق قوت تاویل سے مراد ہے۔ تاکہ اختلاف درمیان سے جاتا رہے۔ نہیں تو مختلف مقامات کی مختلف مقتضیات کس طرح ہو سکتی ہیں۔ اگر عبارات کو تاویل سے ملا دیں۔ تو مختلف مقامات کے ذوق اور حالات کب ایک ہو سکتے ہیں +

اگر تو یہ کہے کہ جاڑے اور گرمی کی ہوا، بلحاظ ہوا ہونے کے ایک ہے۔ تاہم ہوا کی سردی اور گرمی کبھی متحد نہیں ہو سکتی +

اسی طرح ہر ایک مقام کے علوم اور معارف جُدا جُدا ہیں۔ اور ہر مرتبہ کے فیض اور انوار الگ الگ +

پس یہ ساری تطبیق (مطابق کرنا) گفتگو کرنے کے ملکہ کی وجہ سے ہے نہ کہ غلبۂ حال کی واردات کی وجہ سے۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بزرگوں کے سخن کو لکھنا۔ یا بیان کرنا مجھ بے سروسامان کے لائق نہیں ؎

حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دُوں
تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں

لیکن چونکہ مجھے احوال کی خواہش تھی۔ اس لئے عزیزوں کے کلام سے کچھ چُن لیا گیا ؎

لعل اللہ یرزقنی صلاحا

(شاید پروردگار مجھے صلاحیت نصیب کرے) ؎

گرندارم از شکر جز نام بہر   زاں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

اگر کوئی طالب آئے تو اس کے حق میں حدیث شریف کے بموجب استخارہ کا بار بار کرنا مع شہادت قبول ضرور ہے۔ اس میں فیض میں ایک دوسرے کے اشتراک کے سوا اور کچھ منظور نہیں۔ تاکہ یہ مفید ہو سکے۔ توبہ استغفار کے بعد اسم ذات کی تلقین فرمائیں۔ اور توجہ کریں۔ اس کے دل کو اپنے دل کے مقابل رکھ کر القائے ذکر کی ہمت کریں۔ تاکہ اس کا

اور صحو اور ہوشیاری ہے۔ وہاں پر حقائق اور معارف شریعتوں کے علوم ہیں ✤

پس وجودی توحید والے جہاں اللہ تعالےٰ سے اتحادی اور غیبی نسبت قایم کرتے ہیں۔ اور شہودی توحید والے ظلیت کی نسبت قایم کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ان دونوں مقامات کو طے کر چکے ہیں۔ اور بطور تابعداری اور وراثت کمالات نبوی کو پہنچ چکے ہیں مقصود حقیقی کو تمام نسبتوں سے مبرا خیال کرتے ہیں۔ ہاں یہ مخلوق اور مصنوعی چیز ہے۔ مٹی اور رب الارباب میں کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ یہ معرفت ذوقی اور وجدانی ہے نہ کہ تقلیدی۔ لیکن اس قسم کے علوم کا ظہور ہر سالک کو میسر نہیں ہوتا۔ یہ محض فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا کرے۔ ممکن ہے کہ سالک ولایات اور کمالات نبوت کو پہنچ جائے۔ اور پھر بھی اس پر اس بات کا کچھ علم نہ کھلے ؎

نہ سلطاں خریدار ہر بندہ ایست　　　نہ در زیر ہر ژندہ ہر زندہ ایست

لیکن سیر و سلوک کا حاصل ہونا اور تہذیب اخلاق۔ اور احکام شرعیہ کے ادا کرنے میں تکلیف کا دور کرنا۔ یا او رحالات اسرار اور توحید کے منکشف ہوئے بغیر میسر آسکتے ہیں ✤

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت نقشبندیہ کے سیر و سلوک کو پسند فرمایا۔ کیونکہ یہ تشرع کے نور سے زیادہ تر آراستہ ہے۔ اور نسبت احراریہ کو بھی پسند فرمایا۔ جو کہ خواجہ احرار کو اپنے آباؤ اجداد سے ملی۔ اور جو توحید وجودی کے اسرار کا منشا ہے۔ اس میں لغزش قدم پیش آتی ہے۔ اور آج کل جو بہت سے سالکوں کو ذوق اور وجدان سے کامل حصہ نصیب نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ نبوی زمانہ سے دور اور قرب قیامت اور لیاقت کے فتور کے سبب ہو ✤

پس جو کچھ بزرگان دین نے فرمایا ہے وہ سب کچھ حق ہے۔ جو کچھ کسی کو پیش آیا ہے۔ بیان کیا ہے۔ باہمی فرق صرف اختلاف مقاماتِ الٰہیہ کے سبب سے ہے۔ معاذ اللہ! اگر یہ جھوٹ ہو، یا اس میں جھوٹ کو دخل بھی ہو، صدیقوں کو کون جھوٹا کہہ سکتا ہے۔ توحید شہودی والوں کو وجودی غلطی جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ ذعمت الطائفۃ ان التوحید شہودی لا وجودی مما وصلوا الی الحقیقۃ الکلام ایک طائفے کا خیال ہے کہ توحید شہودی ہوتی ہے نہ کہ وجودی۔ اس سبب سے کہ انہوں نے کلام کی حقیقت کو پالیا ہے ✤

دل ذاکر ہو جائے۔ اور اس میں حرکت پیدا ہو۔ جس کا دل متاثر نہ ہو اور محض وقوف قلبی میں مشغول رہتا ہو۔ اسی طرح اپنے ہر لطیفے کو اُس کے لطیفے کے مقابل رکھ کر القائے ذکر کی توجہ کرے۔ ہر ایک لطیفہ پر جُدا جُدا چند روز توجہ کرے۔ یہاں تک کہ سارے لطیفے ذکر الٰہی کریں۔ بعد ازاں نفی اثبات کا ذکر اور مراقبہ احدیت ارشاد فرمائیں۔ اور ہمیشہ اس کے دل پر انوار نسبت کے القا کی توجہ جو بزرگوں سے حاصل ہوئے ہیں، کریں۔ اور اوپر کی طرف جذبہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں سالک کا دل نورانی ہو جائیگا۔ اسی ضمن میں دوسرے لطائف بھی انوار سے منور ہو جائینگے۔ نورِ قلب کا رنگ زرد۔ نورِ رُوح کا سُرخ۔ نورِ سر کا سفید۔ نورِ خفی کا سیاہ۔ نورِ اخفٰے کا سبز ہوتا ہے۔ اور لطیفہ نفس کا نور بیرنگ ہوتا ہے۔ اِن رنگوں کا عکس اس میں پڑتا ہے۔ انوار کا دیکھنا مقصود نہیں، کیا بیرونی کچھ کم ہیں کہ اندرونی انوار کو دیکھنے کی کوئی کوشش کرے۔ یہ واقعات، منامات اور بشرات سے بڑھ کر نہیں ہے

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

سب سے بڑا واقعہ اللہ تعالےٰ کی رویت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت ہے۔ اگر وہم و دغدغہ سے خالی ہو۔ تو یہ بات انوار ذکر روشنی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت یا حسب مناسب یا مرشد کی رضامندی یا نسبت باطنی یا کثرت درود یا بعض اذکار کے پڑھنے یا سنت کے زندہ کرنے یا بدعت کو ترک کرنے یا سادات کی خدمت کرنے یا علم حدیث کا شغل رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے ✦

مثلاً یہ خیال یا تو ان کے بجا لانے سے اگر اس بات کا تصور کر لے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو گیا ہوں تو حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تو دریا میں مٹنے کی طرح ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت مختلف صورتوں میں ہوتی ہے۔ اگر مدینہ منورہ کی صورت موجود ہے۔ اور اس کے صاحب شمائل کو دیکھا ہے۔ تو البتہ بڑی سعادت ہے۔ اور باطنی ترقی اور توفیق کی زیادتی کا موجب ہے۔ نہیں تو وہم و خیال ہی ہے ✦

اسی طرح پر دوسرے مشائخ کبار رح کی ارواح کی زیارت کو قیاس کر لو ✦

اسی طور پر کشف، کونیات کی صحبت میں بہت کم ہوتی ہے۔ یا تو اپنے عقیدے

اور قوت متخیلہ کے ذریعے وہ خبر جو لوگوں میں قرار پا گئی ہے یا القائے شیطانی اور ہوائے نفسانی سے زید کی صورت عمرو کے معاملہ میں اس کے خیالات کے آئینے میں منعکس ہو جاتی ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے آج عالم مثال کی صورت دیکھی ہے۔ اور کبھی کبھی مقررہ شرط کے مطابق امر واقعی بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس واسطے غلطی بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو رضا اور تسلیم کی راہ اختیار کر کے جناب باری کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور ادھر اُدھر خیال نہیں لگانا چاہیئے۔ اور اپنے تمام کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دینے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ اور جان توڑ کر اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ مقصود ہاتھ آ جائے۔ اور وہ شہود جو پیدائش سے پہلے تھا۔ اور جسے جسمانی تاریکی میں گم کیا ہے، اُسے ڈھونڈ لیا جائے۔ جس شخص کو اللہ تعالےٰ کشف عنایت کرتا ہے وہ بصیرت کی آنکھوں سے انوار و سیر الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ نہیں تو جمعیت خاطر۔ توجہ قلب اور مبداء فیاض کی نگرانی میں ہو کر ترقی حاصل کرتا ہے۔ اور چند مدت میں لطیفہ قلب منور ہو کر قالب سے باہر نکل آتا ہے۔ صاحب وجدان کو لطائف کی جذب اور کشش معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سلوک سے مراد چلنا ہے۔ اور چلنا سانس کا ہے +

جب لطیفہ قلب قالب سے باہر آتا ہے۔ کسی کو قلب کے سبب اوپر کی راہ کھل جاتی ہے۔ اور کسی کو سر پر منارہ کی طرح نور کا گنبد کھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کبھی اُسے حالت عروج ہوتی ہے۔ جس میں دل کو اُوپر کی طرف کھینچتے ہیں۔ اور کبھی حالت نزول ہوتی ہے۔ جس میں قلب گویا نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ لطیفہ قلب اپنے اصل کے ساتھ جسے قلب اور حقیقت جامع انسانی کہتے ہیں۔ اور وہ عرش عظیم کے اوپر ہے ملجاتا ہے۔ یہاں پر پہنچکر یہ خیال نہ کرنا کہ اب قلب کو فنا حاصل ہو گئی ہے۔ بلکہ یہ کشفی پردہ ہے۔ یہاں تک تو صرف دائرہ امکان کا نصف اور آسمانی سیر ختم ہوتی ہے۔ اور عالم امر کی سیر جو لامکانیت سے موصوف ہے۔ ابھی آگے ہے +

دائرہ امکان کے ختم کر لینے کے بعد ولایت صغریٰ کی سیر میں قلب کو صورت فنا اور حصول لطائف یعنی ولایت کبریٰ اور فنائے نفس خیال کرتا ہے +

ظاہر ہے کہ اس کے مستفیدوں کو اِن کیفیتوں۔ جذبات اور دوسرے حالات پر پہنچنا جو ولایت صغریٰ میں پیش آتے ہیں، اس ولایت میں پہنچنے کے لئے ضروری شرط

ہے۔ان کے بغیر ولایت کبریٰ کا درجہ حاصل کر لینے سے کیا فائدہ۔محض اپنی عمر کو ضائع کیا۔ولایت کے فنا کو کہاں۔اللہ تعالےٰ اُن کی مراد اپنے فضل عظیم سے بر لائے۔اور انہیں صاحب تحقیق لوگوں کے درجے کو پہنچائے۔آمین +

جب عنایت الٰہی کے جذبے اور مشائخ کی توجہ سے دائرہ امکان کی دونوں قوسیں ختم ہو جائیں تو سیر کی نہایت کی دریافت کشف صحیح پر موقوف ہے۔اور اس کی علامت سوتے جاگتے ہمیشہ کی حضوری کی حالت کا حاصل ہوتا ہے۔یہ مع اور ولایت کبریٰ کی سیر کی کیفیتوں کے پیش آتی ہیں۔اس وقت قوی جذبات اور حالات اور اسرار حاصل ہوتے ہیں۔اور ولایت کبریٰ میں جس کا نور آفتاب کے مشابہ ہے۔دوپہر کے وقت اجازت مطلقہ عنایت فرماتے ہیں +

فنا و بقا کی حقیقت حاصل ہو جانے کے بعد جس دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اللہ تعالےٰ اسے سرانجام کرتا ہے۔پس اللہ تعالےٰ سے توبہ کے لئے اس شخص کی حالت پر جو شریعت پر قائم نہیں توجہ کر کے دُعا کریں۔تاکہ وہ ملکہ صلاحیت جو تمہارے نفس کو فضل الٰہی سے حاصل ہوا ہے۔اس کے نفس کو بھی حاصل ہو جاوے۔اور اسی طرح چند مرتبہ توجہ کریں۔یا اپنے خیال میں اپنے تئیں وہی گنہگار شخص خیال کر کے چند روز توبہ اور استغفار کریں۔انشاءاللہ تعالیٰ وہ شریعت پر ثابت قدم ہو جائیگا +

مشکلات کے حل کرنے کے لئے جو مقصود ہے۔اسے ملحوظ رکھ کر دعا کریں تاکہ مطلوب حاصل ہو جائے۔اور مریض کو تندرست خیال کر کے توجہ فرمائیں۔یا مرض کے دور کرنے کے لئے توجہ فرمائیں۔یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ شفا حاصل کرے +

جس شخص کو بے خطرہ اور صفا دل حاصل ہے۔اس کے لئے غیر کے باطن کو خطرات سے پاک کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔اگر اپنے دل کے مقابل اس کا دل رکھ کر وجدان کی طرف متوجہ ہووے، تو جو خطرہ دل میں آئے۔وہ اسی کے باطن کا خطرہ ہے +

باطنی خطرات کئی قسم کے ہوتے ہیں جو دل کی بائیں طرف سے اُٹھتا ہے۔وہ عمل کو بگاڑتا۔اور گناہ کرنے پر جرأت کرتا۔اور مغفرت الٰہی پر غرور کرتا ہے، وہ شیطانی خطرہ ہے۔اور دل کی دائیں طرف سے، اس کا طاعت۔ذکر اور نیک کام کی طرف مائل ہونا ملکی خطرہ ہے۔اور دل کے اوپر کی طرف سے، اپنے آپ کو آراستہ کرنے اور عافراہ نیک

کا خطرہ، خطرہ نفسانی ہوتا ہے۔ اور سب سے اوپر کی طرف سے جس سے خیالات ترک ہو جاتے ہیں اور مقامات اور حالات کی ترک ہوتی ہے۔ وہ رحمانی خطرہ ہے +

امور غیبی کے دریافت کرنے کے لئے عالم مثال اور ملاء اعلیٰ کا مطالعہ کریں۔ یہاں تک کہ غیبت یا خواب میں کوئی چیز واضح ہو جائے۔ لیکن بار بار توجہ کرنے کے بعد حکم لگائیں۔ اہل اللہ کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کو اُس حالت سے جو اس میں ہو خالی تصور کر کے اس بزرگوار کے دل کے سامنے رکھئے۔ تو جو حالت دل میں اس وقت پیدا ہوگی۔ وہ اس بزرگ کے احوال شریفہ کا انعکاس ہوگا۔ عموماً خاندان چشتیہ سے حرارت اور شوق۔ بزرگان قادریہ سے صفا اور لمعان۔ اور اکابر نقشبندیہ سے بے خودی اور اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ بزرگان سہروردیہ کا حال نقشبندیہ کے حالات کے مشابہ ہے +

اہل اللہ کی نسبت کا فیض یا تو سورج کے نور کی طرح سوراخ سے نمایاں ہوتا ہے یا بادل کی طرح ہوتا ہے۔ جو آسمان کو گھیرے ہوئے ہو۔ یا نسیم سحری کی طرح یا آئینہ کی طرح یا بھنوں (ابروں) کی طرح یا باریک چادر کی طرح ہوتا ہے۔ جس سے تمام بدن ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور شبنم کی طرح لطیف معلوم ہوتا ہے +

اہل ادراک کو ارباب قلب کے حالات سے دلی ذوق وشوق۔ اور محبت کی حرارت حاصل ہوتی ہے۔ اور ولایت کبریٰ والوں کی نسبت سے لطیفہ نفس کو اطمینان استہلاک اور اضمحلال حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ تمام بدن کو گھیر لیتا ہے۔ کمالات نبوت اور مقامات مجددیہ والوں کی نسبت سے لطافت۔ بیرنگی اور بڑی وسعت تمام لطائف کو گھیر لیتی ہے۔ بلکہ اس کے ادراک سے یہ بعید نہیں کہ نزدیکی بھی اسے دُور دکھلائی دینے لگے۔ اسی واسطے اس خاندان شریف کی نسبت کی لطافت اور بیرنگی سے منہ پھیر کر جس نسبت میں ذوق اور شوق ہو۔ اور مقام قلب اور افعالی تجلیات سے نکاتی ہو۔ متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ لطافت ہے کہاں سے۔ حالانکہ اس طریقہ کی راہ کو وسط میں بڑے عجیب غریب ذوق اور شوق پیش آتے ہیں۔ اور اس طریقہ شریفہ کے حالات بطور ہمشگی رہتے ہیں۔ اور اس طریقہ کی نسبت سے اسماء وصفات کے پردے کے بغیر ذاتی اور دائمی تجلی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ نہایت لطیف اور بیرنگ ہوتا ہے۔ جس کو حاصل کر لینے کے لئے ادراک کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ اسی واسطے کوتاہ بیں نا پہنچنے والے کہتے ہیں کہ ان کی

صحبت میں مائی اور صفائی جمعیت حاصل ہے۔ ہاں جس شخص کو اس طریقہ میں اسما و صفات کے ظلال یا تجلی صفاتی کا مرتبہ حاصل ہے۔ البتہ اُس کی توجہ کی تاثیر سے کیفیت حاصل ہوتی ہے لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کا باطن قوی ہے، ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ تجلی ذاتی کے مرتبہ کو پہنچے ہوئے فیض اور برکتوں کے پہنچانے میں بڑے عظیم الشان ہوتے ہیں۔ اور مستفید ان سے تھوڑے ہی عرصے میں شوق۔ حضور اور حرارت حاصل کر لیتے ہیں۔ ھوالذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا (وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ بنائی)، ط

در نیا بد حال پختہ ہیچ خام پس سخن کوتاہ باید والسلام

دوسرے طریقوں میں ذکر جہر کی کثرت۔ حبس دم۔ اوراد اور شغلوں سے قلبی حرارت۔ شوق اور ذوق ظاہر ہوتا ہے۔ جو کیفیتیں نقشبندیہ جذبے اور حصول فنا کے مقام میں حاصل ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ اور دونوں قسم کے حالات میں فرق ہے۔ یہاں پر پہنچکر نسبت باطنی کی وسعت۔ حضوری دوام۔ اور انوار اور برکات کی کثرت حاصل ہوتی ہے۔ اور حالی توحید وہم کے غالب ہونے کے بغیر ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں پر صرف قلبی حرارت اور تپش ہوتی ہے جس سے بعض عارضے لاحق ہو جاتے ہیں۔ اگر توحید کی حالت ہے۔ تو وہ قوت واہمہ کے غلبہ اور مراقبہ توحید سے ہے۔ لیکن اگر یہ نسبت شریفہ فنا اور بقا کو پہنچ جائے۔ تو راہ خدا کے طالبوں کے دلوں کو زندہ کرنے کے حق میں اکسیر اعظم ہے ع

تا یار کرا باشد و میلش بکہ باشد

واضح رہے کہ مراقبہ سے عموماً جس سے مراد یہ ہے کہ خطرات سے دل کی نگہبانی کی جائے۔ اور فیض الٰہی کا انتظار کیا جائے۔ باطنی نسبت میں گہرائی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تہلیل کی کثرت سے جس سے مراد اپنے وجود اور تمام موجودات کی نفی اور اللہ تعالےٰ کی ہستی کا اثبات ہے۔ مقررہ شرائط کے ساتھ بڑی قوی فنا اور ہستی حاصل ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید کی تلاوت سے نورانیت اور صفائی۔ اور استغفار۔ نماز۔ اور عاجزی اور نیاز کی کثرت اور درود اور مناجات کی کثرت سے عجیب واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر تو اپنی فنائیت کی نسبت سے متوجہ بارگاہ الٰہی ہو، تو تجھ پر ایک خاص حالت وارد ہوگی۔ اور اگر بقا کی نسبت سے متوجہ ہوگا، تو اور ہی لطف حاصل ہوگا۔ بسط کے وقت اگر بال بھر بھی تبدیلی واقع ہو جائے۔ تو تُو خدا کا شکر بجا لا۔ اور اسے تھوڑا خیال کر۔ اور قبض کے وقت

اول تو سرد پانی سے اگر نہ ہو سکے تو گرم ہی سے دوگانہ نماز اور استغفار کرے۔ اگر پھر بھی قبض نہ جائے تو غسل کرے۔ یا وضو پر وضو کرے۔ اور عاجزی اور نیاز کرے۔ یا قرآن مجید کی تلاوت مع ترتیل۔ یا موت کی یاد یا پرانی قبروں کی زیارت۔ خیر اور صدقے کے موقعوں کی حضوری۔ اور مرشد کی طرف توجہ کرنا دافع قبض ہیں۔ حرام لقمہ کھانے سے اس کے تحلیل ہونے تک تین روز تک قبض رہتی ہے۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے گناہوں سے توبہ کر کے وضو کر کے نماز ادا کرے۔ **ھوالقابض** کی تجلی ارادہ الہٰی پر موقوف ہے۔ تو اپنی طرف سے کوشش کر۔ اور کشش الہٰی کی اُمید رکھ ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد؟
اے خواجہ درد نیست ولیکن طبیب ہست

فرماتے ہیں کہ جسے بغیر بُری روزی کے کسی پر قناعت۔ ہمیشہ کے ذکر میں مشغول رہنے کا ضبط اوقات اور وظائف عبودیت حاصل نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے، اللہ تعالےٰ کے سوا اور کچھ مانگتا ہے۔ وہ راہ خدا میں ناقص ہے +

اور حضرت خواجہ بزرگ امام الطریقۃ **خواجہ نقشبند** قدس اللہ سرہٗ اپنے طریقے کے وظائف اور اوراد کو جو کچھ حدیث شریف میں ثابت ہو چکا ہے۔ اسی پر منحصر سمجھتے تھے۔ پس اس طریقے والے کے لئے سنت نبوی کی پیروی لازمی ہے۔ صبح کے وقت ماثورہ دعائیں پڑھنی چاہئیں :۔

دس مرتبہ درود۔ دس مرتبہ استغفار۔ دس مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ۔ اور سورہ اخلاص اور معوذتین تین تین بار۔ اور تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ شام کے وقت اور سوتے وقت بھی پڑھے +

فاتحہ کے بعد مشائخ کے ارواح مقدسہ کی طرف رجوع کر کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول ہوئے۔ اشراق کے وقت دوگانہ ادا کرے۔ اور دوگانہ استخارہ کا ادا کرے (اور کہے) اے پروردگار! میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں کہ دن اور رات میں جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے وہی میرے پیش آئے۔ اور مجھے قضا کی بُرائی سے محفوظ رکھ۔ اور قضا پر راضی رہنے کی توفیق عنایت کر۔ بعد ازاں کتاب کے پڑھنے اور دوسرے ضروری اُمور میں مشغول ہو جائے چاشت کی چار رکعت نماز جسے صلوٰۃ الاوّابین کہتے ہیں۔ اور یہی نماز ضحےٰ ہے۔ انہ کان للاوّابین

غفورًا (بیشک وہ اوابین کو بخشنے والا ہے) دوپہر کی نیند کے بعد جو کہ رات کے قیام کی موید ہے۔ زوال کے وقت چار رکعت لمبی قنوت سے پڑھے۔ پھر شام کی سُنتوں کے بعد چھ رکعت نماز صلوٰۃ الاوابین پڑھے جو کہ لوگوں میں مشہور ہے۔ اور بہتر بھی یہی ہے۔ اگر یہ ہو سکے تو رات کے تین حصّے کر لے۔ پہلے اور آخری حصّے کو یادِ الٰہی میں صرف کرے اور بیچ کا حصہ اپنے نفس کے آرام کے لئے استعمال کرے۔ نہیں تو رات کا چوتھا حصہ کافی ہے +

تہجد کی نماز، مغلوب النوم (نیندما سا) کے لئے سونے سے پیشتر جائز ہے اور بے توفیق کے لئے چاشت کے وقت اس کا تدارک لازم ہے۔ بارہ رکعت دس رکعت یا آٹھ رکعت جتنا ہو سکے ادا کرے۔ اور قرأت سورہ یٰسٓ معمول ہے۔ اگر سورہ یٰسٓ نہ ہو سکے تو سورہ اخلاص ہی پڑھ لے۔ آور سحر کے وقت دعا۔ استغفار۔ ذکر اور مراقبہ کرے۔ عمومًا رات کا تیسرا حصہ لیکر جاگے۔ اور اذکار سے فارغ ہو کر تھوڑا سا سو جائے اسے خواب مشاہدہ کہتے ہیں +

صبح کی نماز اول وقت میں جب کہ ابھی تارے چمک رہے ہوں ادا کرے اور اُن وِردوں کا جن کا ذکر احادیث شریف میں وارد ہے۔ اور ثابت ہوا ہے، وظیفہ کرے۔ قرآن مجید کی تلاوت حافظ قرآن مجید کے لئے تہجد میں بہتر ہے۔ اور غیر حافظ کو نماز اشراق یا نماز ظہر کے بعد ترتیل سے کرنی چاہیئے۔ اور ایک سپارے سے کچھ زیادہ کرنی چاہیئے۔ اگر ذوق اور شوق مطلوب ہو، تو متوسط آواز سے ذرا اُونچی پڑھے +

سو مرتبہ کلمہ تمجید۔ سو مرتبہ کلمہ توحید۔ سو مرتبہ درود۔ نماز عشا کے بعد پڑھے۔ ورنہ جس وقت میسّر ہو سکے۔ ہزار بار معمول ہے۔ استغفار جس قدر ہو سکے "ربّ اغفرلی وارحمنی وتب علیّ انّک انت التواب الرحیم" سو مرتبہ اور "ربّ اغفرلی وارحم واھدنی سبیل الاقوم اللھمّ اغفرلی ولوالدیہ ولمن توالد وللمؤمنین والمومنات" پچیس مرتبہ پڑھے +

واضح رہے کہ یہ نمازیں۔ تلاوت اور ورد، حضوری قلب کے بغیر صحیح نہیں۔ اس واسطے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سالک فرض اور سنّت موکدہ ادا کرنے کے بعد ذکر اور مراقبہ کے سوائے اور کسی چیز میں مشغول نہ ہووے تاکہ اسے حضوری ملکہ حاصل ہو جائے۔ اور

فنائے نفس اور تہذیب اخلاق سے مشرف ہو۔ پھر ہر ایک ورد اور امور معاش کا ہر کام اور درس تدریس کرے۔ لیکن ان میں پرداخت۔ وقوف قلبی اور یاد داشت کو لازم رکھے۔ لیکن دقیق علوم میں مشغول ہونا مضر ہے۔ علوم دین کا شغل نسبت باطنی کے لئے ممد ہے خاصکر حدیث کا علم۔ کیونکہ اس میں تفسیر۔ فقہ اور تصوف کے سب علوم پائے جاتے ہیں لیکن اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس پاکیزہ روحانیت کی طرف توجہ کا ہونا ضروری شرط ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کا حفظ ادب، لازمی ہے +

اب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہٗ السامی کے کلام مبارک سے چند کلمات نقل کئے جاتے ہیں، جن پر عمل کرنا ہر سالک کے لئے لازم ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اس کاتب کو (اور پڑھنے والے کو) ان کے عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

اے بیٹا! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ہر حالت میں ادب اور پرہیزگاری میں رہنا تاکہ تو آثار سلف کی پیروی کرسکے۔ سُنّت وجماعت کا حاضر باش رہے۔ حدیث پڑھے۔ جاہل صوفیوں سے کنارہ کرے۔ نماز با جماعت ادا کرے۔ بشرطیکہ تو امام اور موذن نہ ہو۔ شہرت کی طلب بالکل نہ کرنا۔ کیونکہ شہرت بڑی مُصیبت ہے۔ کسی منصب پر مقید نہ ہونا بلکہ گمنام ہونا۔ قبالوں میں اپنا نام نہ لکھنا۔ محکمہ قضا میں نہ آنا۔ کسی کا ضامن نہ بننا۔ لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دینا۔ بادشاہوں اور اُس کے ہمنشینوں سے الگ رہنا۔ خانقاہ نہ بنانا۔ خانقاہ میں نہ بیٹھنا۔ زیادہ سماع نہ کرنا کیونکہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ اور سماع زیادہ کرنے سے دل مرجاتا ہے۔ نیز سماع کا انکار بھی نہ کرنا کیونکہ بہت لوگ صاحب سماع ہوتے ہیں۔ کم کھانا۔ کم سونا۔ کم کہنا اور خلقت سے ایسا بھاگنا جیسے لوگ شیر سے بھاگتے ہیں۔ خلوت میں بیٹھے رہنا۔ مردوں۔ عورتوں۔ بدعتیوں۔ دولتمندوں اور عام لوگوں سے میل جول نہ کرنا۔ حلال کھانا۔ شبہ سے پرہیز کرنا۔ جہاں تک ہوسکے شادی نہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو دنیا کا طالب ہوجائیگا اور دنیا کو طلب کرتے ہوئے تیرا دین برباد ہوجائیگا۔ زیادہ نہ ہنسنا اور قہقہہ سے بالکل پرہیز کرنا۔ کیونکہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے +

تجھے مناسب ہے کہ ہر ایک کو شفقت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور کسی کو حقیر نہ خیال کرے۔ اور اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کرے، کیونکہ ظاہری آرائش سے باطنی خرابی ہوتی ہے۔ لوگوں سے لڑائی جھگڑا نہ کر۔ اور نہ کسی سے کچھ مانگ۔ اور نہ کسی کو کوئی خدمت سپرد کر۔ اور مال تن اور جان سے مشائخ کی خدمت بجالا۔ اُن کے افعال کا انکار نہ کر۔ کیونکہ ان کا منکر کبھی خلاصی نہیں پا سکتا۔ دُنیا اور اہل دنیا پر مغرور نہ ہو۔ یہ مناسب ہے کہ تیرا دل ہر وقت غمگین۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور تیری آنکھ رونے والی۔ اور تیرا عمل خالص۔ اور تیری دعا عاجزی سے۔ اور تیرا کپڑا پرانا۔ اور تیرا رفیق درویش۔ اور تیرا سرمایہ فقہ۔ اور تیرا گھر مسجد اور تیرا غمخوار حق سبحانہ تعالےٰ ہو۔

احوال حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واضح رہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب طریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے طریقہ چشتیہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ اور اس سلسلہ عالیہ کے ارواح طیبہ سے فیض۔ اجازت اور خلافت حاصل کی۔ اور پھر شاہ کمال قادری قدس اللہ سرہٗ کے منظور نظر بنے۔ جنہوں نے وہ خرقہ جو شاہ سکندر علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا تھا۔ اور اس بارے میں تاکید بھی ہوئی تھی، آپ کو پہنایا۔ اور آپ نے خاندان قادریہ کے اکابر کی ارواح مقدسہ اور حضرت غوث الثقلین کی روح پُر فتوح سے فیض برکتیں۔ اجازت اور خلافت حاصل کی۔

آپ کو طریقہ کبرویہ کی اجازت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کے کمالات کشمیر میں مشہور ہیں، حاصل تھی۔

آپ کو نقشبندیہ حضرات کی نسبت خواجہ آفاق باقی باللہ قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی۔ اور یہی نسبت آپ پر غالب تھی۔ اور اسی طریقہ کے ذکر شغل وضع اور آداب آپ کے معمول تھے۔

چونکہ آپ کو چاروں طریقوں کی اجازت حاصل تھی۔ اس لئے یہاں پر چاروں شجروں کا ذکر کردینا ضروری ہے۔ تاکہ اس سلسلہ عالیہ کے متوسلوں کیلئے برکت اور یمن کا موجب ہو۔

اِن چاروں طریقوں کے فیض اخذ کرنے کے علاوہ آپ کو جناب الٰہی سے وہ وہ انعامات اور عطایا جلیلہ ملے کہ جن کے کمالات کے ادراک سے عقل بھی حیران ہے +

حضرت خواجہ قدس سرہٗ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ جیسا آسمان کے تلے کوئی نہیں۔ اور اس امت میں آپ جیسے معدودے چند ہیں۔ آپ کے معلومات اور مکشوفات سب صحیح ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظروں آئیں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مکتوبات سے آنجناب کا کمال ظاہر ہوتا ہے +

مُلّا بدرالدین نے حضرات القدس میں۔ محمد ہاشم نے برکات احمدیہ میں محمد احسان نے روضۃ القیومیہ میں۔ اور نیز دوسرے عزیزوں نے آنجناب کے مقامات۔ کرامات۔ طاعات اور عبادات لکھے ہیں۔ لایحبّہ الا المومن اتقیٰ ولا یبغضہ الا منافق مومن اسے محبت کرتا ہے اور منافق اسے بغض رکھتا ہے +

محمد ہاشم کشمی برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اپنے اصحاب کو آپ سے استفادہ کے لئے ترغیب دیکر سرہند بھیجا۔ ان میں سے ایک نے اس امر کے ماننے سے انکار کیا۔ اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنجناب کی مدح میں خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جو میاں شیخ احمد کا مقبول ہے، وہ ہمارا بھی مقبول ہے۔ اور جو میاں شیخ احمد کا مردود ہے، وہ ہمارا بھی مردود ہے +

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، خاتمہ رسالت میں آنجناب کے کلام شریف پر سوالات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجھ کو آپ کے بارے میں اس آیت شریفہ کا القا ہُوا

وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ

(تو اُس کے جھوٹ کا وبال اُسی پر (پڑیگا) اور اگر سچا ہوا تو جس جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کرتا ہے اُن میں سے کوئی نہ کوئی (تو) تم پر (ضرور) آنازل ہوگا) سورۃ المؤمن پارہ ۲۴

مخفی نہیں کہ یہ آیت کریمہ فرعون اور فرعونیوں کے لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی حقیقت کے رفع کے بارے میں تھی +

سُبحان اللہ! آپ موسوی مشرب تھے۔ اگرچہ شیخ عبدالحق نے اس وقت تو مارے غضب کے اس آیہ کریمہ سے شبہے کو رفع نہ کیا۔ لیکن چند مدت بعد آپ کے کمالات کا مقر ہُوا جیسا کہ

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو شیخ صاحب نے مرزا حسام الدین کے نام بھیجا۔ جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے بڑے خلیفوں میں سے تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شیخ صاحب اپنے انکار سے باز آ گئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ایسے عزیزوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ اور اس کا یہ خیال کہ عربی لفظ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ محض تعصب کی وجہ سے ہے۔ اور معارف کے دقائق سے نسبت رکھتے ہیں۔ ہاں صاحب نظر کے کلام میں غور و خوض اس شخص کے لئے مناسب ہے۔ جس کی بصیرت کی آنکھ روشن ہو۔ اور حقائق کی باریک باتوں کے معلوم کرنے میں اس کی کشتی زنارہ سا ہو +

باوجود ان تمام باتوں کے مولانا محمد بیگ نے آپکے کلام پر کے اعتراضات کے رفع کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں ایک رسالہ مرتب کر کے اس پر چاروں مذہبوں کے مفتیوں کی مہریں لگوائی تھیں۔ جو اس وقت یہاں موجود ہے +

آپکے دوسرے مخلصوں نے بھی راہِ خدا کے سلوک میں بہت کچھ لکھا ہے آنجناب نے بھی خود اعتراضات کا رد فرمایا ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک آنحضرت کا عجیب کلام ہی خود کافی اور شافی ہے +

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا کلام سکر اور صحو سے خالی اور عام کے نصیب ہے +

آپ فرماتے ہیں کہ وہ کشوف اور معارف جو کتاب اور سنت کے خلاف ہوں مقبول نہیں +

داناؤں کے نزدیک آپکے کلام پر کے تمام اعتراضات کا جواب صرف یہی تین کلمات ہیں۔ اور مفصل جواب آپ کے مکتوبات میں دیئے ہوئے ہیں۔ آپکے مکتوبات میں دیکھنے چاہئیں۔ لیکن متقدمین کے معارف کی تثلیث کی تقریر کے بعد عجیب معارف اور جدید مقامات کے تحریر کرنے سے ان اکابروں کا کوئی نقصان نہیں ہو جاتا۔ جس طرح کہ محمدی ملت کے ظہور سے پہلی ملتوں کو کوئی نقصان لاحق نہیں ہوا۔ اور شافعی مذہب سے جو امام مالکؒ کے شاگرد کا بنایا ہوا ہے۔ امام مالکؒ کے مذہب میں کوئی قصور نہیں ہوا +

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کی معرفت اُس شخص پر حرام ہے جو اپنے تئیں فرنگی کافر سے بہتر جانے۔ پھر اُس شخص کی کیا حالت ہوگی۔ جو اپنے تئیں اکابر دین سے اچھا خیال کرے +

آپ فرماتے ہیں کہ مَیں اکابر دین کا ادنٰی خوشہ چین ہوں۔ مَیں اُن کی نعمتوں کی ریزے

اُٹھانے والا ہوں۔ یہ نعمتیں اُنہیں ہی حاصل تھیں۔اُنہوں نے مجھے اپنے کرم اور احسان سے فائدہ بخشا۔اس لئے مجھ پر ان اکابر قدس اللہ اسرارہم کے حقوق لازم ہیں ✦

آپ فرماتے ہیں کہ یہ علوم اور معارف اِن اکابر کو وحدت وجُود۔احاطہ اور سریانِ ذاتی وغیرہ وسطِ راہ میں پیش آئے ہونگے۔اور ان مقامات میں ترقی کی ہوگی ✦

اگر اولیاے کرام کے کلام کی تو پیروی کرے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ ان عزیزوں سے کیسی کیسی بلند باتیں زبان پر آئی ہیں:۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں سبحانی ما اعظم شانی۔لوائی ارفع من لوائی احمدی (میں پاک ہوں، کیا ہی میری شان ہے۔میرا جھنڈا محمدی جھنڈے سے زیادہ بلند ہے) ✦

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں قدمی ھٰذہٖ علےٰ رقبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے) ✦

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں قدمی علےٰ جبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم تمام اولیا کے جبوں پر ہے) ✦

اِن سب میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بالاتفاق تمام اولیاے کرام سے افضل ہیں ✦

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نے مقامِ قرب میں ایک قدم اپنے قدم سے آگے دیکھا تو مجھے غیرت آئی کہ مجھ سے کون شخص سبقت لے گیا ہے۔آواز آئی کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔تب میرے دل کو تسلی ہوئی ✦

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مقامِ قرب میں ایسے دریا سے پار رہا ہوا ہوں کہ تمام انبیا اُس دریا کی اس طرف ہیں ✦

اور حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو ختمِ ولایت لکھا ہے ✦

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اختمِ رسالت کو ختمِ ولایت سے فائدہ پہنچتا ہے۔پس جو توجیہ ان اکابر کے تابعین ایسے کلمات کی بابت کرتے ہیں۔ وہ یا تو حال کے غلبہ کی وجہ سے تھی۔یا وہ مامور ہی اسی طرح تھے کہ ان مقدمات کو ظاہر کریں۔یا نعمتِ الٰہی کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے۔یا طالبانِ راہ کی ترغیب کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔یا صرف

یہ ظاہری عبارت ہو۔ اور اس کے معنی مقصود کو پہنچ جانے میں مدد کرتے ہوں۔ انصاف کی رُو سے یہی توجیہ ان اعتراضات کا کافی ثبوت ہے، جو اہل ظاہر نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر کئے۔ فلا تکن من الممترین (تو شک نہ کر) جو علوم اور معارف کتاب اور سنت کے موافق ہیں، اپنے بعض غیر معمول میں تاویل یا تفویض کرنی چاہیئے۔ اور اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ اس گروہ کا منکر سخت خطرے میں ہے ✦

حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انکار نہ کر کیونکہ انکار بُرا ہے۔ انکار وہی شخص کرتا ہے جو اس کام سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اپنے دوستوں کی محبت عنایت فرمائے۔ المرء مع من احب (مرد اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے) ✦

واضح رہے کہ شجرہ علیہ نقشبندیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ✦

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جہان سر حلقۂ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا عارف ریوگری رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت عزیزاں خواجہ علی رامیتنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باباسماسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت سید امیر کلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت امام الطریقۃ حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصرالدین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت مولانا محمد زاہد رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجہ امکنگی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت امام الطریقت حضرت مجدد الف ثانی بدرالدین شیخ احمد فاروقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت عروۃ الوثقیٰ شیخ محمد معصوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت حضرت حافظ محمد محسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید نور محمد بداونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت پیر دستگیر مرشد برحق شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں رضی اللہ تعالےٰ عنہ +
الٰہی بحرمت فقیر عبداللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ کو توبہ نصوحی پر استقامت عنایت کر۔ اور اپنی محبت اور معرفت سے حصہ عنایت کر۔ اور ہر جگہ معافی اور نگہبانی کر۔ آمین ثم آمین ۵

شنیدم کہ در روز امید وبیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

آنجناب کو شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سے اجازت حاصل ہے۔ اور آپ کو دلیل الرحمان شیخ عبد الاحد سے۔ اور آپ کو حضرت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید اور آپ کو امام الطریقت حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ سے ✦

اس طریقہ عالیہ کی نسبت بلحاظ اہل بیت کے اماموں کے حسب ذیل ہے۔ جسے سلسلۃ الذہب بھی کہتے ہیں :-

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ✦

الٰہی بحرمت امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ✦

الٰہی بحرمت امیرالمومنین امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت امیرالمومنین امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت امام علی موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ رودباری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی کاتب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت ابوعثمان مغربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✦

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✦

شجرہ منظوم

ہم ز شیخ احمد کمال ابن معصوم حق	شیخ سیف الدین محمد محسن روحانیاں
جلوۂ نور محمد جانِ جاں رشد مظہرش	پس غلام منتسب سوئے علی شاہ داں

یا رحیما! تو ہمیں ذکر ایں اسماے پاک ابر رحمت کن رواں در جوئے خشک تشنہ کاں
خواجگی و خواجہ باقی احمد ربانی است خازن الرحمۃ وز و عبد الاحد سُلطان نشاں
زو محمد عابد از وے جانِ جاناں حضرتش شد غلام منتسب سُوے علی فخر الزماں

واضح رہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم تمام کمالات الٰہیہ کے جامع ہیں۔ اور جو علوم اور فیض عالموں اور اولیاے کرام میں رائج ہوئے۔ وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کے کمالات کا پرتو ہیں۔ سرور کائنات کے فیض کا کمال جب اصحاب کرام کے دلوں پر چمکا۔ تو انہیں قرب الٰہی کے اعلے مرتبے پر پُہنچا دیا۔ اور یہ دائمی ذاتی تجلیات کا ظہور رہے۔ پس صحابہ کرام کو احسان۔ یقین۔ محبت و معرفت حق کا اعلے درجہ ملا +

دُنیا سے رُوگردانی۔ آخرت کا خیال رکھنا اور سنت کی پیروی آنحضرت کی پاکیزہ عادت تھی +

مسنون طریقہ کے موافق نماز سے جو کہ مومن کا معراج ہے، حظ اٹھاتے۔ اور قرآن کی تلاوت اور اذکار ماثورہ سے لُطف اُٹھاتے۔ اور ملک املاک چھوڑ چھاڑ کر کافروں کے ساتھ جنگ کرتے۔ اور اللہ کی راہ میں شہادت کی آرزو کرتے۔ اور دلجمعی اور اطمینان انہیں اس درجے کا حاصل تھا کہ گویا جانوران کے سروں پہ بیٹھے ہیں۔ حضور کا کمال انہیں اس قدر حاصل تھا کہ گویا وہ عین جمال الٰہی دیکھ رہے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کنا نری اللہ ھٰھنا (ہم اللہ تعالےٰ کو اسی جگہ دیکھ رہے ہیں) +

اولیا اللہ کو خیالی شہود ہوتا ہے۔ اور اصحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم کے قوی مشاہدہ کے انعکاس کے سبب عین مشاہدہ حاصل تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کرام اولیاے کرام سے افضل ہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ انہوں نے راہ خدا میں دنیا اور آخرت دونوں کا خیال چھوڑ دیا۔ اور انہیں احسان۔ صفا۔ اور لطافت حالات کا وہ کامل مرتبہ جسے ادراک نہیں کر سکتے حاصل تھا +

فنا و بقا۔ استغراق۔ بیخودی۔ توحید وجودی کے آثار اور خوارق عادات کی کثرت ان اکابر سے معمول نہیں +

پہلے یہ کمال پیغمبر صلے اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم سے ظاہر ہوا۔ اور اس کمال کے قائل صوفیاے کرام مثلاً حضرت ذوالنون مصری۔ بایزید بسطامی۔ جنید بغدادی وغیرہ وغیرہ

ہوئے ہیں +

اور ذوق ۔شوق ۔اور استغراق حتّٰے کہ آہ و زاری ۔اسرار توحیدی ۔اور وجد اور رقص حسن و جمال کی دلیل ہے ۔اور اس کمال کا مقتضا ہے ۔کم کھانا ۔کم سونا وغیرہ ۔اور شہود حق میں حیران رہنا ۔سکر مستی ۔فنا اور جہان کو اللہ تعالٰے کے وجود کا مظہر جاننا ۔اور اُس کے نوا ع کو پا لینا اس کمال کے معارف ہیں +

یہ کمال اسرارِ قلبی کے کمال سے ہے ۔یہاں پر افعالی اور صفاتی تجلّیات ظاہر ہوتی ہیں ۔اس قلبی ذوق اور شوق سے ہر طرف نور توحید کا جلوہ گر ہوا ۔اور شورش کا ولولہ ۔گرمی اور دلی بیتابی جہان میں ظاہر ہوئی ۔شور آہ اور دلگداز آہ و زاری آسمان تک پہنچ گئی ۔اور آسمان کا وجود پُر ہو گیا ۔جان کو جلا دینے والی محبت کے آثار سے فرشتوں کو بھی وجد ہوا ۔عشق کے غلبات کی تجلّیات کی بجلیاں مدہوشوں سے نکل کر جہان کو جلانے میں مشغول ہوئیں ۔قرار و آرام کے درخت کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکا ۔اور محبت ۔شوق اور حیرانی کے اشعار سے رُوح کی کیفیت ظاہر ہوئی ؎

اے عجب آں عہد و آں سوگند تو — وعدہ ہائے آں لبِ چوں قند تو

چوں بہانہ مے دہی شیدات را — اے بہانے شکرِ لبہات را

اس گرمی ۔آہ و زاری اور جان کو گھٹانے والے نعروں سے فرشتے بھی سرگرداں ہیں ۔اور مقدس بھی ان معنوں کے سمجھنے سے عاجز ۔فرشتوں کو عشق آدم کی آگ کی جلن کی کیا خبر ۔اور جنوں کو اس سوز گرمی کا کیا اثر ۔تعینات اور طرح طرح کے اذکار اگرچہ وہ جو گیہ ہوں ۔انہوں نے اختیار کئے ۔سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (پروردگار اس سے پاک ہے جس سے وہ اُسے متصف کرتے ہیں) +

لیکن اصحاب کرام کا طریقہ کہ وہ صفا اور احسان تھا اور جس میں فقط ذکر یا نور ہی داخل تھے ۔گم ہو گیا ۔انہیں حالات قلبی کی وجہ سے ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتے ہیں کیونکہ ولایت میں اللہ تعالٰے کے چہرے کی طرف توجہ ہوتی ہے ۔اور نبوت میں مخلوقات کے چہرے کی طرف +

واضح ہے کہ ولایت افعالی اور صفاتی تجلّیات سے فائض ہے ۔اور نبوت ذاتی تجلّیات سے کیونکہ نبوت والا مقامات قرب کی نہایت کو پہنچا ہوا ہوتا ہے ۔

اور اسے توجہ اور انتظار نہیں ہوتا۔ اور ولایت میں ابھی توجہ باقی ہوتی ہے۔ جو کمال مقصود کو نا پہنچنے کی علامت ہے۔ اللھم ادنا الحق حقا واھدنا الصراط المستقیم اے پروردگار! ہمیں حق دکھا جیسا کہ حق ہے۔ اور ہمیں سیدھے راہ کی ہدایت کر) یہاں سے اولیا نکلکر اس کی تابعداری کے محتاج ہیں۔ کیونکہ ابھی انہیں مقامات نبوی حاصل کرنے باقی ہوتے ہیں +

پھر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے مقدس لطیفہ نفس کا ظہور ہوا۔ جس میں سے کافی حصہ حضرت **شاہ نقشبند** رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت ہوا۔ بلکہ یہ کمال محض انہیں کی خاطر ہوا۔ اس کمال کے ظہور میں توجہ اور مشاہدہ جو دل میں اللہ تعالےٰ کی طرف دوام توجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور جذبات اور واردات اور توجہات اور پرہیزگاری۔ شرع پر قایم رہنا۔ اور عمل بہ عزیمت کا مدنظر رہنا۔ کھانے پینے۔ عادات اور عبادات میں متوسط رہنا۔ حضرت خواجہ صاحب کا طریقہ ہے۔ اور دعا سے دلوں کو ذاکر اور نورانی بنانا۔ اور غیر کے خطرات سے خالی کردینا۔ اور کاموں کو سرانجام دینا۔ حضرت **شاہ نقشبند** کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دے +

توجہ قلب سے ذکر خفی کرنا۔ اور مرشد کی صحبت کو لازم جاننا آپ کو بہت پسند تھا مرشد ایسا ہونا چاہیئے جو کسب کمالات میں کثیر الاحوال۔ قبلۂ حاجات و حالات ہو۔ اور اس میں استہلاک اور اضمحلال پائے جاتے ہوں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو وہ ناقص ہے اور ناقص سے کبھی کوئی کام نہیں ہوسکتا +

جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے شریعت نے ظہور پاکر انسان کو بارگاہ الٰہی کا مقرب بنا دیا۔ اسی طرح حضرت خواجگان **شاہ نقشبند** کے طریقہ نے اسے سیر و سلوک کی کفالیت اور احوال باطنی کی سہل الحصولی سے کامیاب کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ یہ طریقہ باقی تمام طریقوں کی نسبت احوال باطنی کے افاضہ میں کثیر النفع ہے۔ اور علما سے مستند ہے +

پھر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کمال سے اللہ تعالےٰ نے کچھ حصہ حضرت **مجدد صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا +

حضرت **مجدد صاحب** کے طریقہ میں تصفیہ قلب اور لطائف عالم امر تزکیہ نفس

اور استقامت بدان ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ لے جانا چاہتا ہے کہ کمالات اور حقائق کی نسبت اور لطافت عنایت کرے۔ اسے یہ طریقہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ طریقہ ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں مقامات کی بلندی اور نسبت کی کثرت بہت ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ انہیں پہنچا دیتا ہے۔ اس واسطے علوم اور حالات میں اختلاف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور رہو، تو اس طریقہ کے بعض درجوں کی سیر میں توحید وجودی اور توحید شہودی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور پھر عنایت الٰہی اور جذبات الٰہی سے ان بلند درجوں کو پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر اسرار توحید اور بیخودی اور سُکر صوفیہ نہیں پہنچ سکتا۔ سبحان اللہ! یہ نالائق قرب اولیاء کے مراتب کے بارے میں تقریر کرنے کے لائق تو نہیں۔ لیکن محض سعادت اور افتخار کے لئے یہ چند حروف بزرگوں کے مقامات کی نسبت لکھے گئے ہیں ؎

گر ندارم از شکر جز نام بہر — زاں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

ان کمالات الٰہی کی کثرت کا بیان کس طرح ممکن ہے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اُمت کو حاصل ہوئے۔

ہر ایک اولیا میں خاصیتیں ہیں اور ہر ایک انسان کو قسم قسم کی تجلیات کی سیر حاصل ہے۔ صرف ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ اولیا اللہ کے طریقوں میں حضرت **شاہ نقشبند** کا طریقہ اصحاب کرام کے طریقہ کے موافق ہے۔ اور اس میں اصحاب کرام کے احوال اور مقامات کافی ہیں۔ اور اس سے کامل ذوق شوق نصیب ہوتا ہے۔ خواجہ **نقشبند** اور آپ کے خلفا سے عنایت پس ماندگاں کے شامل حال ہوتی ہے۔

اس طریقہ میں علم کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور طالب ہمت سے کام کرنے لگتا ہے۔ ہمیں خواجہ صاحب کے ارشاد پر کامل امید ہے۔ اور اسی ارشاد کے موافق ہم عنایت الٰہی کے بھی اُمیدوار ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن مجید عقائد کے صحیح کرنے۔ ایمانیات کے قوی کرنے۔ اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ۔ اور باہمی معاملات کو بخوبی سرانجام دینے کیلئے نازل ہوا ہے۔ اور اثر سے مؤثر کی طرف جانا۔ دلیلوں سے توحید ایمانی کو قوی رکھنا جو کچھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، اس کی تصدیق کرنا۔ قیامت کا خوف رکھنا۔ واقعات

کو تقدیر الٰہی جانکر راضی ہونا۔ اور اس کا اجر حاصل کرنا۔ ہمیشہ ذکر میں رہنا۔ دل و جان سے عادات میں احسان کے مرتبے کو لازم جاننا۔ دل میں جہاد کی پکی نیت کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر توکل۔ قناعت تسلیم۔ تفویض۔ اور اعتبار کر کے خوف اور رضا کو کام میں لا کر دوستی کے لئے تیار رہنا۔ الٰہی مامورات اور اکابر دین کی پسند کردہ باتیں ہیں +

جس شخص کو امور دینی میں ظاہر میں یا باطن میں کمی ہو، وہ قصور وار ہے تمام امت اسی طریق کے لئے مامور ہے +

لوگوں نے کثرت اذکار اور ریاضتوں میں مشغول رہنے کے سبب خیال میں اسے وحدت وجودی مقرر کیا ہے۔ یہ نیت پر موقوف ہے۔ ان غالب مذاہب میں وہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ شرع کی بنا غیریت پر ہے۔ اور ذاتی اور دائمی تجلیات کے عالی مقامات میں جس درجے پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے ہیں۔ یہ حالات اُن اکابر سے کچھ معلوم نہیں +

ہم امام العرفا و محققین حضرت مجدد صاحبؒ کا اتباع رکھتے ہیں آنجناب کو بارگاہ الٰہی سے جو دبّ زدنی علما کے صادق قول کا قبول کرنے والا ہے۔ معارف مرحمت ہوئے۔ آپ نے عالموں اور داناؤں پر وہ معارف ظاہر کر دئے۔ تقلید او زہم کے موافق بات کرنا قابل اعتبار نہیں +

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے توحید کے مسائل اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ عبدالقدوس سے پڑھے ہیں۔ اور یہ معرفت حاصل کی ہے۔ اور پھر شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی محبت۔ تلقین اور تربیت کے یمن سے وہ معرفت عیاں اور شہود میں بدل گئی۔ اور ذاتی تجلیات کا القا فیلہ ہمت حضرت شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا اور اس معرفت کے علوم اور اسرار بہت حاصل ہوئے۔ اور میں ان کا مغلوب ہو گیا۔ پھر عنایت الٰہی اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی توجہات سے مجھے بہت ترقیات نصیب ہوئیں۔ اور مذکورہ بالا معرفت کے علاوہ اور معرفت حاصل ہوئی۔ اور وہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی وحدت شہود +

اس معرفت کے اثنا میں ممکنات کے آئینوں میں غیرت باقی ہے آئینہ آفتاب

کی شعاعوں سے پُر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں سُورج کی ٹکیا اور حرارت دونوں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس حالت میں یہ کہے کہ سُورج میں ہی ہوں۔ تو بلحاظ قرص آفتاب کے انعکاس اور طبقات کے اسے کاذب نہیں کہ سکتے۔ لیکن پھر بھی اس میں آئینے کا وجود باقی ہے۔ یہی آئینے کی غیریت ہے +

معرفت اولیٰ کے آفتاب سے اتحاد کرنے سے لطیفہ کی سیر میں ظاہر ہو جاتی ہے اور یہ محبّت کے سُکر کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس معرفت والا سُکر سے معذور ہے +

لطائف فوقانیہ (اوپر والے) کی سیر میں قلب اور معرفت ثانیہ پیش آتی ہیں۔ اور سُکر صحو سے مبدّل ہو جاتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی کے جذبات سے ترقی ہوتی ہے۔ اور انبیا علیہم السلام کے مذاق کے موافق مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور توحید وجودی کا جو تجلیات افعالی کی سیر میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور توحید شہودی کا جو تجلیات صفاتی کی سیر میں ظاہر ہوتی ہے۔ نشان تک نہیں رہتا۔ ان معنوں سے تجلیات دائمی میں فروگذاشت کرنے سے عبودیت و ذل عبدیت حاصل ہوتی ہے +

صوفیوں کے تخیلات پر کم اعتقاد کرنا شرعی طریقے کے خلاف ہے کہ علما کے مقرر کردہ اعتقادات واجبات سے ہیں۔ تاکہ یہ ٹھیک طور پر حاصل ہو جائے +

آیتوں کے جو معانی انبیا علیہم السلام کے مذاق کے موافق فرمائے ہیں۔ انہیں غلبۂ اوہام کے موافق تاویل سے خیالات میں لانا ہرگز جائز نہیں +

وحدت شہود کو وحدت وجودی سے مطابقت دینا اور اسے اس معرفت کے تابع بنانا۔ یہ تنگ علمی کی قوت کے خاص مقام سے ناشی ہوتا ہے۔ اور معرفت کسی اور مقام سے حاصل ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں کبھی ایک نہیں ہو سکتیں +

توحید وجودی تو لطیفہ قلب کی سیر میں اور توحید شہودی لطائف فوقانی کی سیر میں حاصل ہوتی ہے +

جس شخص کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کے تمام مقامات حاصل ہوں۔ اور وجدان صحیح اور علم صحیح بھی اسے حاصل ہو۔ اُس کے لئے ذاتی اور دائمی تجلیات میں ان دونوں کا اثر تک نہیں رہتا۔ اور سوائے عبُودیت اور عبدیت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا +

ظاہر ہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ سے محض نسبت رکھنا ہی اس طریقہ کے انوار سے مذکورہ بالا تین معارف کو نہیں پہنچا سکتا۔ ظن اور تقلید کی بات معتبر نہیں ہوسکتی۔ صوفیوں کے طریقہ کی غرض یہ ہے کہ باطنی فیض اور قلبی کیفیتیں حاصل ہو جائیں۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو کسی اور جگہ بیعت کر لے ◆

نقل۔ دین کے بزرگوں اور حق الیقین کے طالبوں نے محبت کے غلبات کے سبب ترک۔ تجرید اور کثرت ریاضات اور اذکار کو اپنا طریقہ بنا کر موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے موافق لذات نفسانی سے ہاتھ اٹھایا ہے۔ اور اپنی فنا اور بقا حق کے ذریعہ اللہ تعالٰی جلشانہٗ کے اخلاق سے بڑا قوی تخلق کر کے اس معرفت کو جو شکر محبت ہے، حاصل کیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اُنہوں نے رسالے لکھے ہیں۔ اور اپنے مقصود کے موافق بطور تاویل آیات پیش کی ہیں۔ اور اس معرفت کے سبب کہ دوست کے ساتھ ایک ہو جانا بندگی سے بہتر ہے۔ غیرت شوری جہان میں برپا کی اور مغلوب لوگ محبوب کی دُھن میں استہلاک کو پہنچ کر از خود رفتہ ہو گئے۔ اور لا یحیوں نے لا الٰہ الا انا و انا اللہ (میرے سوائے کوئی معبود نہیں اور فقط میں ہی معبود ہوں) پر تقوٰے کر کے ہمہ اوست کے وہم سے توحید متخیلہ کو رواج دیا◆

ہمارے پیر کو یہ معرفت حاصل ہے۔ وہ ہمارا مقتدا ہے۔ ہمیں اس کی پیروی کرنی لازم ہے۔ پیر اول جو انبیا کا پیشوا ہے۔ وہ عند اللہ منظور ہے۔ اگر مجدد یہ فوقانی لطائف پر پہنچنے والے معرفت میں مستغرق ہوا کرتے تھے۔ تو وہ مجنوں کی طرح اس خیال میں کہ انا لیلی (میں لیلی ہوں) گرفتار ہو جاتے تھے۔ اگر سیر قلب کے گرفتار ترقی کرتے تھے۔ تو وہ اتحاد اور غیبت سے بریت چاہتے تھے۔ سوائے معرفت معروضہ کے جو جہان میں مشہور ہے اور ہر زمانے میں موجود ہے یعنی:۔

"اتوں توں اُتوں توں تو ہیں توں ہیں توں ہیں توں توں ہے ایسی"

یہ دوسرے علوم کے معارف ہیں۔ اس سے صرف عارفوں کے ارواح اور قلب مستفیض ہوئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے مذاق۔ اللھم ارنا الحق حقاً (اے پروردگار! مجھے حق کی واقعی کیفیت دکھا) کے موافق جسے علما نہیں سمجھ سکتے۔ یہ درویشی کے لئے باعث عار اور ننگ سخت حیرانی اور پشیمانی ہے کہ دیکھئے انجام کیا ہو۔ اللھم احینی مؤمناً

وامتنی مؤمناً واحشرنی مؤمناً (اے پروردگار! مجھے بحالت مومن زندہ رکھ اور مار اور میرا حشر بھی بحالت مومن کر) ✦

حضرت غوث الثقلین۔ حضرت شاہ نقشبند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے طریقوں کا وسیلہ ڈھونڈنا محض اس واسطے ہے کہ لوگوں کو ایمان کا ثبوت بدرجہ کمال ہو ؎

مصحف بکف و پارہ دیدہ بدوست
یا پیک اجل خندہ زناں بیروں شد

نقل۔ زندگی کا ما حاصل کیا ہے؟ علم دین اور یادِ حق سبحانہ وتعالےٰ۔ اور خدا و رسول کی محبت۔ اور اس کے اسباب دو ہیں۔ اول علم کے موافق عمل کرنا۔ اور دوسرا ہمیشہ ذکر میں رہنا۔ پس اپنے اوقات کو تحصیل علم اور انفاس کو یاد الٰہی سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ رات کے آخری حصہ سے لیکر اشراق کی نماز تک تو یہ کرنا چاہیئے۔ اور تہجد کی نماز کے بعد استغفار۔ دُعا۔ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہونا چاہیئے۔ اور دو رکعت نماز شکر النہار اور دو رکعت استخارہ ادا کرکے کتاب کا شغل کرنا چاہیئے ✦

صرف ونحو کا علم حاصل کرنے کے بعد تلویح۔ توضیح۔ اور علم معقولات سے قطبی شرح عقاید اور خیالی وغیرہ سے جتنا ہو سکے حاصل کرنا چاہیئے۔ اور علم حدیث اور تفسیر اور علم صوفیہ کی مکمل واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور کتاب کے شغل کے وقت ذکر الٰہی کی آگاہی اور یاد داشت سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے ✦

چاشت کی نماز کے بعد تھوڑی دیر سو جائیں۔ پھر زوال کے بعد اُٹھ کر اگر توفیق ہو۔ تو چار رکعت نماز لمبی قرأت سے ادا کریں۔ اور یہی نماز ہے جسے سحر کے وقت بھی ادا کرتے ہیں۔ پھر عصر کی نماز تک کتاب کا شغل رکھے۔ عصر کے بعد پھر ذکر اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے۔ نماز شام کے نفلوں کے بعد رات کے چوتھائی حصہ تک کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے ✦

پھر عشاء کی نماز کے بعد وِرد پڑھنے کا وقت مقرر ہے۔ اس میں قرآن مجید کی مختلف آیتیں۔ سورہ تبارک۔ الم سجدہ اور سورہ بقر کا آخری حصہ۔ سورہ آل عمران اور چاروں قل تین تین مرتبہ اور آیۃ الکرسی سوتے وقت ضرور پڑھا کریں اور مسلمانوں کے لئے سو مرتبہ سُبحان اللہ وبحمدہ سُبحان اللہ العظیم۔ اور پچیس مرتبہ

اللھم اغفرلی وارحمنی ولوالدیہ ولمن توالد ولجمیع المومنین والمؤمنات پڑھنا چاہیئے۔اور نیز حسب ذیل وظائف بھی۔کلمہ تمجید سو بار۔کلمہ توحید سو بار۔سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سو بار۔درود ھزاری پانسو بار۔اور یہ استغفار اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی وتب علی انک انت التواب الرحیم سو بار یا گیارہ بار مقرر کریں۔سیدالاستغفار یہ ہے۔اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وعلی عھدک ووعدک ما استطعت ابوء بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفرالذنوب الا انت واعوذ بک من شرما صنعت اللھم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی جو شخص اس استغفار کو اپنا ورد بنائیگا جس روز اسے (پڑھیگا) اسی روز بہشت میں داخل ہوگا۔اگر مغرب کے وقت پڑھے اور اسی روز مرجاوے۔تو اسی رات بہشت میں داخل ہوگا۔پس اسے اکثر پڑھنا چاہیئے۔

سبحان اللہ وبحمدہ وعدد خلقہ ورضاء نفسہ وزینۃ عرشہ ومداد کلماتہ چند مرتبہ۔

سُبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما خلق فی السماء سُبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر عدد ما ھو خلقہ اور درود اللھم صل علیٰ سیدنا محمدٍ والہ واصحابہ صلوۃ تکون لک رضاء وحسبھم اداء تینتیس ۳۳ مرتبہ۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم بعدد کل معلوم لک۔

مرتبہ احسان اور یاد داشت اور ہمیشہ حضرت حق کی طرف متوجہ رہنے کے حصول کے لئے اور دل کو خطرات آیندہ وگذشتہ سے محفوظ رکھنے کے لئے چند مرتبہ خیال کی زبان سے ذکر کرنا چاہیئے کہ اے پروردگار! تو ہی میرا مقصود ہے۔اور تو ہی میری رضا ہے۔مجھے اپنی محبت اور معرفت عطا کر۔

کلمہ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ذوق اور شوق کے لئے حبس دم کے ساتھ جہر متوسط مقرر ہے غیروں اور جاہلوں کی صحبت کے بغیر محبت آمیز اشعار کا سننا جائز ہے۔

حاجت براری کے لئے دو رکعت نفل پڑھ کر اُس کا ثواب اپنے پیروں کی ارواح کو بخشے۔ اور ان کے ارواح مقدسہ کے وسیلے بارگاہ الٰہی میں التجا کرے۔ اور اپنے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے یاد داشت اور علم دین میں مشغول ہونا چاہیئے ✦

نماز اشراق اور نماز مغرب کے بعد کے دوگانہ میں سورہ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے بعد حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ اور یہ آیتیں پڑھنی چاہئیں:۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین ✦

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ✦

ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شئ قدیر ✦

سلام کے بعد سبحان اللہ الخ بعد دما ھو حلقہ یامن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ✦

کسی سے تعلق نہ رکھے اور نہ کسی پر امید کرکے محض اللہ تعالیٰ کے وعدول کی سچائی پر دل قوی رکھ کر زندگی بسر کرے۔ اور واقعات کو تقدیر الٰہی جان کر چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ اور خلقت کو قدرت و حکمت الٰہی کے آثار سمجھ کر لڑائی جھگڑے کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اپنے قصور کو نیست و نابود خیال کرکے مسلمان کی تعظیم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سب اللہ تعالیٰ کے وجود کا پرتو اور اسی کے وجود کے آثار ہیں۔ اور جہاں تک ہو سکے سب سے بامروت پیش آنا چاہیئے۔ اور بھوکے کو دو روٹیاں اور ایک کوزہ پانی دینا چاہیئے۔ ہماری اس پُر وسوسہ نماز سے بہتر ہے ✦

دُنیا سے نجات پانے اور روگردانی اور مَوت کے لئے تیار رہنے کو اپنا شعار بنانا چاہیئے ✦

خدا و رسُول کے حقوق کو ادا کرنا۔ اور سادات کبار کی تعظیم اور علما اور فقرا کی عزت کو لازم جاننا چاہیئے ✦

اپنے حقوق کو چھوڑ دینا چاہیئے اور دوسرے کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ اور مرنے سے پہلے ہی دُنیا سے رُوگردانی اور موت کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیئے ✦

کثرت ذکر۔ توجہ اور نگہداشت اگر حاصل ہو۔ تو اُس کی علامت حق سُبحانہٗ و تعالےٰ سے ڈرنا ہے۔ اور ہمیشہ عاجزی اور انکسار کرنا ہے۔ گویا کہ شامت اعمال سے صرف یہی دم اپنے ساتھ ہے۔ اور باطن کو حق سُبحانہٗ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی سے گھرے ہوئے سمجھنا چاہیئے۔ اور تقوےٰ کا اصلی کام شریعت نبوّی کی پیروی ہے۔ از روے اعتقاد۔ اخلاق۔ اعمال اور احوال اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ترک۔ تجرد۔ توکل۔ تسلیم اور رضا۔ متابعت مصطفویؐ ملکہ اور عادت ہو جائیں +

اللہ تعالےٰ اس عمر ضائع کردہ کو۔ اور آپ کو اس عمل کی توفیق عنایت کرے +

نقل۔ اصحاب کرام کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ اپنے مذہب کو دوسرے مذہب پر فضیلت نہیں دینی چاہیئے۔ اور مشائخ عظام کو ایک دوسرے سے افضل خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور سنّی اور شیعہ کے عقائد کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور سماع نہیں سُننا چاہیئے۔ کیونکہ صوفیاے کرام اس بارے میں مختلف الراے ہیں۔ صرف بانسری سُننے چاہیئے۔ کیونکہ بڑے بڑے اولیا نے سُنی ہے۔ اگرچہ اس کا رواج پہلے قرن میں نہ تھا +

نقل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں الدین نصیحۃ (دین نصیحت اور خیر خواہی ہے) اس لئے مَیں بھی اپنے دوستوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے موافق ہے۔ اس سنت کی پیروی اور بدعت سے کنارہ کشی لازم ہے۔ اگرچہ وہ بدعت مفید ہی کیوں نہ ہو +

اس آیت شریف الیوم اکملت لکم دینکم (آج تمہارے لئے تمہارا دین مَیں نے کامل کر دیا) کے مطابق دین متین نے کمال پا لیا ہے۔ پس عقائد۔ اعمال۔ اخلاق اور احوال اور درد اور ہمیشہ کی تسکین۔ انوار اور کیفیات باطنی طالب کے باطن پر پرتو فگن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے نسبت حاصل کرنے کے لئے نہیں معاملات کا صدق جو حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہیں۔ کافی ہے +

طاعت و اعمال میں محنت شاقہ۔ اعمال جوگیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس یادداشت کی نسبت کا حاصل کرنا لازمی ہے۔ جسے اصحاب کرام کے طبقہ میں مرتبۂ احسان کہتے ہیں۔ اور صوفیہ اسے ہمیشہ کی آگاہی۔ حضور۔ شہود۔ اور مشاہدہ کہتے ہیں۔ جس سے دل کو اللہ تعالےٰ کی طرف بسیط پیدا ہوتی ہے۔ یہ توجہ اکثر اوقات مجمل طور پر ہوتی ہے۔ اور کبھی مفصل ظاہر

ہوتی ہے +

چنانچہ ممکنات کا ہر ایک ذرہ شہود حق کے لئے آئینے کا کام دیتا ہے جس وقت توجہ اور آگاہی بغیر کسی اور خیال کے ہو یا قلبی کیفیتوں میں سے کوئی کیفیت پیدا ہو۔ تو اس حالت کو اندراج نہایت در بدایت کہتے ہیں۔ اور جس وقت توجہ اور حضور چھیوں توجہوں کو احاطہ کرکے، تو پھر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ نسبت نقشبندیہ سے مراد بھی یہی حضوری مع سمت ہے +

نقشبندیہ طریقہ میں یہ نسبت شریفہ خواجۂ خواجگان خواجہ **باقی باللہ** قدس سرہٗ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اور کئی ایک مخلص اس سے بہرہ ور ہوئے ہیں جزاہ اللہ عنا خیر الجزا۔ اور یہ نسبت حسب ذیل پانچ چیزوں سے حاصل ہوتی ہے :-

اوّل ہمیشہ دل کی طرف توجہ کرنا +

دوم ہمیشہ دل کی توجہ بارگاہ الٰہی کی طرف رکھنا۔ ان دونوں توجہوں کو **وقوف قلبی** کہتے ہیں +

سوم۔ اسم ذات کا ہمیشہ ذکر کرنا۔ یا خفیہ نفی اثبات۔ یہ زبانی ذکر سے بلحاظ معنی یعنی بجز ذات پاک اور کچھ مقصود نہیں۔ زیادہ مفید ہے۔ اور دونوں توجہوں کا لحاظ کرکے زبانی ذکر بھی مفید ہے +

چہارم دل کو خطرات سے محفوظ رکھنا یعنی جب دل پر کوئی خطرہ گذشتہ یا آیندہ آنے لگے فوراً اُس کو روکنا چاہیئے۔ تاکہ اسے دل میں راہ ہی نہ ملے۔ خطرات کے دور کرنے کے لئے مرشد کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس کی صورت اپنے دل کے مقابل رکھنی چاہیئے۔ اس سے بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس توجہ کو **ذکر رابطہ** کہتے ہیں۔ خطرات کے دفعیہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں التجا و زاری کرنا۔ اور اسم ذات کے نقش کو پیش نظر رکھنا کافی ہے +

پنجم بازگشت یعنی چند بار خیال کی زبان سے ذکر کرنے بعد کمال عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ اے پروردگار! تو ہی میرا مقصود ہے۔ مجھے اپنی رضا اور محبت عنایت کر +

یہ مذکورہ بالا امر محبت کی راہ میں ہر دم اور ہر لحظہ بمنزلہ فرض ہے جس دم اگرچہ ضروری

شرط تو نہیں۔ لیکن مفید ضرور ہے ✦

واضح رہے کہ اس طریقہ عالیہ کی چند مقررہ اصطلاحات ہیں۔ ان کے بغیر یہ نسبت شریفہ حاصل نہیں ہوتی۔ مگر جسے اللہ چاہے عنایت کرتا ہے۔ پس سالک کے دل کو محض عنایت سے جذبہ ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن ماسوے اللہ سے خالی ہو جاتا ہے۔ وہ اصطلاحات حسب ذیل ہیں:۔

یاد کرد۔ اس سے مراد ذکر ہے خواہ زبانی ہو یا قلبی۔ لیکن اس طریقہ میں ذکر قلبی معتبر ہے۔ جو کہ ہر وقت آسانی سے ہو سکتا ہے ✦

ہوش در دم۔ اس سے مراد وہ آگاہی ہے کہ سالک پہلے ذکر قلبی سے جسے یاد داشت اسمی کہتے ہیں، کوئی دم ذکر قلبی کے بغیر نہ لے۔ جس وقت دل بارگاہ الٰہی میں توجہ کرنی آ جاتی ہے۔ تو اُس میں دو روشن آنکھیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس وقت ہر دم اس توجہ کی نگہداشت کرنی چاہیے۔ اور جب قلبی ذکر نگہبانی اور آگاہی حضور کے ساتھ خلوت و جلوت میں یکساں ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کی کثرت اور شور و غل کے سبب اس میں فتور نہیں پڑتا۔ اسے **خلوت در انجمن** کہتے ہیں۔ اور اس آیت شریف کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ وہ آیت یہ ہے:۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی) ✦

وقوف زمانی۔ اس سے یہ مراد ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف ہو۔ اگر اس کا وقت یاد اور حضور الٰہی میں گذرا ہے۔ تو شکر کرے۔ اور اگر غفلت میں گذرا ہے۔ تو استغفار کرے۔ اور پھر اس میں غفلت نہ کرے ✦

یاد داشت۔ اس سے مراد ہمیشہ کی توجہ اور آگاہی ہے۔ بغیر مزاحمت اور فتور کے ہے ✦

نظر بر قدم۔ مناسب ہے کہ راستہ چلتے وقت سالک کی نظر پاؤں کی پیٹھ پر رہے۔ بلکہ بیٹھے ہوئے بھی اسی طرح رہے ✦

وقوف عددی۔ نفی اثبات کے وقت سانس روک کر طاق عدد کے موافق کرے ✦ وقوف قلبی۔ نگہداشت اور بازگشت، ان تینوں کا بیان پہلے ہو چکا ہے ✦

سفر در وطن۔ اس سے مراد اخلاق حمیدہ کا حاصل کرنا ہے۔ بداخلاق سے نیک اخلاق بننا چاہئے۔ سیر وسلوک کا ماحصل تہذیب اخلاق ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید ہے:۔

حدیث۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (میں اسی واسطے بھیجا گیا ہوں تاکہ مکارم اخلاق کو پورا کروں) +

پس سالک کو اپنے حال کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اگر اس میں کوئی رذیلہ صفت غالب ہو تو نفی اثبات سے اس کو دور کرنا چاہئے +

مثلاً اگر حسد کو دور کرنا ہے۔ تو اس طرح کرے کہ لا الٰہ نہیں ہے مجھ میں حسد مگر الٰہی چند ہی روز میں ذکر الٰہی کی برکت سے حسد زائل ہو جائیگا۔ اسی طرح تمام بری صفتیں ذکر کے انوار سے پوشیدہ ہو جائینگی۔ اور ممکن ہے کہ جب ذکر اور یاد کرد تمام بدن کو ظاہر اور باطن میں گھیرلے۔ تو خود بخود بری صفات زائل ہو جائیں + رزائل حسب ذیل ہیں:۔

حسد۔ بخل۔ تکبر۔ کمینگی۔ مرتبے کی محبت۔ کبر۔ ریا۔ خود پسندی۔ غیر سے تعلق رکھنا۔ حرص۔ طمع۔ خواہش۔ بڑی بڑی امیدیں کرنا۔ فضول کلامی۔ پس گوئی۔ عیب جوئی کرنا لایعنی باتیں کرنا وغیرہ وغیرہ ان سب سے پرہیز واجب ہے +

نقل اللہ تعالٰے کے اخلاص سے متخلص ہونا، مامور ہے۔ پس تہذیب اخلاق کرنی چاہئے۔ اور نیک اخلاق سے موصوف ہونا چاہئے۔ خلق ایک ملکہ ہے جس سے نیک کام اور پسندیدہ آداب اور رزائل سے پرہیز۔ اور بغیر تکلیف کے نیک اخلاق کی پابندی حاصل ہوتی ہے +

حسن خلق حسب ذیل ہیں۔ قول فعل میں لوگوں سے ڈرنا۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا اور اعلٰے اور ادنٰے سے لین دین اور حقوق اور ترک وغیرہ میں نرمی اور صلح کرنا۔ ان میں ایک حلم اور تواضع ہے +

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نظر ہمیشہ نیک کام پر رکھنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالٰے ہی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور وہی رزق دیتا ہے۔ اور وہی حفاظت کرتا ہے اور اسی سے وہ قایم ہے۔ ممکنات پر نظر کرنا واجبات سے ہے۔ اور شرع کے موافق حفظ مراتب واجب ہے +

نصیحت و شفقت۔ گنہگار کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ معذور ہے۔ اور چونکہ وہ نفس اور شیطان کے ہاتھ میں گرفتار ہے۔ اس کے لئے استغفار کرنی چاہئے۔ اور توجہ کرنی چاہئے۔ خلوت میں امر معروف کے بجالانے میں قبولیت کا احتمال ہو سکتا ہے ❖

موافقت۔ جو کام شریعت اور طریقت کے موافق ہو۔ اُس میں رفیقوں سے موافقت کرنی چاہئے۔ اور جو اِن کے برخلاف ہو۔ اس سے کنارہ کشی لازم ہے۔ اور ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ کہ بذریعہ احسان دلوں سے دُکھ درد دُور کئے جائیں ❖

مدارات۔ لوگوں کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرنا۔ اور اُنہیں تنگ نہ کرنا ❖

ایثار۔ اپنے عزیز کی خاطر کو اپنے سے مقدم سمجھنا۔ اور نفع پہنچانا ❖

آلفت۔ دوستوں سے رابطہ پیدا کرنا اور جو تجھ سے قطع تعلق کرے اُس سے ملنا ❖

بشاشت۔ خندہ پیشانی سے لوگوں کو پیش آنا ❖

کرم و عطا۔ بغیر سوال کرنے کے لوگوں کو کچھ عنایت کرنا یا بخشنا ❖

مروت۔ پاس خاطر کرنا۔ اور ایسی چیز سے پرہیز کرنا جس سے کسی کا دل دُکھے۔ اگرچہ اس میں اپنے آپ کو تکلیف ہی پہنچے ع

اگر مردی احسن الیٰ من اساء ❖

اگر تو مرد ہے، تو جو تجھ سے بُرائی کرے تو اس سے نیکی کر ❖

تودّد، تلطف، تفقد۔ اس بات کی جستجو کرنا کہ کوئی شخص کس حالت میں ہے۔ اور پھر اس کی مدد کرنا اور اُس کی رعایت کرنا ❖

مودّت۔ ہمیشہ نیک آدمیوں سے محبت کرنا ❖

مجود۔ بغیر سوال کے کسی کو بخشنا ❖

عفو۔ کسی کے گناہ سے درگذر کرنا ❖

صفح۔ کسی کو نہ جھڑکنا ❖

سخا۔ سوال کے بعد کچھ بخشنا ❖

حیا۔ شرم کے سبب حضرت حق سُبحانہ تعالےٰ یا ملائکہ کرام علیہم السّلام یا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں احوال عرض نہ کرسکے یا لوگوں کو اطلاع ہو جانے

کے ڈر سے کسی بُرے کام سے باز رہنا *

وفا۔ وعدے کو پورا کرنا۔ اگر اس میں غیر کا فائدہ یا کسی سے ضرر رفع ہوتا ہو اور خود وہ سکتا ہو۔ تو واجب ہے ورنہ مستحب *

سکینۃ۔ حکم کے ماتحت ہو کر تسکین رکھنا واجب ہے۔ اور رونا اور آہ وزاری اور رواویلا منع ہے۔ حکم الٰہی پر نظر رکھنے سے دل کو رضا بقضا حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ تکلیف کے سبب آہ وزاری زبان سے نکل آتی ہے *

وقار۔ سہج اور تمکین سے کام کرنا اور احکام تقدیر کے جاری ہونے میں اطمینان کو لازم جاننا *

الثنا والدعا۔ جو نعمت کسی شخص سے تجھے ملے تو اُسے حقیقی منعم یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانکر اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کو فرض سمجھے۔ اگر ممکن ہووے تو اس کا نیک بدلا دیوے۔ نہیں تو اس شخص کے حق میں دُعا کرے اللھم اجزہ عنا خیر الجزاء *

حُسنِ ظن۔ نیک تاویلوں سے دوسروں کی برائیوں کو نیکیاں خیال کرنا۔ اور اپنی نیکیوں کو قابل قبول نہ جاننا *

التغییر۔ تو اس بات کا یقین کرے کہ نفس شرارتوں کا محل ہے۔ اس سے کبھی نیکی نہیں ہو سکتی۔ اگر نیکی کا خیال بھی آ جائے۔ تو وہ حق سُبحانہٗ تعالےٰ سے مُستعار ہے *

استحقار۔ جو تیری طرف سے ہے، اُسے حقیر سمجھنا۔ کیونکہ شاید نفس نے اس میں بدنیتی۔ خود پسندی۔ غرور اور تکبر سے کیا کیا ملایا ہے۔ اور جو تیرے غیر کی طرف سے ہے۔ اُس کو بُرا سمجھنا۔ کیونکہ شاید اس نے اس عمل میں کسی نیک نیتی سے کام لیا ہو۔ اور شاید اسے درگاہ الٰہی میں بسبب اخلاص کے کیسا مرتبہ حاصل ہو *

حسنؑ کی سند سے عبد اللہ ابو الحسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی حسنؑ کے جد بزرگوار صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ ان احسن الخلق الحسن سب سے عمدہ خلق حسن کا خلق ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں تمہیں ان اخلاق سے متخلق کرے *

مقامات۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ عبادت کے لئے مستعد ہو۔ تو اسے اپنی غفلت کی حد سے واقف ہونا چاہیئے کہ مَیں کس کام کے لئے آیا ہوں۔ اور کس قدر عمر مَیں نے خراب اور ضائع کر دی ہے *

توبہ - اس سے مراد گناہوں کا چھوڑ دینا ہے۔ گذشتہ سے نادم ہونا اور آیندہ گناہ کرنے کا پکّا ارادہ کرنا +

انابت - غفلت کو چھوڑ ذکر میں مشغول ہونا +

ورع - مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا۔ اس زمانے میں جو چیز صریح حرام ہے۔ اس کی ترک کو تقوے کہتے ہیں۔ شبہات نے بہت رواج پایا ہوا ہے۔ اور حلال میسّر نہیں ہو سکتا جس چیز میں شبہ غالب اور صریح ہو۔ اُسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ روٹی کے ٹکڑے اور اتنے کپڑے پر قناعت کرنی چاہیئے جس سے ستر ڈھانپا جا سکے +

محاسبہ نفس - اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ نفس کے لئے لازم ہے۔ اُس کی دیکھ بھال کیجائے۔ کہ آیا جو کچھ مجھ پر واجب ہے۔ میں اسے بجا لاتا ہوں یا نہیں۔ اور وقت ضائع تو نہیں کر رہا +

ارادت - آرام اور دنیاوی مرادوں کو ترک کرنا +

زہد - حلال کو ترک کرنا اور گوشہ گیری اختیار کرنا۔ دنیا سے حلال کی طلب کرنا تو سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ لیکن حلال کا بھی ترک کر دینا طالبانِ حق کے لئے واجب ہے +

فقر - اس سے مراد یہ ہے کہ مُلک املاک نہ ہو۔ اور اگر کوئی چیز ہاتھ نہ لگے۔ تو اس کا غم نہ کرنا +

فقر کی ف سے اشارہ فاقہ کی طرف ہے۔ اور ق سے قناعت۔ اور ر سے ریاضت کی طرف ہے +

اگر تو ان اشارات پر عمل کریگا۔ تو ف سے فضل۔ اور ق سے قرب۔ اور ر سے رویت و رحمت حق تجھے حاصل ہوگی +

ورنہ ف سے فضیحت ق سے قہر اور ر سے رسوائی حاصل ہوگی۔ نعوذ باللہ منہا +

صدق - اس سے مراد یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں قایم رہے +

تبصر - مکروہات کو اختیار کرنا۔ اور کڑوی باتوں کو پی جانا +

بصر - غیر کی طرف شکوہ کرنا۔ او مصیبت میں گریہ و زاری کرنا +

رضا - بلا میں لذت حاصل کرنا +

اخلاص ۔معاملات الٰہی سے خلق اللہ کو نکالنا ۔یعنی ان میں خلقت کا دخل نہ سمجھنا ✦

توکل ۔اللہ تعالےٰ کے وعدوں یعنی ذوق ۔محبت اور نصرت و معیت پر بھروسہ رکھنا ۔اور ماسوے اللہ سے طمع اُٹھا لینا لیکن یہ سب اللہ تعالےٰ کے ساتھ دلی معاملے ہیں ۔ اور حالات اذکار کی صفائی سے دل پر اُترتے ہیں ۔الحال نازلة ینزل علی القلب و لا تدوم (حال ایک اُترنے والی چیز ہے جو دل پر اُترتی ہے لیکن ہمیشہ نہیں رہتی) ۔ ان میں سے ایک مراقبہ ہے ✦

مراقبہ ۔اس سے یہ مراد ہے کہ یقین کی صفائی سے مبنیات کی طرف دیکھا جائے اور ممکنات کے آئینے میں فعل الٰہی کے مظاہر کا مشاہدہ کیا جائے ۔ اس کے وسطے میں حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کی جمالی صفات حاصل ہوتی ہیں ۔اور انتہا میں مشاہدہ ذات حق حاصل ہوتا ہے ۔اور ہر جگہ اللہ تعالےٰ ہی جلوہ گر معلوم ہوتا ہے ۔ ملائکہ کرام اور ارواح کا دیکھنا اتنا معتبر نہیں ✦

قرب ۔ماسوے اللہ سے دل کو ہٹا کر ساری ہمت شہود حق سبحانہٗ تعالیٰ میں صرف کرنا ✦

محبت ۔مکروہات اور مرغوبات میں محبوب کی موافقت کرنا ✦

رجا ۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کو سچ جاننا ✦

خوف ۔دل کو اللہ تعالےٰ کے دبدبے سے ڈرانا ✦

حیا ۔خوشی سے دل کو روکے رکھنا ۔اس واسطے کہ قرب ان احوال کو چاہتا ہے ۔ پس سالکوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں ۔جو حال قرب میں حق سبحانہٗ کی عظمت دیکھتا ہے ۔ اور اس پر خوف اور حیا غالب آجاتی ہے ۔اور بعض ایسے ہوتے ہیں ۔جو حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کا لطف اور احسان قدیم دیکھتے ہیں ۔ان کے دل پر محبت اور رجا غالب آجاتے ہیں ✦

شوق ۔اس سے مراد ہے محبوب کے ذکر کے وقت دل کا ہلنا ✦

اُنس ۔دلی آرام اور اللہ تعالےٰ سے افتقار کرنا ۔اور تمام کام اسی سے طلب کرنا ✦

طمانینت ۔مجاری اقتدار کے ماتحت اللہ تعالےٰ سے افتقار کرنا ۔اور دلی آرام کا حاصل کرنا ✦

یقین ۔ اللہ تعالےٰ کے مواعید کی دل سے تصدیق کرنی اور شک کو دور کرنا ✦

مشاہدہ۔ یہ ایک حالت ہے جس میں بغیر دیکھے دل کو بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور رویت عیاں نظر آتی ہے۔ یہ حال آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کے موافق ہے:۔ "اعبد اللہ کانک تراہ وان لم یکن تراہ فانہ یراک"۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اُسے دیکھتا ہے۔ اگر یہ نہیں کر سکتا۔ تو اس طرح عبادت کر کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے +

یہ جو کچھ مَیں نے لکھا ہے۔ گویا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کا اصل عربی عبارت میں ہے۔ جو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب **آداب المریدین** میں سلوک کے مقامات۔ احوال اور اخلاق کے بارے میں لکھی ہے +

واضح رہے کہ قدیمی صوفیا کا طریقہ یہ ہے کہ جذب کے طریقے سے جو ذکر اور توجہ کی کثرت سے وقوع میں آتا ہے۔ مقامات سلوک پہلے حاصل کئے جائیں۔ وہ لوگ پہلے سلوک کے مقامات کو درجہ وار حاصل کر لیتے تھے۔ اور پھر مجاہدات اور غیبات سے تہذیب کرتے تھے +

لیکن نقشبندیہ طریقہ کے بزرگ ذکر الٰہی اور توجہ کے طریقہ جذب کو سلوک پر مقدم فرماتے ہیں کہ مقامات سلوک کی رعایت کے بعد مجمل وقت ذکر اور توجہ سے معمور رکھنا چاہیئے۔ اور مشاہدہ شہود اور یاد داشت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور مقامات کا خلاصہ ان کے طریقہ میں لکھا ہؤا ہے کہ ولایت بغیر مقامات سلوک اور جذبہ حاصل نہیں ہو سکتی +

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے طریقہ میں دسوں لطیفوں میں سے ہر ایک لطیفہ سے مشاہدہ اور شہود حاصل ہوتا ہے +

واضح رہے کہ ذکر میں مبدء فیاض کی طرف توجہ رکھنا ضروری شرط ہے۔ اور نیز معنوں کا لحاظ رکھنا۔ اس لئے مراقبات کے مرتبے مقرر ہیں +

چنانچہ لطیفہ قلبی کے مراقبہ میں مراقبہ اسم ذات کا ہوتا ہے۔ جو جامع جمیع صفات کاملہ و منزہ از سمات جمیع نقصانات ہے۔ اور جس پر ہمارا ایمان ہے۔ پس اس مفہوم کا لحاظ رکھ کر دل کی طرف توجہ کر کے ذکر کرنا چاہیئے۔ اسم کا اشارہ نفی اور اثبات میں اِلّا اللہ کی طرف ہے۔ اور اسی کے مفہوم کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ قرار پکڑ جائے۔ اور جس وقت اس مراقبہ میں قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جمعیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جذبات اور واردات آن پہنچتے ہیں۔ ان واردات کو عدم وجود سمجھنے

ہیں۔ اور نیز یہ اردات تواتر سے تواصل پر ختم ہوتی ہیں +

پھر مراقبہ معیت۔ اس میں الا اللہ کی لا سے اشارہ یہ ہے کہ اپنی اور نیز تمام ممکنات کی ہستی کو حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے معیت دے۔ یہاں تک کہ معیت الٰہی بصیرت سے جلوہ گر دکھائی دے۔ اور جو مراقبات سیر قلبی کے بعد مقرر ہیں۔ وہاں پر ذکر۔ توجہ۔ مورد فیض اور اللہ اور الا اللہ کے اشارات اور جو کچھ لحاظ میں ملحوظ ہے ضروری ہے۔ اور اس کی مشغولی کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے استغفار کرے اور پھر مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے ارواح پر جو کہ فیض الٰہی کا وسیلہ ہیں۔ فاتحہ پڑھ کر مرشد کی صورت اپنے دل کے مقابل رکھے۔ اور ذکر کی شرائط سمیت۔ صحت الفاظ اور معنوں کا لحاظ رکھ کر اور افتقار کرکے ذکر کرے۔ اس میں حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے احسان کا ملاحظہ جس نے توفیق دیکر اپنے ساتھ سرفراز کیا ہے۔ ضروری ہے۔ اور اپنے تئیں اللہ تعالےٰ کے ذکر کے ناقابل خیال کرکے انکسار اور عاجزی کرے۔ اور پھر جس وقت کوئی کیفیت جمعیت یا بیخودی حاصل ہو۔ تو اُسے ملحوظ رکھے۔ اور اگر حاصل نہ ہو۔ تو پھر ذکر کرے۔ اور اسی طرح کرتا رہے۔ یہاں تک کہ وہ کیفیت ملکہ ہو جائے اور ہمیشہ رہے۔ یہی طریقہ ہمیشہ کے حضور اور مشاہدہ سے ملا دیتا ہے +

اور شرائط سمیت ذکر کرنا۔ مُرشد کی صحبت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ مرشد کا ادب بجالانا چاہیئے۔ اور اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور جو کیفیت اور توجہ مرشد کی صحبت سے حاصل ہو اسے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور اس کی غیر حاضری میں اُس کی صورت کو بذریعہ مراقبہ دل میں محفوظ رکھنا چاہیئے۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ مبدء فیاض سے فیض کا انتظار لازم ہے کہ مرشد کی طرف توجہ دینے۔ وقوف قلبی اور ذکر میں مداومت کرے۔ یادداشت کا ملکہ حاصل ہو جائے۔ اور جہت فوق کی طرف توجہ نہ رہنے کے بعد اگر ساتوں لطیفوں پر با ترتیب مشغول ہووے اور ذکر اور توجہ سے ہر ایک لطیفہ پر مداومت کرے تو ہر ایک لطیفہ میں آگاہی۔ یادداشت۔ کیفیات۔ انوار اور اسرار۔ عنایت الٰہی سے ظاہر ہونگے +

ایسے عزیز کی صحبت جو اُس کا ہمنشیں ہو اور اُس کی صحبت سے اسے توجہ اور دل کی جمعیت حاصل ہو۔ یادداشت کی نسبت زیادہ طاقت بخشتی ہے +

مراقبہ معیت یعنی وھو معکم اینما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں

کہیں کہ تم ہو یعنی تمام ممکنات کے وجود کی نفی اور حق تعالےٰ کی ہستی کے اثبات سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے سے وقوف قلبی - ذوق - شوق - استغراق - بیخودی - اور آہ وزاری اور گریہ حاصل ہوتے ہیں - اور نیز دوسرے حالات بھی میسر ہوتے ہیں - اور توحید وجودی کے اسرار لطیفہ قلبی کی سیر میں ظاہر ہوتے ہیں +

مجنوں عامری نے اپنے مالوفات کو ترک کر کے لیلیٰ، لیلیٰ کہا - یہاں تک کہ ہر جگہ لیلےٰ کی صورت کا عکس اسے دکھائی دیا - اور بعد میں اس نے انا لیلےٰ (میں ہوں لیلیٰ) کہدیا +

محبت کے طریقے میں ذکر کی کثرت اور اپنے مرغوبات کی ترک جسے صوفیا نے اختیار کیا ہے - اس راہ میں پیشوا ہے +

جب کہ مجنوں نے ایک فانی چیز کے خیال میں جان دیدی - اور اتحاد کے غلبات کی وجہ سے اس نے اپنے محبوب سے کمال اتحاد پیدا کر لیا - تو ان مدعیوں پر افسوس ہے - جو نہ زائل ہونے والی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں - اور وہ محبت ہر جگہ حسن و خوبی ہے - اور الہٰی جمال کی تجلی کا پرتو ہے - اس کی طلب کے لئے نہ جانفشانی کرتے ہیں - اور نہ اپنے مالوفات و مرغوبات کو ترک کرتے ہیں - افسوس! صد افسوس!!

توحید وجودی کے ظہور سے یہ مطلب ہے کہ ممکنات کے دیکھنے اور پالینے میں عین حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کا وجود نظر آئے - اور ممکنات کے وجود، ہستی مطلق کے دریا کی لہریں دکھائی دیں - اور غیر کے نقوش ہستی مطلق کے صفحہ پر اس طرح دکھائی دیں جس طرح موم کے صفحہ پر نقش کی ہوئی ہوتی ہیں - اس قسم کی دید فقط ذکر - نفل - عبادت اور ریاضت کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے - اور خیال اور وہم سے وہمی توحید پیدا کر لینی شرع شریف میں منع ہے - اس عمل کی شامت سے شریعت نبوی کی پیروی میں سستی آجاتی ہے - اور ممکن ہے کہ خطرناک باتوں کا بھی ارتکاب کرنے لگے - معاذ اللہ +

واضح رہے کہ ایک ملحد اپنے تئیں موحد خیال کر کے بھنگ پیا کرتا تھا - اور کہا کرتا تھا کہ مجھے اس کام سے کوئی مذہب نہیں روک سکتا - کسی بزرگ نے اس کے جواب میں کہا - شاید تو محمدی مذہب کی مخالفت کرتا ہے - یہ سنکر وہ شرمندہ ہوگیا - اور اسے کچھ جواب نہ بن آیا - ایسے بے ادبوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنے تئیں صلح کل اور سب

مذہبوں سے ہم رنگ بنا کر اپنے گھر میں ہی بیٹھے یہ سبق دیا کرتے ہیں کہ ہمیں حق تعالیٰ کے ظہور دکھائی دیتے ہیں۔ اور ہم انہیں سُنتے ہیں۔ معاذ اللہ! شرع شریف کی اس قسم کی بے حرمتی متقدمین سے تو کسی نے بھی نہیں کی۔ ہاں البتہ بزرگانِ دین ذکر مراقبہ اور عبادات کی کثرت کے سبب ضرور ان اسرار تک پہنچے ہیں۔ اور پھر انہوں یہ اسرار جاہلوں سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ اگر ان سے ایسا ظہور میں آئے۔ تو تو قابلِ اعتبار بھی ہے ✦

جب ذکر اور توجہ کی کثرت سے محبت غلبہ کرتی ہے۔ تو یہ توحید حاصل ہوتی ہے اور اس توحید سے احوال قلبی حاصل ہوتے ہیں۔ ہر لطیفے کی سیر میں ایک خاص قسم کی معرفت حاصل ہوتی ہے ✦

کمالات نبوت۔ حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیا علیہم السلام کی نسبتوں کی کیفیتیں بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ شاید ہی کسی کو یہ سب ملی ہوں۔ ہر ایک شخص کب مرد میدان ہو سکتا ہے۔ مجھے تو صرف ان حالات پر تقوے کر لینا کافی ہے ۵

گر ندارم از شکر جز نام بہر زاں بسے خوش تر کہ اندر کام زہر

وصیّت۔ توحید وجودی لطیفہ قلبی کی سیر کے مقتضیات سے ہے۔ اور توحید شہودی لطائف فوقانی کی سیر سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی مطابقت ان کے حاصل کئے بغیر بہت مشکل ہے۔ وہ معرفت کسی اور مقام کی ہے۔ اور وہاں پر اور ہی قسم کے حالات اور واردات پیش آتے ہیں۔ دونوں کے حال احوال۔ اسرار۔ دید اور یافت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ جو لوگ ان کو ملا لیتے ہیں۔ ان پر بڑا تعجب ہے لیکن جو کچھ اہل معرفت فرماتے ہیں۔ اسے جاہل ادراک نہیں کر سکتے ✦

وصیّت۔ واضح رہے کہ حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان کی تمام نسبتیں مع کیفیات۔ حالات اور اُن کے علوم جو ہر مقام۔ حال۔ ذوق اور اسرار جدا جدا رکھتے ہیں۔ اس وقت نایاب ہیں۔ یہ عالیہ نسبتیں آنجناب کے فرزندوں اور آپ کے بڑے بڑے خلفا میں جلوہ گر تھیں۔ آنجناب کے صاحبزادہ حضرت ذبلۃ[۴] ختم المشائخ تھے۔ اور ہمارے مرشد صاحب اُن بلند مقامات کے جو حضرت مجدد صاحب کے لئے مخصوص ہیں، خاتم تھے۔ ان دونوں بزرگواروں نے طریقہ احمدیہ کی انتہا تک سلوک کیا ۵

فیض رُوح القدس ار باز مدد فرماید   دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

واضح رہے کہ سیر و سلوک کا حاصل کرنا جو صوفیا کا معمول ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رنگ سے رنگا جانا۔ رزائل کو دُور کرنا۔ نیک خصائل کو حاصل کرنا۔ اور انوار اور کیفیتوں سے جو مقامات جذبیہ میں پیش آتے ہیں منتور ہوتا ہے۔ اور جس شخص کو فنا اور حالات قویہ کا کوئی مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ اور اس کی بشریت کو جمعیت حاصل ہو گئی ہے۔ اور حق تعالےٰ کی محبت بہ نسبت خلق کی محبت کے اُس کے دل پر غالب آ گئی ہے۔ اور عمدہ طور پر اس نے تسلیم۔ رضا۔ توکل اور صبر کو بہم پہنچایا ہے۔ وہ بیشک اس شخص کی نسبت افضل و اشرف ہے، جسے یہ باتیں حاصل نہیں۔ اے پروردگار! جس سے تو محبت کرتا ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے۔ وہ چیزیں ہمیں نصیب کر ؛

واضح رہے کہ کیفیات کے تاریک ہو جانے اور قبض باطنی کا علاج یہ ہے کہ تلاوت کیجائے۔ یا بڑی خوش الحانی اور ترتیل کے ساتھ قرآن شریف سُنا جائے۔ نماز میں قنوت لمبا کیا جائے۔ اور نماز کمال خضوع اور خشوع سے ادا کیجائے۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم انہیں اعمال کی وجہ سے ہمیشہ خوش رہتے تھے۔ ان کا یہ معمول نہ تھا کہ قصیدوں اور اشعار کی مجلسیں منعقد کریں۔ اگر کوئی ایسا کرتا تھا تو اُسے طعنہ دیا کرتے اور ملامت کیا کرتے ؛

نغمہ کے سننے میں صوفیوں کا اختلاف ہے۔ حضرت ابو الحسن شاذلی رح حضرت حماد دباس رح سخت انکاری تھے۔ لیکن تاہم بغیر مزامیر اور مجلس منعقد کرنے کے، خلوت میں محبت آمیز اشعار کے سُننے میں کچھ مضائقہ نہیں خیال کرتے تھے ؛

حضرت خواجہ **نقشبند** علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ نہ ہم کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم اس سے انکاری ہیں۔ اس واسطے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ اور ہم بزرگوں کا انکار بھی نہیں کر سکتے ؛

مجددیہ نسبت میں نغمے کے سُننے کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہاں قرآن مجید کے سُننے سے جو کہ حضرت **مجدد** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا، دل کی صفائی اور جمعیت حاصل ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ اور نغمہ اور تار سے اہل قلب کو ذوق حاصل ہوتا ہے ؛

حضرت سُلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مُبارک میں بانسری وغیرہ ہرگز استعمال نہ ہوتی تھی اور نہ کبھی اہل غفلت کا مجمع ہُوا +

فوائد الفوائد اور سیر الاولیا میں اس طرح لکھا ہے کہ ذکر جہر متوسط اور غمگین آواز سے اگر باطنی گرمی اور ذوق و شوق کے لئے کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جس وقت دل میں کشش پیدا ہوتی ہے، بے اختیار غم اور ذکر کی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا جہر ہرگز منع نہیں۔ ذکر جہر کے لئے حبس نفس اور نفی اثبات جو گرمی اور دلگدازی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں، بمنزلہ دوا ہیں۔ جو سُستی اور کاہلی کو دُور کرتے ہیں +

واضح رہے کہ صالحین سلف مثلاً غوث الثقلین اور حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہما کے عقائد کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی شان میں اختلاف نہیں رکھنا چاہیئے۔ جنہوں نے کامل درجہ کی تہذیب حاصل کی۔ اور نفسانیت سے بالکل پاک ہوئے۔ اور ان واقعات میں ان کی نیت بالکل نیک تھی۔ اگر ایسا نہیں تو لازم آتا ہے کہ خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے اس جماعت میں جنہوں نے اپنا مال و اسباب اور جان تک خدا اور رسُول کی راہ میں خرچ کر دیا اور جن کی تعریف قرآن مجید میں جابجا ہے۔ کچھ اثر نہ کیا۔ اور یہ کہ دنیاوی محبت اور مرتبے کی محبت ان کے دلوں سے نہ گئی۔ پس ہم پس ماندوں کو کیا توقع ہو سکتی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق۔ اعمال اور عقائد خدا اور رسُول کے کلام اور اہل بیت نبوت کے مناقب میں کفر اور فسق کریں۔ ایسا کرنے سے معاذ اللہ دین سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ جو نیتیں فاسقوں اور کافروں کی تھیں اُن پر کچھ اعتبار اور وثوق نہیں ہو سکتا +

حضرت امیر رضؓ اپنے وقت میں امام برحق اور حضرت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برحق نائب تھے۔ اُن کی نسبت مخالفوں کو شبہ ہُوا۔ اور وہی شبہ مصر اور شام والوں کی لعنت کا موجب ہُوا۔ اور فساد برپا ہُوا +

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ایک تھے۔ چنانچہ رحما بینهم ان کی شان میں وارد ہے۔ رحما، صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس آیت شریف سے ان کی باہمی دوستی اور یگانگت ثابت ہو گئی +

اور نیز اصحاب کے بارے میں وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ وارد ہے۔ اور نیک وعدہ

صرف بچوں کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ ان سب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور قرابت کا شرف حاصل ہونا ثابت ہے۔ اس لئے ان واقعات کی حرص نہ کرنا اور چپ رہنا واجب ہے ✣

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے تمام قبیلوں سے ناطہ ورشتہ اور قرابت رکھتے ہیں۔ اور آنجناب کی تلقین ان سے ثابت ہے۔ اور اس لئے سب پر آپ کی فضیلت بھی ثابت ہے۔ اور اسی لئے ان اکابر کا پاس ادب لازم ہے۔ اور جنونِ محبّت کا غلبہ حفظ مراتب میں گرا ہوا ہے ✣

ایک مذہب کو دوسرے مذہب یا ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد یا ایک طریقے کو دوسرے طریقے پر ترجیح دیتے وقت فضولی کو کام میں نہیں لانا چاہیئے۔ کیونکہ ان سب کی نیتیں نیک تھیں۔ اور ان کا ارادہ محض سنت نبوی علیہ التحیۃ والثنا اور رضائے الٰہی کی پیروی اور تحقیق کرنے کا تھا ✣

مسلمان کو حقیر جاننے اور اس پر نکتہ چینی کرنے اپنے مرتبے کو زیادہ سمجھنا بالکل فضول ہے۔ اس سے کنارہ کشی کرنی چاہیئے۔ بلکہ لازم ہے کہ اپنی ہستی کو عدم خیال کرے۔ اور کمالات کو اصل سے پیوندے۔ اور اپنی نیکیوں کو قبولیت کے قابل نہ خیال کرے۔ اور اپنی برائیوں کو پہاڑ کی طرح اپنے سر پر سمجھے۔ اور دوسروں کی برائیوں کو نیک تاویل سے خیال کرنا چاہیئے۔ اور روزمرّہ کے واقعات کو ارادۂ الٰہی کے موافق سمجھ کر چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ اور کسی سے بحث اور جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ اس قدر جھگڑا ہی دلوں کو ناراض کر دیتا ہے کہ مخالف کہے کہ بات اس طرح ہے۔ اور تو کہے کہ نہیں اس طرح ہے۔ بلکہ اگر پھر وہ یہ کہے کہ نہیں یہ تو اس طرح ہے۔ تو تجھے کہنا چاہیئے کہ ہاں میں تسلیم کرتا ہوں کہ ٹھیک اسی طرح ہے۔ میں غلطی پر تھا۔ صرف اتنی بات کہنے سے تکرار نہیں ہوگی۔ اور نہ فساد برپا ہوگا۔ اور نہ ہی دل ناراض ہونگے۔ اور اہل معرفت کا طریقہ بھی یہی ہے ✣

منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند درویش حضرت شکر گنج قدس سرہ کی خدمت میں آئے کہ ہم آپس میں کشیدہ خاطر ہیں۔ آپ ہمارا قصہ سُن لیں اور فیصلہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس بات کے سننے کا دماغ نہیں۔ تمہارا فیصلہ مولانا بدرالدین اسحاق اور

بابا نظام الدین کرینگے۔ پھر وہ درویش ان دونوں بزرگواروں کے پاس گئے۔ اور میٹھ کر جس بات پر جھگڑا تھا بیان کی۔ ایک نے دوسرے کو کہا کہ آپنے اس مقدمہ میں یوں ارشاد فرمایا تھا۔ دوسرے نے کہا نہیں آپنے یہ فرمایا تھا۔ اہل منازعت نے بڑے حسن ادب سے کلام کیا۔ جسے سنکر سلطان المشائخ اور مولانا بدرالدین دونوں رو دئیے۔ اور فرمایا کہ جب حالت نزاع اور ناخوشی میں تمہارے کلمات سب ادب و تعظیم سے پُر ہیں۔ تو خوشی کی حالت میں تم کس قدر ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہوگے۔ انہوں نے گنج شکر کے حضور میں عرض کی کہ یہ عزیز تربیت کے لئے آئے ہیں تاکہ درویشوں میں سخت کلامی اور خصومت نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ بزرگوں کی تابعداری عنایت فرمائے +

واضح ہے کہ نماز کو اول وقت میں جماعت کے ساتھ بڑی طمانیت۔ رکوع۔ سجود قومہ اور جلسہ کی رعایت سے ادا کرنا چاہئے۔ اور قومہ اور جلسہ بعض کے نزدیک فرض ہیں اور بعض کے نزدیک واجب +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بغیر قومہ اور جلسہ کے ادا نہیں کی۔ جو جان بوجھ کر ترک کرے۔ اُسے پھر نماز ادا کرنی واجب ہے۔ اگر بھول کر رہجائے تو سجدہ سہو بجالائے۔ اور اہل سنت وجماعت کے عقاید میں یہ بات بھی داخل ہے کہ سنت کو حقیر سمجھنا کفر ہے +

ہر مہینے کے تین روزے رکھے۔ اور عرفے اور عاشورے کے روزے۔ اور ۱۵۔ شعبان کا روزہ سب حدیث سے ثابت ہیں۔ اور شوال کے چھ روزے۔ روزے میں پس کوئی۔ جھوٹ۔ طعن اور فضول کلامی سے احتیاط کرنا ضروری امر ہے۔ نہیں تو روزہ قابل ثواب نہیں ہوسکتا۔ وہ احمق ہے۔ خواہ مخواہ بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اور ان باتوں سے روزہ برباد کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک کسی کی چغلی کرنے سے بھی روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آزاری کو دوبارہ وضو کر لینے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ کیونکہ مسہلی کی نماز قبول نہیں ہوتی +

واضح رہے کہ توجہ اور جمعیت کی نسبت کا ظاہری اعتماد بغیر حاصل ہونا محال ہے اعمال کے نور کا باطنی اطمینان پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ باطن توجہ۔ اور عظمت سے آراستہ اور

باہر نیک اعمال اور اخلاق سے آراستہ کرنا بہت اچھی بات ہے۔ اور ایک قسم کا کمال ہے پس لازم ہے کہ تو بھی ان اعمال اور اخلاق کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں ثابت ہیں۔ لازم جانے اور ویسا ہی کرے۔ تاکہ حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل سنت کہلانے کا مستحق ہو۔ فان المحب لمن یحب یطیع محب جس سے محبت کرتا ہے اُس کی تابعداری کرتا ہے +

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریقے میں اور اوراد و اعمال مقرر نہیں کئے۔ بلکہ جو کچھ حدیثوں سے ثابت ہوا ہے۔ اسی کو حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے قرب ومحبت کے حصول کا وسیلہ سمجھا ہے۔ اور اُسی کی پیروی کی ہے۔ مجھے بھی اسی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور تمام حرکات وسکنات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنی چاہیئے۔ فرائض اور سنت کے ادا کرنے میں خدا اور رسُول کی پیروی کرنی چاہیئے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھ پر فرض ہے۔ اور حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر رہا ہوں +

مندرجہ ذیل باتوں میں بھی سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہیئے مثلاً ایک دوسرے سے بدلہ لینا دینا۔ دوستوں کی زیارت کرنا۔ اور کھانے میں گوشت کدو۔ سرکہ۔ مٹھائی۔ اور پینے میں دودھ اور سرد پانی۔ اور غسل پوشاک میں پیراہن قمیص چادر۔ سبز اور سُرخ حلہ جسے علماے حنفیہ نے مفید تحقیق کیا ہے۔ یہ عبادت اتباع کی نیت سے کرنی چاہیئے۔ اس سے ایمانی نور زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا سب کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور تہجد۔ اشراق۔ چاشت۔ اوابین۔ سنت عصر۔ اور عشا کی سنت کے بعد چار نفل پڑھنا۔ اور وتروں کے بعد نفل میں بیٹھ کر سورہ اذا زلزلت الارض اور قل یاایھا الکافرون کا پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے +

تہجد کے وقت قرآن مجید کی تلاوت بہتر ہے۔ اور کلمہ تمجید اور سُبحان اللہ وبحمدہٖ سو سو مرتبہ صبح شام اور سوتے وقت درُود اور استغفار کا پڑھنا حدیث میں وارد ہے۔ اور صبح شام اور سوتے وقت کی تمام دعائیں جتنی کر سکے صحیح حدیثوں سے دریافت کر کے اُن پر عمل کرے۔ اور ان سب اعمال میں حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی

کی نیت رکھے *

واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف باطنی توجہ رکھنا اس طریقے میں معمول ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ حق سبحانہ تعالےٰ سے آگاہی رہے۔ اور توجہ اور باطنی حضور کے حاصل ہو جانے کے بعد تمام افعال کا صادر ہونا فاعل حقیقی کی طرف سے جاننا چاہیئے ؎

تو درو گم شو وصال این است و بس　　　　تو مباش اصلا کمال این است و بس

اپنی طاقت اور قدرت کو چھوڑ کر اپنی تدبیر اور اختیار کو کارساز حقیقی کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اور یہی مراد ہے۔ جیسا کہ اس مصرعہ سے ظاہر ہوتا ہے ؏

تو مباش اصلا کمال این است و بس

اور ہر وقت ہر ایک کام میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی نیت کرے *

توجہ دو قسم کی ہے۔ پس تجھے لازم ہے کہ ان دونوں توجہوں کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھے۔ اور ان دونوں توجہوں کو لازم جانے *

وصیت ۔ جو شخص ذکی اور فارغ ہو، تو صرف و نحو کا علم۔ منطق قطبی تک علم کلام۔ فقہ اور اصول پڑھے۔ اور علم حدیث۔ علوم صوفیہ۔ جو آداب۔ اخلاق۔ اور مقامات سلوک کے بارے میں مختلف رسالے لکھے گئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ یحیےٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں مذکور ہے۔ اور دوستان حق سبحانہ تعالےٰ کے دوستوں کی سیر کی کتابیں وغیرہ پڑھنے سے تہذیب نفس پر بڑا اثر ہوتا ہے لیکن حقائق کے رسائل کا مطالعہ چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ جو شخص طریقہ میں کوشش۔ مجاہدہ اور کثرت ذکر کرتا ہے۔ اس پر اسرار اور معارف خود بخود واضح ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر اولیاے کرام نے زہد اور عبادت نافلہ کے طریقے کو لازم پکڑا۔ اور انہیں غلبات احوال اور کیفیات بمقدار کثیر حاصل ہوئیں۔ پھر بھی اسرار اور معارف کے بارے میں انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ اور یہ طریقہ سب سے زیادہ سلامتی والا ہے *

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کے مطالعہ سے حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی توفیق سے دل وجان کی روشنی اور معارف کی تحقیق حاصل ہوتی ہے *

وصیت ۔ واضح رہے کہ درویشی کا طریقہ محبت کی راہ ہے۔ اور محبت ایک

جان کو جلانے والا شعلہ ہے، جو محبوب کے سوا سب کو جلا دیتا ہے۔ اور محبت ہمیشہ کے ذکر۔ خلوت۔ تنہائی اور آرزوؤں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے ؎

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است　　زانکہ در خلوت صفاہائے دل است

راہ حق کے جانبازوں نے اپنے مرغوبات اور مالوفات کو ترک کر کے اپنی زندگی کے گوہر کو اپنے محبوب کی تشریف آوری پر نچھاور کر دیا ہے۔ اُن کی خوراک جنگلی درختوں کے پتے تھے۔ اور مدتوں تک بالکل نہیں سوئے۔ صرف انہیں ذکر اور تلاوت ہی سے آرام حاصل ہوتا تھا ✦

چنانچہ حضرت **غوث الثقلین** رضی اللہ عنہ نے جو محبوب سبحانی ہیں، ستر سال تک عجمی برج میں گوشہ نشینی کر کے گھاس کی جڑوں پر گذارہ کیا ہے۔ اور اپنی شیخت کے زمانہ میں ہر روز ایک ختم قرآن مجید کا آپ کا معمول تھا ✦

اور سلطان المشائخ حضرت **نظام الدین** اولیا چار سو رکعت نماز ادا کر کے صرف سحر کے وقت کچھ تھوڑا سا طعام تناول فرمایا کرتے تھے ✦

اور حضرت **عبد القدوس** رح آٹھ سو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے ✦

اور حضرت **محمد باقی** قدس سرہٗ اکثر راتیں جاگتے ہی بسر کر دیتے تھے اور فرماتے کہ افسوس رات کیسی ہی چھوٹی ہو گئی ہے ✦

اللہ تعالے ہمیں تمہیں بھی کچھ شرم اور ندامت عطا کرے۔ تاکہ ہم تم بھی اُن کی پیروی کریں۔ آمین ✦

وصیت۔ واضح رہے کہ جو کچھ بزرگان دین کے حال اور مقال کا حال اور اُن کے معارف۔ مقامات اور سیر کا حال ان کے رسالوں میں لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیر و سلوک۔ جذب و شہود اور وحدت و کثرت کا ماحصل وجودی توحید ہے اور فنائے فعل اور سالک کی ذات کا استہلاک مشاہدہ حق کی تجلیات میں انہیں معارف کو کمال کیا ہے ✦

مگر حضرت **علاؤالدین** رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے پیرو فرماتے ہیں کہ وحدت وجود کے اسرار کا ظہور راہ سلوک کے وسط میں پیش آتا ہے ✦

اور **عبد الرزاق** الکاشی کہ توحید وجودی میں اعلےٰ مرتبہ رکھتا ہے۔ اور سوال و جواب

جو آپ کی خدمت میں ہوئے حضرت ملا جامی کے نفحات میں مندرج ہیں +
حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آنجناب کے تابعین کے معارف سے ہے کہ توحید وجودی لطیفہ قلب کی سیر میں پیش آتی ہے۔ اور محبت کے غلبات آہ و نالہ استغراق اور بیخودی وغیرہ اس لطیفہ کی سیر کے لئے لازم ہیں +
اور لطیفہ روح کی سیر میں اپنی صفات کی نسبت کا سلب اور حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات کی نسبت کا اثبات حاصل ہونا +
اور لطیفہ خفی کی سیر میں تمام مظاہر سے جناب کبریا کی تفرید حاصل ہوتی ہے +
اور لطیفہ اخفیٰ میں تخلق باخلاق الہٰی ہوتا ہے +
اور لطیفہ نفس کی سیر میں انانیت کا اثر بالکل مٹ جاتا ہے اور اسے زوال آجاتا ہے۔ اور یہ معارف عالم امر کے لطائف کی سیر میں مندرج ہیں۔ لطائف ثلاثہ میں سے ہر ایک لطیفے کی سیر سے عالم خلق میں ذاتی اور دائمی تجلی کا ظہور حاصل ہوتا ہے +
اور لطیفہ خاک کی سیر میں ذاتی اور دائمی تجلی اور ان تمام معارف کی گمگشتگی۔ اور لطائف کا کمال۔ اور اعلےٰ درجہ کی نزاکت۔ بیرنگی اور بے کیفیتی حاصل ہوتی ہے۔ اور عبودیت کا کمال قصوروں کی دید۔ نیستی کا قصور۔ اور ھو لا ء لما جاء بہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری حاصل ہوتی ہے۔ والعبد عبدنا غفر اللہ لہ (جو بندہ ہے جیسا کہ حق ہے بندہ ہونے کا۔ اللہ تعالےٰ اسے بخش دیگا) الحق حق ما للتراب و رب الارباب حق حق ہی ہے۔ مٹی اور رب الارباب میں کیا نسبت +
ان کے بعد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات حقائق الہٰیہ۔ اور حقائق انبیا علیہم السلام وجدانی ہیئت سے جو لطیفہ قلب اور نفس عناصر کے تزکیہ سے حاصل ہوتے ہیں، نمودار ہوتے ہیں۔ اور تنزیہ کی رعایت اور سارادت اور لطیفے کے انوار اور احوال اور ان نیتوں کا کمال عین الیقین کے طور پر پیش آتا ہے، جسے کشف صریح حاصل ہو۔ وہ ان مقامات میں اپنی سیر چشم بصیرت سے دیکھ لیتا ہے۔ نہیں تو ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل ہوتے وقت از روے ذوق اور وجدان باطن احوال میں صریح تغیرات دریافت کر لیتا ہے۔ اور اس طریقہ میں جو اثبات کا رواج ہے۔ اگر صاحب بشارت سیر اور کیفیات کو اپنے باطن میں ظاہر طور پر نہیں دیکھتا۔ یا وجدان

اور ذوق سے صریح تغیرات اپنے آپ میں نہیں معلوم کرتا۔ تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ وہ محض حضرت حق پر بہتان ہے ✦

واضح رہے کہ جو نئے مقامات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوئے ان کا تھوڑا سا حال لکھا گیا ہے۔ اور باوجود ان مقامات اور معارف کے آنجناب نے اپنے تئیں اولیا اللہ کا خوشہ چین تصور کیا ہے۔ اور ان کے آداب کا کوئی مرتبہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ع دولت ندہد خدا کسے را بعبث ✦

واضح رہے کہ صوفیا جو بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں۔ ان کے طریقے کی صحبت کا اختیار صرف اس واسطے ہے کہ ان کی صحبت سے اہل سنت وجماعت کے صحیح عقائد کو قوت اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیک اعمال اور نیک عبادات کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور ذوق۔ شوق۔ حضوری۔ آگاہی۔ یادداشت۔ خدا و رسول کی محبت۔ توحید۔ غیر کی طرف دل نہ لگانا۔ اور اور کیفیتیں جن کا ذکر بزرگانِ دین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ حاصل ہوتی ہیں۔ اور غفلت سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور نفس برے کاموں سے مبرا ہو جاتا ہے۔ اور دل کو تیزی اور بدعت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اگر یہ باتیں حاصل نہ ہوں۔ تو مریدی بیفائدہ ہے۔ کیا مریدی اس واسطے ہوتی ہے کہ شفاعت کے بھروسے پیروں کی بدعت اختیار کریں اور جو کچھ زبان پر آئے کہیں اور افعال میں بیتابی ظاہر کریں۔ الحمد للہ کہ مشائخ کبار کے وسیلہ سے صادق مخلصوں کو یہ امور اس زمانے کے موافق حاصل ہوتے ہیں ✦

منقول ہے کہ ایک بزرگ رو رو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا تھا کہ اے پروردگار! تیری توفیق کے مین اور تیرے فضل سے میں نے اعمال میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ پھر وہ احوال اور کیفیتیں جو جوانی میں مجھے حاصل تھیں۔ بڑھاپے میں کیوں حاصل نہیں" غیب سے آواز آئی "تیری جوانی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے نزدیک تھی"۔ آنحضرت کے بعد ہمارا فاصلہ بہت دور ہو گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ✦

واضح رہے کہ یہ مقامات اور درجات جو طریقہ احمدیہ میں سلوک تھے۔ ان دنوں معلوم نہیں کہ کوئی ایسا شخص ہو۔ جو ان تک پہنچ سکے۔ پس ہم پسماندوں کے لئے

یہی مناسب ہے کہ توبہ اور بازگشت کے بعد زہد۔ ورع۔ توکل۔ قناعت تسلیم۔ رضا۔ اور ان مقامات کے حاصل کرنے میں جو صوفیہ علیہ کا معمول ہیں۔ حد درجے کی کوشش کریں اور کھانے پینے کی چیزوں میں اعتدال حاصل کریں۔ اور اپنے مالوفات اور عادات کو ترک کرکے اپنا وقت وظائف اور نمازیں جو دن رات میں ساٹھ رکعت ہوتی ہے بسر کریں۔ اور تلاوت قرآنی۔ درود۔ استغفار۔ کلمات طیبات اپنا معمول بنائیں وقوف قلبی سے اسم ذات کا ذکر خفی کریں یا نفی اثبات زبانی یا دلی کیا کریں۔ اور اپنے دل سے تمام خطرات کو دور کرکے اور حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف کمال توجہ کرکے افتقار۔ انکسار۔ اور بازگشت اور سفر در وطن کو کام میں لائیں۔ جو کہ زندگی کا ما حاصل ہے۔ اور زندگی کو اکارت نہ کھوئیں +

درویشی کیا ہے؟ درویشی اس بات کا نام ہے کہ ایک سی زندگی بسر کرنا۔ اور حبیب خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیروی بدرجہ کمال کرنا۔ اور ایک ہی طرف دیکھنا۔ بلکہ آگاہی حضور اور یادداشت کو اس طرح مضبوط رکھنا کہ صاحب شرع کو اعمال ظاہری پر انکار نہ ہو سکے۔ اور فرشتے کو باطن کی اطلاع تک نہ ہو۔ بدن کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع رکھنا۔ اور آنکھ کو مشاہدہ حق میں لگائے رکھنا (درویشی ہے) +

اللہ تعالےٰ اُس بوڑھے کو جس نے عمر ضائع کر دی ہے۔ اور تمام دوستوں کو اس طریقہ پر قائم رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور دونوں توجہ یعنی حضرت حق کی طرف اور حبیب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف مرحمت فرمائے آمین۔ آمین۔ آمین +

نقل۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اس طریقہ شریفہ کے اکابرنے قرب کے مقامات اور مکانات کو عالم مثال میں کشف صحیح اور معائنہ صریح سے دیکھا ہے۔ اور ان مقامات کو دائروں سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ وہ مقامات بے جہت اور بے مثل ہیں۔ اور دائرہ بھی بے جہت ہے۔ ورنہ اصل بات تو یہ ہے کہ جہاں خدا ہے وہاں دائرہ کہاں +

پہلا دائرہ امکان ہے۔ اس کے نصف کنارے میں آسمان حاصل ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں اپنے باطن کے گرد مختلف رنگ کے نور دیکھے جاتے ہیں۔ اور اس دائرے کے اوپر کے نصف حصے میں نفسی سیر و سلوک حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے باطن میں تجلیات کے انوار کا مشاہدہ کرتا ہے یہاں منافعات وغیرہ کا خیال نہ کرکے

ہمیشہ کی حضوری اور آگاہی میں لگے رہنا چاہیئے +

اس مقام پر اسم ذات اور نفی اثبات اور زبانی لا الٰہ الا اللہ کہنا ترقی بخشتا ہے۔ اور مراقبہ احدیت حضرت ذات جو اللہ کے اسم مبارک سے موسوم ہے، معلوم ہوتا ہے۔ اور **وقوف قلبی** کا یہ مطلب ہے کہ دل سے توجہ کیجائے اور ان معنوں کو ملحوظ رکھا جائے کہ سوائے ذات پاک کے اور کوئی معبود اور مقصود نہیں۔ اور صحت الفاظ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ اور دل کو ہمیشہ خطرات سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ دل ہمیشہ دیکھتا رہے۔ اور دل کی توجہ حضرت حق سُبحانہٗ و تعالےٰ کی طرف رہے۔ اور ان معنوں کا خیال رکھا جائے کہ اے پروردگار! تو ہی میرا مقصود ہے اور تو ہی میری رضا ہے۔ اور اپنی نیستی اور ذات حق کے اثبات کو ملحوظ رکھ کر عاجزی اور انکسار دائمی کیا جائے۔ یہاں تک کہ چار گھڑی تک بالکل کوئی خطرہ دلی توجہ کو نہ روک سکے +

بعد ازاں مراقبہ معیت **وھو معکم اینما کنتم** دم بدم اور لحظہ بلحظہ کرنا چاہیئے۔ اور تہلیل لسانی کا ذکر بھی اس مراقبہ میں ولایت صغرےٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ جسے **دوسرا دائرہ** کہتے ہیں +

اس دائرے میں اللہ تعالےٰ کی افعالی تجلّیات اور اسما وصفات حق کا سایہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور نیز یہاں پر وجودی توحید۔ ذوق و شوق۔ آہ وزاری۔ استغراق و بیخودی اور ہمیشہ کی توجہ اور حضوری وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور چھ طرفوں کے احاطہ کی توجہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور انتظار باقی نہیں رہتی۔ اور ولایت کبرےٰ کی سیر شروع ہو جاتی ہے۔

اور یہ **تیسرا دائرہ** ہے جس میں تین دائرے ایک قوس شامل ہے +

پہلے دائرے میں نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا مراقبہ ہوتا ہے۔ اور ذکر تہلیل۔ پہلے دائرے کے نصف ساحل میں اسمائے صفات کی تجلّیات حاصل ہوتی ہیں۔ اور دوسرے نصف میں ذاتی اعتبارات اور شیون حاصل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے دائرے میں ان تجلّیات کے اصول اور تیسرے دائرے میں ان اصولوں کے اصول اور راس اصول کا قوس اس دائرے اور تیسرے دائرے میں مراقبہ محبت یحبھم ویحبونہ ہوتا ہے۔ اور یہ انبیا علیہم السلام کی ولایت ہے۔ اس میں توحید شہودی۔ فنا۔ استہلاک اضمحلال۔ نسبت باطن۔ اسلام حقیقی۔ شرح صدور۔ اور جہان کو وجود کا سایہ خیال کرنا۔

اور اسے حضرت حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے وجُود کے تابع پانا۔ بُری صفات کا زائل ہونا۔ اور نیک اخلاق کا حاصل ہونا میسر ہوتا ہے۔ اور ان تمام تجلّیات کے حاصل ہونے سے اسمار وصفات کا سایہ اور تجلّیات اور اسم کی سیر حاصل ہوتی ہے ✣

اس کے بعد اسم باطنی۔ اس کی تجلّیات اور حالات پیش آتے ہیں۔ اور یہ چوتھا دائرہ **دائرہ مقامات** کہلاتا ہے۔ اس کی سیر کو ولایت علیا مقرر کیا گیا ہے اس میں نافلہ نمازیں لمبی قنوت سے ادا کرنا۔ اور اسم **الباطن** کا مراقبہ کرنا۔ ترقی کا موجب ہوتا ہے ✣

بعد ازاں دائمی ذاتی تجلّیات حاصل ہوتی ہیں۔ اور انہیں دائمی تجلّیات کو کمالات نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسے **پانچواں دائرہ** مقرر کیا ہے ✣

تجلّیاتِ ذاتیہ کے کئی درجے ہیں۔ اور اس میں نبوت کے کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اس مقام پر مراقبۂ ذات بے جہت ہوتا ہے۔ اور نیز **خاکی لطیفہ** فیض کی جائے وارد بنتا ہے۔ اس مقام پر قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے ترقی ہوتی ہے اور حالات کی نکارت اور بیرنگی اور بے کیفیتی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیز نیتوں اور عقائد کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور بدیہی استدلال ہو جاتا ہے۔ اور اس درجے کے محققوں کو حروف مقطعات کا اور اسرار کا کشف حاصل ہوتا ہے ✣

دائرہ کمالات کا دوسرا درجہ رسالت ہے۔ اس سالت کو **چھٹا دائرہ** کہتے ہیں۔ اور دائرہ کمالات کا تیسرا دائرہ کمالات الوالعزم کے نام سے موسوم ہے۔ اور اسی کو **ساتواں دائرہ** کہتے ہیں ✣

ان دونوں دائروں میں سالک کو ہیئت وجدانی کا فیض حاصل ہوتا ہے ✣

جس نے عالم امر کے پانچوں لطائف کے تصفیہ حصول فنا۔ اور عالم خلق کے پانچوں لطائف کے بعد ایک خاص ترکیب پائی ہے۔ اور حقائق سبعہ جو اس کے بعد پیش آئینگے یہ سب ہیئت وجدانی کو مورد ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت خصوصًا نمازوں میں ترقی کا موجب ہوتی ہے ✣

بعض اکابرین نے کمالات ثلاثہ کے حصول کو انبیا علیہم السّلام کے حقائق کی سیر مقرر فرمایا ہے ✣

آٹھواں دائرہ خلت ابراہیمیؑ یا حقیقت ابراہیمیؑ کا ہے۔ اس میں ذاتِ حق کا مراقبہ بلحاظ حقیقت ابراہیمیؑ کے کیا جاتا ہے۔ اور ابراہیمیؑ درود پڑھتے ہیں ۔

نواں دائرہ محبت ذاتیہ جسے حقیقت موسویؑ کہتے ہیں۔ اس میں حضرت پاک کا مراقبہ جو کہ حقیقت موسویؑ کا منشا ہے، کرتے ہیں۔ اور اس درود شریف کا ورد کرتے ہیں :-

درود شریف اللھم صل علیٰ سیدنا محمد علیٰ اخوانہ من الانبیاء خصوصاً علیٰ کلیمک موسیٰ وبارک لھم ۔

محبت کا دائرہ جو محبوبیت ذاتیہ کے دائرہ سے ملا ہوا ہے حقیقت محمدی ہے اور یہ **دسواں دائرہ** ہے۔ اس مقام میں حضرت ذات پاک کا مراقبہ اس لحاظ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حقیقت محمدی کا منشا ہے ۔

اور **بارھواں دائرہ** حب صرف ذاتیہ ہے۔ اس میں ذات حق کا مراقبہ اس لحاظ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حب ذاتیہ کا منشا ہے۔ اور ان مقامات میں حسب ذیل درود کی کثرت ترقی بخشتی ہے۔ اور وہ یہ ہے :-

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ افضل صلوٰتک عدد معلوماتک وبارک وسلم کذالک ۔

اس کے بعد حضرت حق سبحانہٗ کا مرتبہ لاتعین و اطلاق یعنی دائرہ حقیقت کعبہ حسنی ہے یہ **تیرھواں دائرہ** ہے۔ اس سے حضرت ذات کی کبریائی اور عظمت کا ظہور مراد ہے۔ اس مقام میں حضرت ذات کا مراقبہ ان ممکنات کی سجودیت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے ۔

چودھواں دائرہ حقیقت قرآن کا ہے۔ حقیقت قرآن سے مراد حضرت ذات کی وسعت کا مبدار ہے۔ اس مقام میں حضرت ذات کا مراقبہ اس لحاظ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حقیقت قرآنی کا منشا ہے ۔

پندرھواں دائرہ حقیقت صلوٰۃ۔ اس سے مراد حضرت ذات کی بیچونی اور کمال وسعت ہے۔ اس مقام میں حضرت ذات کا مراقبہ اس لحاظ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حقیقت صلوٰۃ کا منشا ہے ۔

اس کے بعد معبودیت محض ہے۔ اس میں نظری سیر ہو سکتی ہے۔ اور یہی قدمی سیر ہے

جو عابدیت کے مقام میں ہوتی ہے ٭

یہ اُن مقامات اور مراقبات کے نام ہیں، جو طریقہ احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن کا مفصل حال مکتوبات شریفہ میں مندرج ہے ٭

ولایت ثالثہ میں مختلف کیفیتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً بیخودی۔ استغراق۔ توحید وجودی۔ استہلاک۔ اضمحلال۔ توحید شہودی اور فنائے انانیت۔ اور لطیفہ قالبیہ کی کیفیتیں۔ ذاتی اور دائمی تجلیات کا ظہور جو کمالات ثلاثہ میں ہیں۔ اور حقائق سبعہ میں۔ باطنی نسبت میں لطافت۔ بساطت۔ بیرنگی اور بےکیفیتی حاصل ہوتی ہے۔ اور عقاید اور ایمانیات کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص ان عالی مقامات میں مراقبات کی کثرت کرے۔ وہ ہر ایک مقام کی بیرنگی اور بساطت میں علیحدہ علیحدہ تمیز کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع المآب ٭

جوہر سوم

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا بیان

آنجناب پر آخری عمر میں خارش اور بواسیر کی بیماری نے غلبہ کر لیا تھا۔ آپ کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی کہ جب کبھی آپ بیمار ہوتے۔ تو آپ وصیت نامہ لکھتے۔ اور زبانی بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ ذکر۔ باطنی نسبت۔ اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے۔ بدعت سے کنارہ کشی کرنے۔ اپنے اوقات کو وظائف اور نیک اخلاق سے بسر کرنے۔ اور ایک دوسرے سے خوش معاملہ رہنے میں مشغول رہا کرو۔ اور قضا کے حکم پر چون وچرا نہ کیا کرو۔ اور ایک دوسرے سے بھائیوں کا سا سلوک کیا کرو۔ اور صبر۔ قناعت۔ رضا۔ تسلیم اور توکل اختیار کرو ؎

رزق تو بر تو عاشق تر است ومن احسن من اللہ حدیثا

اور نیز فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجۂ بزرگ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے جنازے کے ساتھ کلمہ طیب اور آیت شریفہ کا پڑھنا داخل بےادبی ہے اس لئے یہ دو شعر پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوے تو　　شیئاً للّٰہ از جمالِ روے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما　　آفریں بر دست و بر بازوے تو

ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمارے جنازے کے ساتھ بھی یہی شعر پڑھنا۔ اور نیز یہ عربی شعر اور جلال الدین کے فارسی شعر بڑی خوش الحانی سے پڑھنا ؎

قدمت الی الکریم بغیر زادٍ　　من الاعمال والقلب السلیم

(میں سخی کی طرف بغیر توشہ کے گیا۔ اور وہ توشہ اعمال صالحہ اور قلب سلیم کا تھا)

فان الزاد اقبح کل شیٔ　　اذا کان الوفاء الی الکریم

(جب ایسے سخی کی طرف جانا ہو، جو ہر چیز مہیا کرسکتا ہے۔ تو اس کے پاس توشہ لے کر جانا نامناسب ہے) ؎

بر سرِ خاک ما بیا نغمہ زعشق برسرا　　کز جذباتِ عشق تو نعرہ زخاک برزنم
بعد از ہزار سال اگر بر لحدم گذر کنی　　مشک شود ہمہ غبار من رُوح شود ہمہ تنم

ہفتہ کے روز بائیسویں صفر ۱۲۴۰ھ کو اشراق کے بعد عین مراقبہ میں جبکہ آپ مشاہدۂ حق میں مستغرق تھے، اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
عربی زبان میں تاریخ انتقال یہ ہے نورہ اللّٰہ مضجعہٗ (خدا آپ کی خوابگاہ کو منور کرے)۔

فارسی زبان میں یہ ہے ؎

شاہ عبداللّٰہ در خلد چو داخل گشت　　خلد از روحِ وے بشگفت
چو پرسید از رافت سال تاریخ　　بجنت رفت ہاں دلاں گفت

قطعہ

چُوں جناب شاہِ عبداللّٰہ قیوم زماں　　زیں جہاں فرمود رحلت سوے درگاہِ کریم
حال او با سال فوتش جستم از آفت زدل　　گفت فی روح و ریحان و جناتِ نعیم

آپ کی تاریخ وفات اور رحلت دونوں اس ایک شعر سے ظاہر ہوتے ہیں ؎

نو لبید مطاہری محمد عمر　　رحلت چہ مظاہر کمال است

قطعہ ہندی ؎

قطب جہاں عبداللّٰہ نے جو شہر صفر کی بست و دوم　　بعد اشراق کے شنبہ کے دن راہ دلیا سوے صمد معبود

لفظاً معنی رافت نے بتلایا یوں تو لکھ اے دل — باراں سو چالیسویں سن میں فوت ہوئے محبوب

قطعہ تاریخ بزبان ہندی

جب فوت ہوئے علی کے نائب — رافت نے کہا تو بھر کے اک آہ
یہ مصرعہ مرثیہ ہے ہے تاریخ — اے آہ گیا گیا خلیفۃ اللہ

قطعہ

غوث زماں شاہ عبداللہ ولی — مسند نشین فخر رسل نائب علی
جب عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے — عالم کے دل میں پڑ گئی اس غم سے کھلبلی
سینے ہوئے محبوبوں کے اس غم سے چاک چاک — کون و مکاں کے جسم سے گویا کہ جاں چلی
بیہوش سوتے روتے کوئی ہو گیا غریب — منہ پر کسی نے خاک اس اندوہ سے ملی
گل گلشن جہاں میں خزاں آ گئی وہیں — بائیسویں صفر میں سفر کر گئے علی

ہندی شعر

قیوم زماں جہاں سے گیا اٹھ — افسوس افسوس ہم نے ہائے

دیگر فارسی

زہر اسم خدا و نام سرور — از غلام ہمہ مخلوق بنگر
ظہور سال فوت مرشد ماست — کہ نامش خواجہ عبداللہ والا ست
زہر چیزے کہ خواہی حلت وے — بقرا چار چند اعداد آں شے
بہ یک صفر و بدہ کن ضرب ایں فن — پس انگہ بست از بست از طرح کن
بکن ضرب آنچہ باقی ماند یکبار — میان یکصد و ہم بست و ہم چار
شود اے رافت غمگیں ہویدا — سن فوت جناب مرشد ما

جوہر دہم

آنجناب علیہ الرحمۃ کے خلفا کا ذکر

واضح رہے کہ آنجناب علیہ الرحمۃ کے خلفا کی تعداد اس قدر ہے کہ اس مختصر کتاب میں اُن کے بیان کی گنجائش نہیں ان میں سے سینکڑوں نے اجازت اور خلافت کا مرتبہ پا کر ملکوں

میں دُور دُور تک گئے۔ اور وہاں عالموں کے مرجع بنے۔ اور بنی آدم کے مقتدا بنے لیکن ہاں جن کے حالات خود آنحضرت نے قلمبند فرمائے ہیں۔ ان کا یہاں کچھ تھوڑا سا ذکر کیا جائے گا۔ اور وہ حسب ذیل ہیں :۔

حضرت شاہ ابو سعید مجددی فاروقی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ یہ صاحب آنجناب کے اجل خلفوں میں سے تھے۔ اور آنجناب کے قائم مقام آپ کے مزار پر بیٹھے۔ حضرت شاہ ابو سعید کی نسبت حضرت مجدد الف ثانی سے اس طور پر پہنچتی ہے :۔

حضرت شاہ ابو سعید بن حضرت خفی القدر بن عزیز القدر بن حضرت محمد عیسےٰ بن حضرت شیخ سیف الدین بن حضرت محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

پہلے پہل آپ نے خاندان قادری میں زبدۂ اصفیا قدوۂ اولیا محبوب الٰہی حضرت مولانا شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور باطنی نسبت بھی انہیں سے حاصل کر کے اجازت اور خلافت کا مرتبہ حاصل کیا بعد ازاں آنجناب کے حضور میں حاضر ہو کر نقشبندیہ خاندان میں جناب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مجددیہ مقامات کے سلوک کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور اعجوبۂ روزگار بنے۔ بچپن ہی میں السعید من سعد فی بطن امہ (سعید ماں کے پیٹ ہی سے سعید ہے) کے موافق سعادت کے آثار آپ کی پیشانی مبارک سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ مجھ حقیر کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ مجھ سے چار پانچ سال عمر میں بڑے ہیں۔ ہم دونوں میں اتحاد۔ یگانگت اور محبت کا رابطہ حد سے زیادہ ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا +

برخوردار سعادت اطوار مولوی احمد سعید بن شاہ ابو سعید سلمہ اللہ تعالےٰ۔ انہیں بھی بیعت اجازت اور خلافت آنجناب سے ہی ملی ہے۔ نیز انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے بھی فیض حاصل کیا۔ اور طریقہ کی اجازت ملی +

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ ان کے احوال میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو سعید کا فرزند احمد سعید علم اور عمل میں اور حفظ قرآن اور احوال نسبت شریفہ میں اپنے والد ماجد کے قریب قریب ہے +

حافظ عبد الرحمان سلمہ الرحمان مجددی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ صاحب علم و عمل اور حفظ

اور تقوے ہیں۔ آپ نے باطنی نسبت آنجناب سے حاصل کر کے طریقہ کی تعلیم کی اجازت بھی حاصل کی ⁂

حضرت مولوی بشارت اللہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔ یہ صاحب بھی آپ کے بڑے خلیفوں میں سے تھے۔ آپ کی نسبت حضرت سید بڈھن بھڑائچی چشتی تک پہنچتی ہے۔ اور علم میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اور باطنی نسبت میں بھی آپ نے کمال ہی کر دکھایا۔ چنانچہ خود آنجناب آپ کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب میں مولوی صاحب سب سے ممتاز ہیں ⁂

مولوی کرم اللہ سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ عالم۔ محدث۔ اور مجدد تھے۔ آپ نے طریقہ مجددیہ کی بیعت آنجناب کے ہاتھ پر کی۔ اس شریف خاندان سے نسبت رکھنے کی وجہ سے اس جامعیت میں یکتا ہیں۔ اور طریقہ کی تعلیم کی اجازت بھی آپ نے آنحضرت علیہ الرحمۃ سے حاصل کی ⁂

میر طالب علی المشہور بہ مولوی عبد الغفار سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ نے پہلے ظاہری علم حاصل کر کے لطیفہ قلبی کا فیض آنجناب سے حاصل کیا۔ اور اجازت لیکر حج کے لئے گئے۔ اور ملک یمن کے شہر بید میں رہائش اختیار کر کے فیوض الٰہی کے القا میں سرگرم رہے۔ اور مولانا خالد رومی خلد اللہ محبتہٗ وعرفانہٗ سے حدیث کی پچاس کتابیں سندکیں۔ اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز مدینہ سکینہ کی مسجد میں نیک آدمیوں کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک نے ان میں سے کہا کہ جو شخص اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھے اور علم حدیث کی سند حاصل کر کے نقشبندیہ طریقہ میں بیعت کرے۔ اسے کمال درجہ کی نیک بختی حاصل ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ میرا عقیدہ اہل سنت کا سا ہے۔ اور حدیث کی سند بھی حاصل کر لی ہے۔ اب دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے وسیلے سے مجھے حضرت شاہ نقشبند کے طریقہ سے فائدہ بخشے۔ سب نے دعا کی۔ اسی روز آپ کو خواب میں حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جا کر دونوں باطنی فائدے حاصل کرو ⁂

پس مرزا رحیم اللہ بیگ سے ملاقات میسر ہوئی۔ جو کہ آنجناب کے خلیفہ تھے۔ اور مرزا موصوف نے پورا پتہ دیا۔ تو آپ دہلی پہنچے۔ اور آنجناب سے اس طریقہ علیہ میں بیعت کی۔ اور عالی حالات اور مقامات حاصل کئے۔ اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور اپنے

وطن کو واپس آئے۔ بغداد پہنچکر گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول ہوئے۔ تین روز بعد کچھ کھایا کرتے تھے۔ آپ میں بڑی طاقتور تاثیرات تھیں۔ اور آپ سے خرق عادات بہت سے ظہور میں آئے ÷

جب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کو دیکھا کرتے تھے کہ تشریف لاکر فرماتے ہیں، ہماری طرف توجہ کرو ÷

آپ کی خدمت میں طالبوں کا اس قدر مجمع ہوتا تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہزار خلیفہ تھے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ لاکھوں آدمیوں نے آپسے بیعت کی۔ واللہ اعلم بالصواب ÷

رخصت ہوتے وقت آنجناب نے آپ کو فرمایا تھا کہ تمہیں اُس ولایت کا قطب کر دینگے اور ٹھیک اسی طرح وقوع میں آیا ÷

کہتے ہیں آپکے خلفا میں سے ایک کو قوی حالات حاصل تھے۔ چنانچہ اُسے ایک مرتبہ آگ میں ڈالا گیا تو بھی نہ جلا۔ جب دریا میں پھینکا تو بھی نہ ڈوبا۔ وہ لوگوں پر غوثیت کا دعوےٰ کرتا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ دعوےٰ نہ کر۔ کیونکہ تیرا پیر موجود ہے۔ اگر غوث ہوگا تو تیرا پیر ہوگا تو اُس کی زندگی میں غوث نہیں ہو سکتا۔ یہ سُن کر اُس نے اپنا دعوےٰ چھوڑ دیا۔ جب یہ خبر مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی۔ تو اس کی نسبت سلب ہو گئی۔ پھر مولانا کی خدمت میں آکر توجہ کی۔ مولانا نے بعض عزیزوں کی سفارش سے اُسے معاف فرمایا۔ اور پھر توجہ فرما کر نسبت سے کچھ تھوڑا سا القا کیا ÷

محمد حسن سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ مولانا خالد رح کے شاگرد ہیں۔ آپنے بغداد سے آکر آنجناب سے بیعت کی۔ اور فیض اجازت حاصل کر کے بیت المقدس اور ملک شام میں قبولیت عام حاصل کی ÷

سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے مولانا خالد سے بیعت کی۔ اور نقشبندی حضور اور اجازت حاصل کر کے حضور اور جمعیت کے القا میں سرگرم ہوئے آپ نے واقعہ میں جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جاکر شاہ غلام علی سے باطنی نسبت اخذ کرو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ نے دہلی میں آکر آنجناب کی خدمت میں پہنچکر مجددیہ نسبت

حاصل کی۔ اور اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے وطن کو واپس چلے گئے +

آپ کو مقامات۔ وجدانِ حالات ومقامات۔ ارواح کی ملاقات۔ انوار کا دکھنا اور گذشتہ اور آئندہ حالات کا کشف ہونا حاصل تھا +

ایک روز میرے ساتھ شاہجہان آباد کی مسجد میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کی زیارت کو گئے۔ اور فرمایا یہاں پر ظلمت ظاہر ہوتی ہے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ بعض بت پرستوں کی تصویریں اس جگہ ہیں +

سیّد احمد گروہی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپنے مولانا خالد رہ سے طریقہ اخذ کر کے دہلی میں آکر طریقہ مجددیہ میں آنجناب سے بیعت کی۔ اور طریقے کی برکتوں اور فیوض میں مشغول ہوئے۔ اور اجازت حاصل کر کے وطن جا کر طالبوں کے مرجع بنے +

ایک روز مجھ سے بیان فرمایا۔ کہ میں جب رستہ میں سخت بیمار ہوگیا۔ تو فی الواقعہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وِرد فرمایا کہ اسے پڑھا کر۔ تجھے شفا حاصل ہو جائیگی۔ جب میں نے پڑھا۔ تو مجھے شفا حاصل ہوگئی۔ اور نیز فرمایا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہاں آیا ہوں +

سیّد عبداللہ مغربی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ مولانا خالد کی صحبت میں ہو کر پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باطنی فیض حاصل کر کے اجازت حاصل کی +

مرزا رحیم اللہ بیگ مسمی بہ **محمد درویش** عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ دُنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ وظیفہ حاصل کر کے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ پھر سیاہ گودڑی پہنکر حضرت نقشبندرہ کی زیارت کے لئے گئے۔ پھر بغداد اور نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ میں پہنچکر سلیمانیہ میں مولانا خالد کو ملکر دہلی میں حاضر ہوئے۔ پھر عظیم آباد جا کر والدین سے کہا کہ مجھے آزاد کرو۔ آپکے والدین نے معاف فرمایا۔ کہ خدا کی راہ میں نثار ہو۔ اسی وقت آپ کابل کی طرف چلے گئے جہاں گئے بہت سے لوگ آپکے مرید ہوتے ہو گئے +

ملا یار محمد سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپنے قوی جذبات و ارادت کو پہنچکر اجازت پائی۔ اور کشمیر میں طالبوں کے مرجع بنے۔ آپکے بہت سے خلفا ہیں +

ملا محمد گل سلمہٗ اللہ تعالےٰ۔ آپ غزنی سے آنجناب کی خدمت میں آئے۔ اور باطنی نسبت حاصل کرکے عالی مقامات کو پہنچے۔ اور خلافت حاصل کرکے اس ولایت کے مقتدا بنے +

مولوی ہراتی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ نے ہرات سے آکر آنجناب سے بیعت کی۔ اور باطنی نسبت حاصل کرکے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوکر اپنے وطن کو گئے۔ اور وہاں فیض الٰہی کے القا میں مصروف ہوئے +

ملا محمد منیو۔ انہوں نے پہلے مولوی ہراتی سے طریقہ اخذ کیا۔ اور پھر آنجناب کی خدمت میں آکر باطنی نسبت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے +

مولوی ولی اللہ سنبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے پہلے ظاہری علوم حاصل کئے پھر آنجناب سے بیعت کرکے بلند مقامات حاصل کئے۔ اور اجازت حاصل کرکے القا فیض میں سرگرم ہوئے لیکن عمر نے وفا نہ کی عین جوانی میں اس عالم فانی سے کوچ کر گئے +

مولوی محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ عالم اور دیندار تھے۔ اور باطنی نسبت آنجناب سے حاصل کی تھی۔ اور کئی سال آنجناب کی خدمت میں رہکر فیض اور برکتیں اخذ کرتے رہے اور مقامات مجددیہ حاصل کئے۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور آنجناب سے تا حیات جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آنجناب اس جہان سے کوچ کر گئے۔ آپ ہی نے آنجناب کو غسل دیا اور پھر حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور بعدازاں اس جہان سے رحلت فرمائی +

مولوی شیر محمد سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آنجناب کے کامل خلیفوں سے ہیں۔ آپ جید عالم اور صاحب ورع۔ توکل اور قوی مجاہدات تھے۔ آنجناب سے بیعت کرکے کئی سال آنجناب کی خدمت میں رہکر اعلےٰ مقامات اور حالات حاصل کئے۔ اور اجازت سے مشرف ہوئے +

مولوی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم اور ریاضت تھے نسبت شریفہ آنجناب سے حاصل کی تھی۔ اور اجازت کا مرتبہ حاصل کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے اور مکہ معظمہ میں اس دار فانی سے کوچ کیا +

مولوی محمد جان سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کو قوی مجاہدات حاصل تھے۔ آپ نے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر خواجہ صاحب کی روح مبارک کی دلالت سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کرکے فیوض اور برکات حاصل کیں۔ اور اعلےٰ مقامات اور حالات کو پہنچے۔ اور اجازت

اور خلافت سے مشرف ہو کر مکہ معظمہ میں طریقہ کی اشاعت میں سرگرم ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا اور کر رہے ہیں +

میر نقش علی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے باطنی نسبت آنجناب سے حاصل کی اور اجازت حاصل کر کے ناگن کی طرف چلے گئے +

میاں احمد یار سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آنجناب کی توجہ سے آپ عالی مقامات اور حالات کو پہنچے۔ اور اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور دہلی میں سکونت اختیار کی آنجناب کے اصحاب میں آپ ممتاز ہیں +

مرزا مراد بیگ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ تارک دنیا۔ خلوت گزیں اور گوشہ نشین تھے۔ آنجناب سے قوی نسبت حاصل کر کے اجازت پائی۔ اور طریقہ کی اشاعت میں سرگرم ہوئے +

مرزا عبد الغفور سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ آنجناب کے اجل خلیفوں میں سے تھے عمر کا کافی حصہ آنجناب کی خدمت میں گذار کر توجہات اخذ کیں۔ اور فیض حاصل کر کے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور اس نسبت شریفہ کے القا میں سرگرم ہوئے۔ اکثر آپ کے مریدوں کو قبور۔ ارواح اور ملائک کا کشف حاصل تھا +

میاں فخر الدین۔ قادری بزرگوں میں سے اس طریقہ کے سخت منکر تھے۔ آپ نے پشاور سے آکر آنجناب کی خدمت میں توبہ کی۔ اور بیعت کر کے فیوض اور برکات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے +

محمد سرور خاں سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ نے پٹھانوں کی ولایت سے آکر آنجناب کی خدمت سے استفادہ کیا۔ اور اجازت سے مشرف ہو کر آپ وطن کو واپس گئے +

میاں شیخ خلیل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، آنجناب کے خادم تھے۔ ساری عمر آنحضرت کی خدمت میں ہی صرف کر دی۔ اور اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آخر کار آنجناب کے حضور ہی میں عین حلقہ کے وقت ایک ظالم کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ آپ صاحب عالی مقامات و حالات تھے +

فقیر سراپا تقصیر درویشوں کی خاک پا ہے۔ اور ان کے لئے عار و ننگ کا باعث رؤف احمد عفی اللہ عنہ۔ اگرچہ بندہ میں اس قدر لیاقت تو نہیں کہ اپنے تئیں درگاہ الٰہی کے مقربوں کے زمرہ میں شمار کرے۔ لیکن چونکہ آنجناب نے اس کمترین کو اپنے خلفا کے ذیل میں

لکھا ہے۔ اور نہایت عنایت و شفقت سے سرفراز فرما کر خرقہ۔ دستار خلافت۔ مصلےٰ۔ تسبیح اور عصائے استقامت مرحمت فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے اس قول کے بموجب کہ واما بنعمۃ ربک فحدث (اور اللہ تعالےٰ کی نعمت کو بیان کر) اور خبر کرامت اثر ہے ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہٖ (اللہ تعالےٰ اس بندے کو عزیز جانتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندوں پر دیکھے) چونکہ نعمت کا چھپا رکھنا ناشکری میں داخل ہے ع

نعمت داد خدا را فتا ہرگز مپوش

اس لئے اظہار نعمت اور نیز شرف اور عزت حاصل کرنے کے لئے اپنے تئیں آنجناب کے فیض نشاں آستاں سے ملحق کیا ؎

اگرچہ نیک نۂ را آفتاب نشیں — بایں گروہ کہ ہم بزمیش اثر دارد

نسب نامہ ایں لاشے (مؤلف کتاب)

تا گو ہر آدم نسیم باز نہ ایستد — ز آبائے خود دشمرم اصحاب کرام

اما نبود وصف اضافی ہر ذات — ایں فتوائے ہمت بود ارباب کرام

فقیر رؤف احمد بن مقبول بارگاہ حضور **شعور احمد** رحمۃ اللہ علیہ جو لاثانی موتی اور زمانہ کے شجاع عالی نسب اور حسب تھے۔ باپ کی طرف سے آپ کا سلسلہ چار پشت سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ اور والدہ کی طرف سے پانچویں پشت میں اس طرح پر کہ آنجناب کی والدہ صاحبہ حضرت بی بی جمیلہ بیگم جو اہل شرع اور عابدہ تھیں۔ اور چار شوال کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ حضرت **عزیز القدر** کی بیٹی تھیں۔ جو شیخ وقت تھے۔ اور جن کا انتقال پانچویں ربیع الاول ۱۲۰۸ھ کو ہوا۔ ابن حضرت **عیسیٰ محمد** جو عالم۔ شاعر۔ ذہین۔ صوفی اور اہل سنت تھے۔ اور جنہوں نے ۱۱۸۰ھ کو وفات پائی۔ ابن حضرت شیخ **سیف الدین** بن حضرت خواجہ **محمد معصوم** ابن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ان اکابر کا حال اخیر میں لکھا گیا ہے۔

آنجناب ۱۲۰۱ھ کو شہر جلال آباد میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں اپنے بزرگوں کے ہمراہ قصبہ مصطفےٰ آباد المشہور بہ رامپور میں نشو ونما پائی۔ اور عین جوانی میں جب کہ آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی لکھنؤ کی طرف جاتے ہوئے سانڈھی بالی کے پڑاؤ پر راہزنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ خدا آپ کی قبر کو روشن کرے +

آپ کی تاریخ وفات لفظ شہادت سے نکلتی ہے۔ جیسا کہ اس قطعہ میں مندرج ہے۔ قطعہ

شہسوار عرصۂ مردانگی فخر شجاع — آں شعور احمد زعالم چوں روے بر تافتہ
رخش طبعم تافت در میدانِ فکرِ سالِ او — شد ندا از ہاتفِ غیبی شہادت یافتہ

اور نیز آنجناب کی تاریخ ولادت اور تاریخ انتقال مولوی ضیاءالدین بھوپالی نے جو کہ علوم عقلی اور نقلی کے بڑے عالم اور اہل سنت اور اہل مجاہدہ ہیں اس طرح نظم میں لکھی ہے۔ ان کا حال بھی آگے لکھا جائیگا۔ وہ نظم حسب ذیل ہے ؎

نور وحی احمدی شد جلوہ ساز — کنز مخفی کردہ از سر پردہ باز
صد ہزاراں جلوہ زو آمد بروں — بر کشادہ پردہ ہا از چند و چوں
گفت حق انا خلقنا کل شئے — بسکہ جلوہ میرسد بر وقت وے
چوں شعور احمدی را جلوہ گاہ — در رسید آں وقت از امر الہٰ
بود آں از نور وحی با کمال — یافت زاں تاریخ عمرش ایں جمال
از شہادت شربت خاصاں چشید — در جوانی رحمت یزداں رسید
از خرد پرسیدم از تاریخ تا ز — گفت فضل قدس حق آمد فراز
باز پرسیدم کہ چوں رفت از جہاں — یافت اندر عالم قدس مکاں
گفت تاریخش جواں شد جلوہ ساز — رفت چوں در ملک قدوسے پر آز
رحمت حق را ؤ بے راز و نیاز — آں شعور احمد بُد پاک باز

محمد عبدالواحد خان علوی جس کا تخلص تسکین ہے اس نے یہ قطعہ تاریخ ایک عدد کی زیادتی سے کہا ہے ؎

چو آں حضرت شعور احمد شہادت — ز رہزن یافتہ ناگاہ بجادہ
بصد لبیک رضواں گفت تاریخ — برائے او در جنت کشادہ

اور نیز معما کے طور پر دونوں تاریخیں مندرجہ ذیل شعر میں پائی جاتی ہیں ؎

زے فضل و اکرام و تکریم وجود — سر نام رب غفور ودود

تاریخ ولادت باسعادت و وفات حسرت آیات حسب ذیل قطعہ سے برآمد ہوتی ہے ؎

تا نفس باقی دلا بہرِ شعورِ احمدی   حال مظلومیش یاد آوردہ ہردم وائے گو
درپئے تاریخ لفظ و معنئے پیدائیش   یکہزار و یکصد و ہشتاد و دویم ہائے گو

اور آپ کا سن شریف ان دو قطعوں میں بیان کیا گیا ہے ؎

آں شعورِ احمدی اندر جہاں   یافت بست و چار سال از کبریا
ایں شدہ تاریخ عمرِ پاک او   آب طبب حب احمد بے ہوا
؎ آں ذات جو شربت شہادت   بچشید نمود سوئے حق رُو
مسکیں پئے سن وسال گفتہ   تاریخ حیات و عمر حیّو

بحرِ عرفان کے موتی کی سیپی حضرت شاہ محمد شرف رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حافظ فقیہہ اور صاحب تقوے تھے۔ اور باطنی نسبت شیخ ضیاء الدین یوسف مشہور بہ میاں چٹو سے جو آپ کے دادا بزرگوار کے بھائی تھے، پائی۔ اور نقشبندیہ۔ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ اور کبرویہ، وغیرہ طریقوں کی خلافت اور اجازت سے مشرف ہو کر طالبوں کی ہدایت میں سرگرم رہے ✤

حضرت شیخ ضیاؤ الدین یوسف رح۔ شیخ محمد یحییٰ کے بڑے بیٹے تھے۔ اور آپ ارادت کی نسبت حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ سے رکھتے تھے۔ اور نیز اپنے والد بزرگوار سے بھی فیض حاصل کئے۔ آپ کی ولادت ۱۰۶۰ھ کو ہوئی۔ اور جب کہ آپ کی عمر چھہتر سال کی ہوئی۔ تو ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ اس عبارت سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے "ضیاء الدین یوسف زبدۂ اولیا بود" ✤

اور نیز حضرت شاہ محمد شرف نے طریقہ قادریہ کی اجازت اپنے چچا حضرت شاہ گدا ابن زین العابدین سے حاصل کی۔ اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے والد زبدۂ اولیا حضرت محمد یحییٰ سے۔ اور نیز حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند سے۔ اور ان دونوں نے حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہم سے ✤

اور حدیث مسلسل کہ الراحمون یرحمہم اللہ ارحموا من فی الارض یرحمکم اللہ

من فی السّماء (رحم کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ رحم کرتا ہے تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو تو تم پر وہ رحم کریگا جو آسمان پر ہے) کی اجازت آپ کو حضرت محمد آرشد کو نسبت حاصل تھی۔ اور انہیں اپنے والد محمد فرخ شاہ سے ۔ اور انہیں اپنے والد حضرت خازن الرحمۃ سے خواجہ محمد سعید سے ۔ اور انہیں اپنے والد حضرت مجدد الف ثانی الیٰ آخر السند +

آپ آباء کرام کی طرح اوقات بسری کرتے تھے ۔ انتقال سے پہلے شب برات کو بزرگوں کا فاتحہ پڑھ کر مراقبہ کیا۔ تو ایک لحظہ بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ ایک فقیر کا نام آج رات زندوں کی فہرست سے مٹ گیا ہے ۔ اور اس کا انتقال اسی سال ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح وقوع میں آیا کہ اسی سال ۳۔ جمادی الاخرے کو شہادت کا شربت چکھا۔ آپ کا مزار پر انوار مصطفیٰ آباد عرف رامپور میں ہے ۔ آپ کی تاریخ انتقال '' شرف شد شہید '' سے نکلتی ہے +

آپ سلطان السالکین برہان العارفین حضرت شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے +

حضرت شیخ ضیاء الدین صاحب ولایت ۔ غلبہ اور کرامات تھے ۔ آپنے فیوض و برکات اور باطنی نسبت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی ۔ اور خلوت در انجمن آپ کو حاصل تھی ۔ حضرت سرہند کے دار الارشاد کی ویرانی کے بعد آپ حضرات بابرکات کے مزارات پر قائم دائم رہے وہاں پر آپکے سوا اور کوئی حضرت امام ربانی قیوم حقانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے باقی نہیں رہگیا تھا +

آپ نے پیدائش سے لیکر آخری دم تک سرہند کو نہ چھوڑا ۔ گو سکھوں نے غلبہ پا لیا اور ہر طرح سے اذیتیں دیں ۔ لیکن آپکے قدم نے لغزش نہ کھائی ۔ آخر سکھوں نے معتقد ہوکر خرچ اخراجات کے واسطے کچھ زمین بطور نیاز دی +

آپ نے اپنی رحلت کی نسبت فرمایا تھا کہ مجھے اپنے جد امجد کے روضہ میں دفن کرنا ۔ حاضرین نے عرض کی کہ اس قبۂ شریف میں تو حضرات بابرکات کے مزارات کی کثرت کے سبب جگہ نہیں ۔ آپنے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا کام ۔ اگر وہ خود ہی جگہ دیں ۔ تو پھر ۔ جب ماہ رمضان مبارک کی چوبیسویں تاریخ ۱۲۰۸ھ کو آپ کا انتقال ہوا ۔ تو وصیت کے موجب آپکے جد امجد کے روضہ شریف میں حضرت امام الاصفیا شیخ محمد یحیٰی نے قبر کھودی ۔ اور باوجود تنگی جگہ قبر کافی کشادہ کھودی گئی ۔ بلکہ کچھ زمین بچ رہی ۔ سبحان اللہ اپنے دوستوں کے لئے

وہ کام کرتے ہیں۔ جن تک عقل کام نہیں کرسکتی۔ اور نہ فہم کو ان کا ادراک حاصل ہوتا ہے +
یہ قطعہ آپ کی تاریخ انتقال میں ہے ے

جاں داد رضائے بقضا — آں امامِ امام رضی الدیں
سالِ فوتش بجستم از رآفت — گفت ہاتف امامِ رضی الدیں

آپ محرم اسرار لی مع اللہ اور معرفت آگاہ حضرت شیخ زین العابدین معروف بہ شاہ فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے +

شاہ فقیر اللہ عالم۔ عارف۔ عابد۔ اور یگانۂ زمانہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت دار الارشاد سرہند میں ۱۰۸۲ھ کو ہوئی۔ علم ظاہری کو آپ نے درجہ کمال تک حاصل کیا۔ اور پھر اپنے والد ماجد کے امر کے مطابق باطنی نسبت ۔ اور بلند حالات ومقامات اپنے چچازاد بھائی حجۃ اللہ قیوم زماں خواجہ محمد نقشبند ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرکے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت سے لوگوں کو اپنے برکات اور فیوض سے کامیاب فرمایا۔ اکثر عالموں اور فاضلوں نے آنجناب سے ظاہری اور باطنی استفادہ کیا +

آپ کو شریعت پر استقامت کمال درجہ کی حاصل تھی۔ اور اپنے آباواجداد کی طرح اپنے اوقات اچھی طرح نیک کاموں میں بسر کرتے تھے۔ آپ کی عمر چوّن سال کی تھی کہ رمضان مبارک کی تیئیسویں تاریخ ۱۱۳۶ھ میں اس جہان فانی سے روضہ رضوان کی طرف کوچ کیا۔ اور سرہند شریف اپنے والد بزرگوار کی متبرک قبر میں آرام کیا +

قطعہ تاریخ وفات ے

عارفِ حق شاہ زین العابدیں — رخت از عالم فانی چو بربست
درسنِ رحلت پاکش رآفت — گفت ہاتف کہ برحمت پیوست

آپ سنت نبوی کے زندہ کرنے والے۔ زبدۃ الاولیا۔ قدوۃ الاتقیا حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ جن کا کچھ ذکر بتیسویں گوہر میں آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے فرزند خواجہ کلاں حضرت محمد عبید اللہ کی بیٹی آپ کی منکوحہ تھی۔ اور تمام اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہوئی +

مُلّا بدر الدّین سرہندی نے مقامات میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ سکندر قادری نے اپنی نسبت اس مخدوم زادہ کو بچپن ہی میں القا فرمائی اور میرا انکا لقب شاہ رکھا۔ آنجناب نو سال کی عمر میں کلام الٰہی حفظ کر کے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ اور تھوڑی ہی مدت میں ظاہری علوم کو حاصل کر لیا۔ اور پھر باطنی سلوک کو ختم کیا۔ اور علامۂ وقت ہوئے۔ اور اٹھائیسویں جمادی الآخر ۱۰۹۷ھ کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قبہ میں شہر سرہند میں آرام کیا۔ آپکے مزار مقدس پر بڑا عالیشان گنبد بنایا گیا اس قطعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے ؎

آں عارف باللہ تبارک و تعالےٰ | جبریل صفت رفتہ بسوئے عالم بالا
تاریخ وصالش چو پرسند عزیزاں | کو بود ولی شیخ محمد یحییٰ

آپ امام ربانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ جن کے احوال اور معارف کے بارے میں بڑے بڑے علما اور فضلا نے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً زبدۃ المقامات مسمّٰی بہ برکات احمدیہ۔ روضۃ القیومیہ اور حضرات القدس وغیرہ وغیرہ۔ اور نیز ہمارے حضرت صاحب نے بھی ان کتابوں سے آنجناب کے احوال اخذ کر کے بڑے مختصر طور پر لکھے ہیں۔ اور اس رسالے میں بھی بتیسویں گوہر میں اس گلزار میں سے ایک پھول اور اس بحر زخار میں سے بطور نمی کے کچھ حال مذکور ہوا ہے ✤

آنجناب کا انتقال اشراق کے بعد منگل کے روز ۲۸۔ تاریخ اور ایک روایت کے مطابق نویں صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاوّل کی اٹھائیسویں رات تھی کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ اور شمسی حساب کے مطابق ۱۱۔ ماہ ماگھ۔ اور اہل شام کے نزدیک آنحضرت کے ایام مرض آنجناب کی عمر کے موافق تریسٹھ روز تھے۔ یہ اس حدیث کے موافق ظہور میں آیا۔ حدیث حمی الیوم کفارت سنة۔

آپکے انتقال کے روز مطلع نہایت سُرخ ہو گیا۔ جسے علما لوگ دوستانِ خدا کی موت پر گریہ کی علامت بتاتے ہیں۔ جیسا کہ شرح الصدور میں مذکور ہے کہ بلغنی ان السمٰوٰت والارض یبکیان علی المؤمن و بکاء السماء حمرة اطرافها مجھے یہ خبر ملی

ہے کہ بیشک آسمان اور زمین دونوں ہی مومنوں کی موت پر روتے ہیں۔ اور آسمان کا رونا اس کی طرفوں کا سرخ ہونا ہے) +

آپ کی تاریخ وفات اس حدیث سے نکلتی ہے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب (موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے) اور نیز اس قطعہ کے اخیر مصرعہ سے بھی تاریخ وفات نکلتی ہے ؎

فریاد ز گردشِ زمانہ | پیداست جورِ ایام
قطب ارشاد شیخ احمد | کہ بود بخلق فیض او عام
در ماہِ صفر بست و ہشتم | بگذشت او حرفے سرانجام
تاریخ وصال او بر آمد | افسوس فتادہ برج اسلام

آپ محبوب بارگاہ الٰہی مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ جو ہندوستان کے مشہور آدمی ہو گذرے ہیں۔ سرہند شریف کو ظاہری اور باطنی ریاضت آپ کے والد بزرگوار سے پہنچی تھی۔ اور یہ آنجناب کو حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچی تھی +

آنجناب کے آبا و اجداد اس امت کے بڑے اولیاء میں سے تھے۔ آپ نے شروع جوانی میں ظاہری علم کی تحصیل کر کے حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی سے جو کہ چشتیہ خاندان کے مشائخ عظام میں سے تھے، باطنی سلوک طے کیا۔ باوجودیکہ اپنے آبائے کرام سے سہروردیہ خلافت حاصل تھی۔ اور چشتیہ سلوک شیخ صاحب کی خدمت میں حاصل کیا۔ چند نسخے جو باقی رہ گئے اُن کے لئے شیخ صاحب نے حکم کیا کہ اُن کو بھی لاؤ حضرت مخدوم نے عرض کی کہ جب تک آپ زندہ ہیں۔ میں کس کی طرف رجوع کروں شیخ صاحب نے اپنے دوسرے فرزند شیخ رکن الدین کی طرف جو کہ شیخ صاحب کے قائم مقام اور خلیفہ تھے اور قطب زمانہ تھے، اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم نسخے مذکورہ کی تحصیل کے بعد شیخ رکن الدین کی خدمت میں گئے۔ سلوک میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، اُسے پورا کیا۔ اور نیز حضرت مخدوم نے حضرت شاہ صاحب سے بھی پورا کیا۔ اور علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ آپ امام وقت تھے۔ اور اس وقت کے تمام عالموں نے آپ کو اُستاد مانا ہوا تھا۔ اور علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے

آپ کے شاگرد آپ کی کتابوں عوارف المعارف اور فصوص الحکمۃ کو اپنی ساری قوت خرچ کرکے پڑھتے تھے +

شاہزادہ دارا شکوہ کا اُستاد اور علما و فقرا کا پیشرو شیخ میوک جس نے شطحیات اور سفینۃ الاولیا کو تالیف کیا ہے، حضرت مخدوم کا ظاہری اور باطنی علوم میں شاگرد تھا +

حضرت مخدُوم کا ارشاد اس قدر پھیلا کہ ہزاروں ہی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ کبھی کبھی سو سو آدمی آپ کی خانقاہ میں موجود ہوتے تھے۔ اور کرامات اور خوارق عادات بکثرت آپ سے ظہور میں آئے +

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی جلد اول کے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں آتے اور کہتے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ اور کوئی کہتا کہ ہم نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور آشنائی ظاہر کرتے تھے۔ اور والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ یارو! میں تو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اور تم کہتے ہو کہ فلاں جگہ دیکھا ہے۔ یہ مجھ پر تم گویا تہمت لگاتے ہو +

زبدۃ المقامات اور برکات احمدیہ کا مؤلف خواجہ ہاشم کشمی ؒ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی بابت نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت مخدوم کا ایک مخلص صادق آنجناب کی خلوت میں آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے سارے اعضا جدا جدا پڑے ہیں۔ اس درویش نے خیال کیا کہ یہ کام کسی چور یا دشمن کا ہے۔ روتا اور پیٹتا ہوا باہر نکل آیا۔ اور دوسرے کو اطلاع دی۔ جب دونوں ملکر حجرے میں آئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب بالکل صحیح و سالم مسند پر مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر پڑے۔ حضرت مخدوم نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تک ہم زندہ رہیں اس راز کو ظاہر نہ کرنا +

حضرت مخدوم نے علم شریعت اور حقیقت میں معتبر کتابیں لکھی ہیں ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد میں علوم و معارف بڑے اعلے پایہ کے بیان فرمائے ہیں +

آپ کا وصال ۱۷- رجب ۱۰۷۸ھ کو شہر سرہند میں ہُوا - فوت ہوتے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے پاس حاضر تھے چشتیہ - قادریہ اور سہروردیہ - جو نسبتیں آپ کو حاصل تھیں، سب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین فرمائیں - اور اپنی خانقاہ کی خلافت عنایت فرمائی +

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے چوتھے فرزند ہیں - تین ان سے بڑے تھے اور تین چھوٹے - ربکے سب کامل اولیا تھے - اس دائرہ کے مرکز حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی ہیں - جو آفتاب کی طرح ہیں جو کہ تمام آسمانی ستاروں کے بادشاہ ہیں +

حضرت مخدوم صاحب کا مزار پُر انوار شہر کے شمالی کنارے پر ہے +

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی زیارت کے لئے گئے - حضرت مخدوم صاحب کے مزار کے گرد نواح میں شہر کے سارے لوگ اپنے مُردے دفن کرتے ہیں، تاکہ انکی ہمسائیگی کے سبب رحمت الٰہی میں داخل ہوں - جب آنجناب فاتحہ پڑھ رہے تھے - تو دل میں خیال کیا کہ جب کوئی عالم قبرستان سے گذرتا ہے تو اُس کے قدم کی برکت سے چالیس روز تک اس قبرستان پر عذاب نہیں ہوتا - لیکن مجھ میں اس قدر لیاقت بھی نہیں کہ میرے سبب ان کا عذاب رفع ہو جائے - یہ خیال آتے ہی الہام ہُوا کہ تیری تشریف آوری کے سبب قیامت تک ہم نے اس قبرستان سے عذاب اُٹھا لیا ہے +

سُبحان اللہ! کیا ہی مقبولیت ہے - اللہ تعالےٰ آنجناب کے انتساب کے وسیلے اس گنہگار کو بھی بخش دے - کیونکہ اس کے پاس سوائے الٰہی فضل کے اور کوئی ذریعہ نجات نہیں - **قطعہ تاریخ**

آں شیخ کہ بود اعلم اندر فن — جانش گوہر ستر ازل را معدن
چو شیخ زمانہ بود در علم و عمل — تاریخ وصال بگو شیخ زمن

اور نیز تاریخ وفات "آہ شیخ کامل" سے برآمد ہوتی ہے +

آپ سراج السالکین حضرت شیخ زین العابدین قدس سرہ کے فرزند تھے - جو مشائخ وقت میں سب سے بزرگ اور اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ مطلق تھے - آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے - اور لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے +

ابن محی السنن نبوی حضرت شیخ عبد الحی قدس سرہٗ - جو زمانہ کے مقتدا اور

اپنے والد ماجد کے خلیفہ تھے۔ ظاہری علوم میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ اور باطنی نسبت میں بھی بینظیر تھے۔ اور لوگوں کو ہدایت اور ارشاد کرنے میں سرگرم تھے ✦

ابن ستون دین احمد حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ۔ آپ اپنے زمانہ کے مشہور اولیا تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور شہر سرہند کی ظاہری اور باطنی حکومت آپ کے سپرد ہوئی ✦

ابن معرفت آگاہ حضرت حبیب اللہ قدس اللہ سرہٗ۔ جو یگانۂ روزگار اور اولیائے کبار میں سے تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کی خلافت اور ارشاد کے مسند نشیں تھے ✦

ابن قدوۃ السالکین حضرت امام الدین قدس سرہٗ۔ جو حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے امام نماز اور خلیفہ تھے ✦

حضرت ملا بدرالدین سنوات الاتقیا میں لکھتے ہیں کہ امام کے ایک فرزند کچھ گا رہے تھے کہ ایک عورت اس راہ سے گذری اور سنکر متاثر ہوئی اور زمین پر گر پڑی۔ اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب یہ خبر آپ نے سُنی۔ تو یہ بات مُنہ سے نکل گئی کہ کیا لڑکے کی گردن نہیں ٹوٹی۔ اسی وقت وہ لڑکا اس جگہ سے سر کے بل گرا۔ اور زمین پر آرہا۔ جس سے گردن ٹوٹ گئی اور فوت ہوگیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی راگ نہ گائے۔ اگر گائیگا تو اس کی نسل نہیں بڑھیگی۔ یہ بات اب تک جاری ہے۔ اور نیز فرمایا تھا کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی نذر و نیاز نہ لے۔ اگر لیگا۔ تو اُس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ اگر پیدا بھی ہوگا۔ تو زندہ نہیں رہیگا۔ اس بات کا نتیجہ بھی اب تک صفحۂ روزگار پر پایا جاتا ہے۔ اور اس قسم کے اور بہت سے حکم آپ نے فرزندوں کو فرمائے۔ جن کے آثار اب تک جاری ہیں۔ لیکن حضرت پیر دستگیر قطب العارفین مجدد الف ثانی مظہر رحمانی حضرت شیخ احمد فاروقی نے جن کا سلسلہ چھ پشت سے امام تک پہنچتا ہے امام صاحب کی رُوحانیت سے بعض احکام کے منسوخ کرنے کے لئے التجا کی۔ جو منظور ہوگئی یہی وجہ ہے کہ بعض احکام آج کل جاری نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ امام صاحب نے وہ کاغذ جس میں احکام مندرج تھے حضرت مجدد صاحب کے رُوبرو اُن کی التماس کے مطابق پھاڑ دیا ✦

فیروز شاہی تاریخ میں جو کہ قاضی یحییٰ سرہندی نے لکھی ہے، مندرج ہے کہ سرہند کے آباد ہونے سے پہلے وہاں کے گرد نواح کے لوگ خراج اور خزانہ شہر سامانہ میں لیجایا کرتے تھے۔ اور اس آنے جانے میں انہیں تکلیف ہوتی تھی۔ اس لئے اوچہ میں جا کر سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کی خدمت میں التماس کی کہ آپ سلطان فیروز شاہ کو فرمائیں تا کہ وہ ہمارے دیہات کے نزدیک کوئی شہر آباد کرے۔ اور ہم خزانہ اُس شہر کے حاکم کو دیدیا کریں۔ حضرت مخدوم نے اُن کی التماس کے موافق دہلی کی راہ لی۔ سلطان فیروز شاہ نے کنوارا تک آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے رعایا کی التماس بادشاہ پر ظاہر کی۔ اُس نے منظور کر لی۔ اور جھنموں کو جو احمد۔ محمد اور ذکو یا تھے۔ قلعہ بنانے کے لئے مقرر کیا۔ یہ لوگ کچھ رعیت لیکر وہاں پہنچے۔ سرکنڈوں کا جنگل ایک اونچی جگہ نظر پڑا۔ اسے قلعہ کے لئے پسند کیا۔ سرکنڈوں کو اکھیڑ رہے تھے کہ اچانک ایک شیر نمودار ہوا۔ اسے بڑی مشکل سے انہوں نے مارا۔ اور وہاں پر قلعہ بنانا شروع کیا۔ ہر روز جتنا بناتے۔ صبح کو بالکل گرا ہوا ہوتا۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کی۔ تو اُس نے کہا کہ مَیں نے مخدوم کے حکم کے موافق یہ کام اختیار کیا ہے۔ ان سے عرض کرو۔ جب مخدوم جلال الدین صاحب کی خدمت میں عرض کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ سنام سے ہمارے خلیفہ رضی الدین کو لاؤ۔ تا کہ وہ بسم اللہ پڑھ کر بنیادی اینٹ رکھے۔

قلعہ کی بنا ۷۶۰ھ میں رکھی گئی۔ اس قلعہ کے گر پڑنیکا اصلی راز یہ تھا۔ کہ عمارت بناتے وقت شیخ شرف الدین بو علی قلندر کو بطور بیگار اس میں لگایا ہوا تھا۔

لیکن شیخ نظام الدین بوی کی تاریخ میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ جب سلطان فیروز شاہ نے اپنے جلوس کے آٹھویں سال لاہور کا ارادہ کیا۔ تو شاہزادہ شادی خاں کو اپنا ولیعہد بنا کر دہلی چھوڑا۔ اور خود دریا کی راہ لاہور روانہ ہوا۔ جب قصبہ بنود کے گرد نواح میں پہنچا۔ تو قصبہ بوداس میں اُترا۔ اور عمدہ شکار گاہ دیکھ کر وہاں ایک ہفتہ قیام کیا۔ اس قصبے سے تین کوس کے فاصلے پر شکار گاہ تھی۔ جو سرکنڈوں کا ایک وحشتناک اور بھیانک جنگل تھا۔ اس جنگل میں سے ایک ندی بہتی تھی۔ جس کے کنارے ایک مقام پر ایک بلند ٹیلہ

اس وقت غیر آباد تھا۔ بادشاہ کو جو بھایا۔ تو اس نے حکم دیا کہ سرکنڈوں کو آگ لگا دو۔ جب آگ لگائی گئی۔ تو آگ کے بھڑکنے اور لشکریوں کے شور و غل سے ایک دہشتناک شیر نکل آیا۔ جس نے بہت سے سوار اور پیادوں کو زخمی کیا۔ بہت سے لشکریوں نے اس کے مارنے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ نہ مرا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے گرد ہاتھیوں کا حلقہ بناؤ۔ اور گولہ انداز ہاتھیوں پر بیٹھ کر گولے پھینکیں۔ اس طرح کرنے سے وہ شیر مارا گیا لیکن پھر بھی اس نے کئی ایک ہاتھیوں کو زخمی کر ہی دیا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ یہاں نیا شہر آباد کرو۔ اور قلعہ بناؤ۔ اور کتبے پر بادشاہ نے اس شہر کا نام **سرھند** لکھنے کیلئے کہا۔ کیونکہ اس میں شیر سے لڑائی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی نام سے موسوم ہوا۔ پھر بادشاہ نے منجموں کو بلا کر پوچھا کہ کس وقت اس کی بنیاد رکھنی چاہیئے۔ انہوں نے سوچ بچار کر عرض کی کہ حوت دلو میں اور آفتاب جوزا میں ہو۔ اور نیک گھڑی میں اس کی بنیاد رکھی جائے۔ تو قیامت تک آباد رہیگا۔ اور تمام جنگل آباد ہو جائیگا۔ اور آئندہ بادشاہوں کا دارالسلطنت ہوگا۔ اور آخری زمانے میں تین بادشاہ یہاں بادشاہی تخت آراستہ کرینگے بعد ازاں **میدھماں** کو جو بڑا امیر تھا فرمایا کہ سالانہ محصولات اور دیہات اور قصبات کی آمدنی صرف کر کے یہ قلعہ تیار کیا جائے۔ اتنا کہکر خود لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ پس اس کی آبادی نہایت عمدہ طور پر اور عمارتیں اور محل وغیرہ بڑی خوبی سے تیار ہوئے +

حاجی ابراہیم اس شہر کی تعریف میں لکھتا ہے ؎

سرہند مگو کہ رشک چین است

خلدیست بریں کہ بر زمین است

اور رفتہ رفتہ لوگوں کے گھروں میں اس قدر درخت ہو گئے کہ تمام شہر باغ ہی معلوم ہوتا تھا اور اس کے گرداگرد بھی سب باغ ہی باغ ہو گئے خصوصاً بادشاہی باغ تو ایسا ہے کہ اس جیسا روئے زمین پر کوئی کم ہوگا +

۱۰۵۳ھ میں شاہجہان بادشاہ نے اس باغ کے متصل محل بنوائے۔ اور بادشاہی تخت آراستہ کر کے جشن نوروزی کیا۔ مدت تک یہ شہر آباد رہا +

بعد ازاں ۱۱۷۸ھ میں کافر سکھوں نے اسے تاخت و تاراج کیا۔ چنانچہ "سرہند کلبہ خراب" سے ویرانی کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ اور اب تک ویران پڑا ہے۔ اس کے بعض محلے آباد ہیں

اللہ تعالےٰ پھر اُسے آباد کرے۔ اور مسلمانوں کے قبضے میں لائے۔ آمین +

روضہ قیومیہ کے مصنف لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امام رفیع الدین اپنے وقت کے بزرگ مشائخ میں سے تھے۔ اور والد کی خلافت آنجناب کو ہی ملی تھی۔ اور نیز چار سو مشائخ سے انہیں خلافت نصیب ہوئی۔ آخری خلافت جلال الدین بخاری رح سے ملی +

پہلے پہل جس بزرگ نے سرہند کو اپنا وطن بنایا، وہ آنجناب ہی تھے۔ اور حضرت سرہند کے دارالارشاد کی بنیاد آپ ہی سے پڑی +

ابن سراج السالکین والکاملین حضرت خواجہ نورالدین قدس سرہٗ جو اپنے زمانے کے ولی تھے +

ابن خواجہ نصیرالدین قدس سرہٗ جو بڑے اعلےٰ پائے کے عالم تھے۔ اور جنہوں نے باطنی فیض اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا تھا۔ اور چشتیہ خاندان کے متعلق تھے +

ابن مقبول رحمان خواجہ سلیمان قدس سرہٗ۔ آپ نے خلافت کی خلعت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ اور ایک جہان کو اپنے برکات او فیوض سے مستفیض فرمایا اور علم۔ حلم اور پرہیزگاری میں مشہور تھے +

ابن واقع اندوہ تاسف حضرت خواجہ یوسف قدس سرہٗ۔ جو ظاہر اور باطن کے جامع تھے۔ اور لوگوں کو دونوں علموں سے کامیاب فرماتے رہے +

ابن کاشف الاسرار و نفس آفاق خواجہ اسحاق قدس سرہٗ۔ جو زمانہ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ اور جنہیں باطنی حصہ اپنے والد بزرگوار سے ملا تھا +

ابن عرفان پناہ خواجہ عبداللہ قدس سرہٗ۔ جو اپنے زمانہ کے متقی اور صاحب حال مرد تھے۔ اپنے والد بزرگوار ہی کے مرید تھے۔ اور نیز حضرت بہاوالدین زکریا ملتانی سے فیض اخذ کر کے خلافت حاصل کی تھی +

ابن کاشف اسرار غیب خواجہ شعیب قدس سرہٗ۔ جو اپنے والد بزرگوار کے جانشین او صاحب کشف و تصرف تھے +

ابن عارف صمد حضرت خواجہ احمد قدس سرہٗ۔ جو بادشاہ اور بڑے متقی اور صاحب حال تھے۔ اور جنہوں نے اپنے باپ دادے کی طرح سلطنت کو چھوڑ کر اپنے

بیٹیوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ اور تھوڑا سا حصہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی سب فقیروں کو تقسیم کر دیا۔ اور باطنی فیض اپنے والد بزرگوار اور پیر شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا +

ابن زبدۂ ارباب تصوف و قدوۂ اصحاب تصرف حضرت خواجہ یوسف قدس سرہٗ جو اپنے والد بزرگوار کے بعد شاہی تخت پر بیٹھے۔ اور جنہوں نے عدل و انصاف پُورا پُورا کیا۔ اور آخری عمر میں اپنے والد بزرگوار کے طریقے کے موافق سلطنت ترک کر کے اپنے بیٹے کے حوالے کی۔ اور باطنی نسبت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی +

ابن الفتح ارتقی و ولی حضرت سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی قدس اللہ سرہ العزیز۔ جو اپنے والد بزرگوار کے بعد شاہی تخت پر جلوس فرما کر نیک اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے موصوف ہوئے۔ اور آپ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان میں دینِ اسلام کو رواج دیا۔ اور بت پرستوں کا ستیاناس کیا۔ پہلے آپ ہی نے بت خانوں کا قلع قمع کیا۔ مسجدیں بنوائیں۔ اور سب برہمنوں۔ بُت پرستوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور ہند کی ساری ولایت اپنے قبضے میں لائے۔ اور پھر کابل کی طرف واپس چلے گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بدخشان اور توران پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کیا۔ اور پھر کابل لوٹ آئے۔ بعد ازاں شیعوں اور پٹھانوں میں حدود کی تقسیم کر کے ہر ایک سے قسم لی کہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھینگے۔ اب تک اسی تقسیم کے موافق عملدرآمد ہوتا ہے +

آپ نے آخری عمر میں سلطنت چھوڑ اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہد کیا۔ اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور عین ترک اور تجرید کی حالت میں اس جہان فانی سے کوچ کیا +

آپ کی قبر مبارک سُلطان درہ میں ہے جو کابل سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اور درہ فیروز شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور نسبت باطنی میں یہ دسترس آپ کو حاصل تھی کہ طالبوں کے آتے ہی انہیں فیض الہٰی القا فرماتے +

ابن فخر السلاطین حضرت خواجہ نصیر الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد غزنی کی سلطنت سنبھالی۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کیا کرتے۔ اور لوٹ مار کیا کرتے۔ یہاں تک کہ کابل فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔ اور شہر کابل کو اپنا وطن بنایا آج تک آپ کے والد بزرگوار کو کابلی کہتے ہیں +

ابن محب محبوب المعبود حضرت سلطان خواجہ **محمود** قدس سرہٗ۔ جو بہت ہی عزیزالوجود تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے کیا۔ اُنہوں نے اپنے خلیفہ کو لشکر کا سردار بنا کر غزنی اور ترکستان بھیجا۔ جسے وہاں فتح نصیب ہوئی۔ اور غزنی کو لوٹا اور وہ قلعہ بھی اپنے قبضے میں کرلیا۔ اور قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد ہوئی +

ابن زبدۂ عرفان حضرت خواجہ **سلیمان** قدس سرہٗ جو اپنے والد بزرگوار کے مرید اور سری سقطی کے ہم صحبت تھے +

ابن عاقبت محمود حضرت خواجہ **مسعود** قدس سرہٗ۔ جنہیں خلفائے بنی عباس نے بڑی التجا سے مکہ معظمہ سے بلا کر بغداد میں آباد کیا۔ اور آپ کے بہت معتقد ہو گئے۔ آپ نے باطنی استفادہ بارہ اماموں سے کیا۔ اور نیز اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا۔ اور اب تک آپ کے آباو اجداد نے اپنے آباو اجداد سے باطنی استفادہ حاصل کیا +

ابن واقف سر لی مع اللہ خواجہ **عبداللہ** قدس سرہٗ۔ اپنے وقت کے ولی تھے اور جنہوں نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے کیا تھا +

ابن مروج دین خیرالبشر حضرت خواجہ **واعظ الاصغر الاکبر** قدس سرہٗ۔ جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ اُس زمانہ کے اکثر عالموں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا +

ابن صدف ہدایت کے موتی حضرت خواجہ **واعظ الاکبر** قدس سرہٗ۔ جو سب سے رئیس اور مجتہد تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ چونکہ وعظ کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا یہ لقب پڑ گیا۔ آپ لوگوں کو ہدایت کرنے اور بنی آدم کی رہنمائی میں مصروف اور مشغول تھے +

ابن کاشف اسرار خفی وجلی حضرت خواجہ **ابوالفتح ولی** قدس سرہٗ۔ جو اپنے زمانے کے بڑے ولی اللہ تھے۔ آپ نے باطنی نسبت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور تابعین کی صحبت سے کامیاب ہوئے۔ اور آپ تبع تابعین ہوئے +

ابن نیک اخلاق حضرت خواجہ **اسحاق** قدس سرہٗ۔ جو تبع تابعین میں سب سے بزرگ تھے۔ اور مجتہدین میں آپ کی شان بہت اعلےٰ تھی۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار

سے حاصل کیا ◆

آپؒ مقبول بارگاہ کریم سیدنا ابو اھیہ قدس سرہٗ - جو تابعین میں سے تھے اور جنہوں نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا ◆

آپؒ امام المحدثین رئیس عباد اللہ عرفاں پناہ حضرت عبداللہ قدس سرہٗ - جو صحابہ کے بڑے عالم اور زاہد تھے - آپ کو حدیثیں کثرت سے ازبر تھیں - چنانچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں - جیسا کہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے - اور امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ نام سے منسوب تھے ◆

خیرالانساب (نام کتاب) میں جو سادات کے احوال میں لکھی گئی ہے - وہ وصیت جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی ہے، درج ہے - اور اس وصیت کے بعد یہ لکھا ہے کہ ابو جعفر سے جو سب سے بڑا محدث ہے ابو نصر بن یحیٰے نے پوچھا فاما اولاد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فیدخرن فی ھٰذہ الوصیۃ لانہٗ قال للحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنتہٗ زوجت بولد رضی اللہ عنہما ◆

یعنی کیا عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد اس وصیت میں شامل ہے - ابو نصر بن یحیٰے نے کہا کہ جو حسن حسین سے نسبت رکھتا ہے - اور ان سے ملتا ہے - وہ اس وصیت میں داخل ہے ◆

چونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند سے ہوئی - اس لئے اُن کی اولاد میں بھی سادات داخل ہے - کیونکہ ان کا سلسلہ نسب والدہ کی طرف سے امام حسن تک پہنچتا ہے ◆

آپ کی ولادت ذی طوی مکہ مکرمہ میں وحی نازل ہونے سے ایک سال پہلے ہوئی - اور ۵۰ھ یا ۵۴ھ ہجری میں اس دنیا سے انتقال فرما گئے ◆

آپ کاملوں کے کامل، عادلوں کے عادل، کان رویت، اور وحی اور کتاب سے موافقت کرنے والے - امیر المومنین اور امام العادلین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند تھے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلیفہ تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں فیل کے واقعہ کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی حمایت اور رعب سے اسلام پوشیدگی سے ظاہر ہوا۔ اور کمزوری سے قوت میں آیا۔ اسی واسطے آپ کو فاروق کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے حق اور باطل اور اسلام اور کفر میں فرق کر دیا +

آنجناب کی خلافت کے زمانے میں ایک ہزار چھتیس شہر تابع اسلام ہوئے۔ اور چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور چار ہزار بت خانے ویران ہوئے۔ اور ایک ہزار نوسو مسجدیں جمعہ کے خطبہ کے لئے تیار ہوئیں +

کہتے ہیں کہ آپ ہر روز گیارہ لقموں سے زیادہ نہ کھاتے +

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضؓ کو دیکھا جو ایک پیراہن پہنے ہوئے تھے جس میں چار تھگلیاں لگی ہوئی تھیں +

عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین عمر رضؓ کے ہمراہ مدینہ سے کعبہ کی زیارت کے لئے گیا۔ تو اس آمد و رفت میں آپ کے پاس کوئی خیمہ نہ تھا۔ بلکہ درخت پر اپنے کپڑے ڈال کر سایہ بنا لیتے +

آپ نے دس سال خلافت کی۔ اس عرصے میں کوئی ایسا دن نہ گذرتا جس میں ایک نہ ایک شہر فتح نہ ہوتا۔ اور لوٹ کا مال نہ آتا۔ اور وہ لوٹ کا مال بڑے بڑے بادشاہوں۔ قیصروں اور کسرے سے لیا جاتا۔ اور باوجود ان سب باتوں کے جو طریقہ آپ کا پہلے تھا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا +

ستره واقعات میں آیات آپ کے موافق نازل ہوئیں۔ ایک ان میں سے جنگ بدر کے قیدیوں کا معاملہ تھا جو کہ امیر المومنین عمر رضؓ کی رائے تھی +

اور ایک روایت میں ہے کہ وضع الحق علےٰ لسان عمر (عمر کی زبان پر سچ رکھا گیا ہے) +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوکان بعدی نبیاً فکان العمر (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر ہوتا) +

اور نیز فرمایا ان الشیطان تفر من ظل العمر (شیطان بیشک عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے) +

اکسٹھ حدیثیں آپ کی فضیلت میں ہیں +

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب ملک مصر فتح ہوا۔ تو عمر ابن العاص رضؓ وہاں کے حاکم ہوئے۔ اہل مصر نے آپ کی طرف ایک عرضی لکھی کہ دریائے نیل کی یہ عادت ہے کہ ہمیں ہر سال ایک کنواری لڑکی پھینکنی پڑتی ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو وہ بہتا نہیں۔ آپ نے جواب میں یہ لکھ کر بھیجا:۔

من عبد اللہ امیر المومنین عمرؓ الیٰ نیل مصر اما بعد فانك ان كنت تجری من قبلك فلا تجر وان كان اللہ الواحد القہار یجریك فنتعال اللہ الواحد القہار ان یجریك ✦

اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کی طرف واضح ہو کہ اگر تو اس سے پہلے بہا کرتا تھا تو اب بھی بہ۔ اگر تو نہ بہیگا تو اللہ تعالیٰ واحد اور قہار ہے تو تجھے بہائیگا۔ اور چونکہ وہ واحد اور قہار ہے۔ اس لئے ضرور بالضرور وہ تجھے جاری کریگا ✦

جب وہ رقعہ دریائے نیل میں پھینکا گیا۔ تو سولہ گز پانی چڑھ آیا۔ اور بعد از اں اہل مصر سے یہ رسم رفع ہو گئی ✦

آپ خلیفوں میں دوسرے خلیفہ تھے۔ اور امیر المومنین کا لفظ آپ ہی نے وضع کیا تھا ✦

آپ کی مدت خلافت، دس سال چھ ماہ اور پانچ دن تھی۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ دس سال اور اکثر دن تھی ✦

آپ کی عمر، عمر نبوی کے موافق تریسٹھ سال تھی۔ اور ۲۶ ذوالحجہ یا ۱۰ شعبان یا ۲۶ شعبان یا ۲۳ شعبان کو آپ کی شہادت اُس زخم سے وقوع میں آئی جو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نصرانی نے آپ کو بدھ یا جمعرات کے روز صبح کی نماز کے وقت ناف کے نیچے لگایا۔ اور محرم کی پہلی تاریخ کو آپ نے وفات پائی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں صدیق اکبر کے پہلو میں مدفون ہوئے ✦

آپ کا سلسلہ نسب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب ذیل طور پر کتب میں ملتا ہے:۔

حضرت عمر بن الخطابؓ بن نوفل بن عدی بن رواح بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح

بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر اسمہٗ عامر لقبہٗ قریش بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن
مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ یہاں تک تو اہل سیر اور اہل تواریخ متفق ہیں ۔ لیکن عدنان
کے بعد بڑا اختلاف ہے ۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یذکر نسبہٗ الی عدنان ولم یجاوز فیہ مع ابنہ من اولادہ اسماعیلؑ
وابراھیم علیہ السلام ۔ بیشک نبی صلے اللہ علیہ وسلم عدنان تک اپنی نسب کا ذکر کرتے
ہیں لیکن اس سے آگے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ اسماعیل اور ابراہیم کی اولاد
سے ہیں ۔ ابراہیم بن آذر بن عحور بن مقوم بن ناخور بن تشرع بن ثابت بن تیسع بن سلامان
بن حمل بن یوب بن شیحت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن تارخ اسمہٗ آذر بن ناقور
بن شاروح بن راغو بن فالح بن مشیہ ۔ اور کہا گیا ہے کہ عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام
بن نوح علیہ السلام بن ملکان ابن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن ادریس علیہ السلام بن بیرو
بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن ابو البشر علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

نسب نامہ منظومہ تا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

نظم رؤف احمد عفی عنہ

شعور ... د محمد شرف و رضی الدین — فقیر اللہ محمد یحیےٰ و احمد شہ حق بیں
شہ ... احد مخدوم زین العابدین آگاہ — شہ عبد الحی شیخ محمد شہ حبیب اللہ
رفیع الدین و نور الدین نصیر الدین سلیماں دال — شہ یوسف پس اسحاق است و عبد اللہ شہ دوراں
شعیب احمد و یوسف شہاب الدین فرخ شاہ — نصیر الدین و محمود و سلیمان است شو آگاہ
شہ مسعود و عبد اللہ و واعظ اصغر و اکبر — ابو الفتح است و اسحاق ابراہیم چوں گوہر
شہ ناصر ز عبد اللہ پس فاروق اعظم داں — امیر المومنیں یعنی عمر قیوم انس و جاں

والدہ شریفہ ابن الاشئے معصومۂ زمانہ و مقبول رحمانیات جعفر مستر شید النساء بیگم

المعروف بہ روشن جہاں آرا بیگم رحمۃ اللہ علیہا

آپ کی ولادت باسعادت شہر نجیب آباد میں وقوع میں آئی ۔ بعد ازاں آپ کے

والد بزرگوار مرشد طریقت حضرت محمد ارشد قدس اللہ تعالےٰ مع تمام قبائل شہر رامپور میں تشریف لائے۔ یہاں پر نواب نصر اللہ خاں آپ کا مرید ہوگیا۔ اور عالموں اور صالح مردوں نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا ✦

اپنی والدہ صاحبہ کے اوقات شریفہ کا میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی تھی۔ اور ہر وقت اذکار و عبادات میں مشغول رہا کرتیں اور آپ کی زبان میں تاثیر اس قدر رکھی کہ جس طرح آپ فرمایا کرتیں، عموماً اسی طرح ظہور میں آیا کرتا ✦

چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت نے آکر عرض کی کہ مدت سے میرے خاوند نے مجھ خرچ کے لئے کچھ نہیں بھیجا اور فاقے مرتی ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ میرے حق میں دعا کرینگے آپ نے دُعا کی۔ تو اس کے خاوند نے روپے بھیجدئے۔ پھر اُسی عورت نے آکر عرض کی کہ اب سوائے اس کے میری کوئی آرزو نہیں کہ میرا خاوند آجائے۔ آپ نے دُعا کی۔ تو وہ بھی آگیا ✦

ایک مرتبہ ایک عورت نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا لڑکا بارہ سال سے گم ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں ملتا۔ آپ دعا کریں کہ اُس کا پتہ مل جائے۔ آپ نے دُعا کی تو اتفاقیہ اس لڑکے کی خیریت کا خط آیا۔ تب وہ عورت خوشی خوشی کچھ چیز بطور نذرانہ لیکر قدمبوسی کے لئے آئی۔ اور شکریہ ادا کیا۔ اس قسم کے واقعات آپ سے بکثرت ظہور میں آتے ✦

آخری عمر میں آپ کی بصارت قطعی جاتی رہی۔ لیکن دلی بصیرت اسی طرح تھی۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا۔ تو سارے گھر والوں کو اطلاع دیتیں کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ اُٹھ کر وضو کرو۔ خصوصاً موسم برسات میں جب کہ بادلوں کے سبب سُورج دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جب کبھی نماز کا وقت ہوتا۔ تو آپ فرمایا کرتیں کہ نماز پڑھو۔ سب چھوٹے بڑے اس ماجرے سے حیران رہجاتے۔ اور آپ جب نماز کے وضو سے فارغ ہوتیں۔ تو دوسرے وقت کی نماز کے لئے کوزہ پانی سے بھر کر رکھوا دیتیں۔ جو شخص صفاکیش درویشوں کے اوصاف سے آگاہ ہے اُس کے لئے آنجناب کے حسن اخلاق کی بابت صرف یہی بات کافی ہے کہ ساری عمر میں آپ سے کسی کو کسی قسم کا رنج نہیں پہنچا۔ اور نہ آپ کو کسی سے رنج پہنچا۔ حضرت شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق، جیسا کہ

آپ فرماتے ہیں ع

ما نہ رنجیم و ہم نہ رنجانیم

آپ کا ارشاد کمال درجے کا تھا۔ آخری عمر میں فوت ہونے سے چھ ماہ پیشتر ماہ شعبان المعظم میں قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوئیں۔ لیکن نماز روزے میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ اور اکثر نفلی روزے بھی رکھا کرتیں۔ جمعرات کی رات عشا کی نماز کے بعد ۲۲۔ محرم الحرام ۱۲۴۱ھ کو چند بار بلند آواز سے الا اللہ کہکر جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ✤

آپ کا مزار مبارک شہر رامپور میں آپکے والد بزرگوار کے روضہ متبرکہ کے پاس واقع ہے ؎

روشن آرائے جہاں گشت نہاں   ازیں جہاں چو ز قضائے ستار
یافت سالش ز سرایں سما   ملک و رب و الہ و غفار

آپ کی والدہ ماجدہ مریم زماں حضرت نور جہاں بیگم بڑی عابدہ زاہدہ اور قبیلہ پرور تھیں۔ جنہوں نے بدھ کی رات ۷۔ ذیقعد ۱۲۲۵ھ کو وفات پائی۔ بنت حضرت محمد نور اللہ جو حافظ قرآن تھے۔ اور ۱۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور بدھ کے روز ۱۱۔ جمادی الاخری ۱۱۷۹ھ کو فوت ہوئے ✤

ابن حضرت کرامت اللہ جو عابد اور زاہد تھے۔ اور آپ نے نقشبندیہ نسبت شیخ محمد صدیق قدس اللہ سرہٗ سے حاصل کی۔ اور ۱۰۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۱۔ محرم ۱۱۶۲ھ کو فوت ہوئے ✤

ابن حضرت محمد سالم آپ نے ۱۲۔ شوال ۱۱۰۰ھ میں وفات پائی ✤

ابن محمد عبید اللہ جن کا لقب مروج الشریعت تھا۔ ۱۰۴۳ھ کو پیدا ہوئے حافظ قرآن اور علوم ظاہری اور باطنی کے عالم اور حاجی تھے۔ باطنی نسبت اپنے والد بزرگوار سے کمال کو پہنچائی۔ اور مقتدائے زمانہ ہوئے۔ رسالہ یاقوتیہ آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کی عمر جب چالیس سال کی ہوئی۔ تو ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ کو فوت ہو گئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے روضہ میں آرام کیا ✤

ابن قیوم زماں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✤

ابن مرشد طریقت ہادئ حقیقت مفخر زاہد و عابد حضرت **محمد مرشد** رحمۃ اللہ علیہ۔ صاحب حالات عالیہ اور کرامات ظاہرہ تھے۔ باطنی نسبت میں مستغرق تھے۔ اور محدث۔ مفسر۔ صوفی اور تارک الدنیا تھے۔ آنجناب کے احوال اس قدر ہیں کہ اس مختصر میں سما سکیں۔ **سیر المرشدین** آنجناب کے حالات سے بھری پڑی ہے +

آنجناب سرہند میں ۱۱۔ صفر ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ حدیث کی سند۔ مصافحہ کی سند اور صحاح ستہ وغیرہ بھی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ اور قادریہ خرقہ جو حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت **مجدد الف ثانی** رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تھا۔ اپنے آباؤ اجداد سے آپ کو ملا تھا۔ اپنے آباؤ اجداد کے سجادہ نشین تھے۔ آپ سے خرق عادت بکثرت ظہور میں آئے۔ ان میں سے دو تین یہاں درج کئے جاتے ہیں :۔

ایک مرتبہ میاں **ضیاء النبی** صاحب کو خفقان کا عارضہ لاحق ہوا۔ تو آپ نے توجہ فرمائی اور بالکل شفا ہو گئی +

ایک مرتبہ قوم نصاریٰ نے بُرے ارادے سے شہر رامپور پر چڑھائی کی۔ نواب **فیض اللہ خاں** نے اس کے دفعیہ کے لئے آپ سے التماس کی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا کہ خیر گذریگی۔ اور امن و امان رہیگا۔ چنانچہ نصاریٰ چند روز مقابلہ کر کے واپس چلے گئے +

ایک روز کوئی شخص مخنلم بھول کر آپ کے حلقہ میں آ گیا۔ اسے آپ نے آگاہ کر دیا +

آپ کا ایک مرید کسی اجنبی عورت کے ہمراہ کھانا کھا کر آیا۔ آپ نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا۔ اور اسے منع فرمایا +

آپ کا ایک مرید زنا کے جرم کا مرتکب ہوا۔ تو اُس نے دیکھا کہ واقعی آپ نے آ کر اُسے طمانچہ مارا۔ جس کے سبب سے وہ اس حرکت سے باز آگیا +

ایک مرتبہ جدری مرض نے ایسا غلبہ کیا کہ ہزاروں بچے مر گئے۔ اور تمام شہر میں کوئی ایسا بچہ نہ تھا۔ جسے یہ مرض نہ ہو۔ آپ کے مرید نواب **محمد نصر اللہ خاں** نے اپنی اولاد کے لئے آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ صحیح و سالم رہینگے۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا +

ملا محمد ادم حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری کی تحصیل کرکے باطنی نسبت کی طلب میں زمانہ بھر کے مشائخ کے پاس گئے لیکن کسی سے کچھ تاثیر نہ ہوئی۔ ایک رات وہ روتے ہوئے سو گئے۔ تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر فرماتے ہیں کہ اب پیرزادہ کے پاس جانا۔ گویا کہ وہ اس وقت حاضر تھے۔ صبح کے وقت بیعت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے ملا! تو ہمارے پاس سفارش لایا ہے۔ پھر بیعت کرلیا۔ ہاتھ پکڑتے ہی ملا نے کہا کہ زمین و آسمان آئینے کی طرح ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہی راہ ہے۔ اور پھر تلقین فرمایا +

ظہر کی نماز کے وقت ہفتہ کے روز ۱۹۔ رجب ۱۲۰۱ھ کو فوت ہوئے +

رضی اللہ عنہ کے لفظ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ اور نیز اس قطعہ میں آپ کی عمر۔ ولادت اور تاریخ وصال مندرج ہے ؎

دامن افشاں از غبار رغبت دنیا گذشت … مرشد اہل سلوک و پیرو پیغمبراں
سال میلا دسعید از مرشد با شرع جو … پاک باطن سن عمر از آخرت رحلت بجوا

دیگر

کرد رحلت بعالم عقبے … مرشد وقت از سرائے جہاں
شد نیل پوش زیں ماتم … نوحہ گر عالم زمین و زماں
کرد از افراط غم برقد او … ہر طرف خیل خیل ماتیاں
مجتہد در شریعت نبوی … منفرد در طریقت و عرفاں
سال تولید و عمر سن وصال … کردہ تف دریں سہ بیت بیاں
آفتاب حقیقت واحد … شد بصبح تولدش تاباں
سن عمر شریف را تعداد … گفت ہادئے مہدی از دل و جاں
جاں بجاں بخش وقت ظہر سپرد … مرشد عصر ہادئے دوراں

دیگر

صاحب ارشاد و صاحب مرشد … گشت کامل ہر آنکہ گرفتش دست
بود از شہر رجب نوز دہم … رخت خود زیں سرائے فانی بست

سال تاریخ گفت ہاتف غیب ہائے آں مقتدا بحق پیوست

آپ کا مزار پُر انوار شہر رامپور میں ہے +

آپ کے والد ماجد جامع علم و عرفان صاحب کمالات بیجد حضرت محمد ارشد رحمۃ اللہ علیہ تھے +

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۹۵ھ کو شہر سرہند میں واقع ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد حرمین شریفین کی زیارت کو گئے ہوئے تھے۔ انہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے خوشخبری ملی کہ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تمام ظاہری اور باطنی علوم کا حاوی ہوگا۔ اس کا نام محمد ارشد رکھنا +

آپ نے ۱۹ سال کی عمر تک ظاہری علوم حاصل کر کے پھر اپنے والد بزرگوار سے باطنی خلافت اور اجازت حاصل کی۔ آپ کے چند اشعار علم ہندسہ میں ہیں جن کے حساب میں اہل ہند حیران ہیں۔ اور وہ یہ ہیں ؎

گوشوارے داشتم از لعل و مروارید زر | بود یک مثقال وزن آں مرصع گوشوار
قیمتش کردند صرافان راز معرفت | لعل مثقال بسے لولو بہ ہژدہ از بحار
بستد از من جوہرے ہشت دینارم بداد | من ازاں داد و ستد حیران شدم بے اختیار
یک مہندس رہبرے نیں پیدا شود | تا بیارد قیمت و اوزان ہریک در شمار

آپ اٹھتر سال کی عمر میں شنبہ کے روز زوال سے پہلے ۲۸۔ رمضان ۱۱۶۲ھ کو انتقال فرما گئے اور شہر سرہند میں اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں آرام کیا +

قطعہ تاریخ ؎

عارف حق چو مولوی ارشد | رخت خود از خاکداں بربست
گفت ہاتف بدرد ایں تاریخ | آہ قطب زمن ز دوراں رفت

وفات کے بعد آپ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ بند کرنے کے لئے بہتیری کوشش کی لیکن بند نہ ہوئیں بعد ازاں خواب میں ایک شخص کو فرمایا کہ اُس وقت میری آنکھوں کے رُوبرُو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جہان آراستہ کرنے والا جمال تھا۔ اس واسطے مَیں نے آنکھ بند نہ کی +

آپ کے والد ماجد واقف اسرار لی مع اللہ حضرت مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے +

بدہ ساقی شراب ارغوانی   بیاد نرگس جادوئے فرخ

آپ جید عالم۔ حافظ۔ صوفی۔ مجاہد۔ اور ریاضت کرنے والے تھے۔ آپ کے علم کا شہرہ تمام ہندوستان میں ہوگیا۔ وہ شہسوار نقشبند ارجمند حضرت سرہند میں ۱۰۳۸ھ کو پیدا ہوُا۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی پیدائش سے پیشتر ایک ٹھیک خواب جو پیغمبری کا ایک جزو ہے۔ دیکھا کہ آپ تمام خلقت کے امام ہیں۔ جب صبح یہ خواب حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اس کی تعبیر جلدی ظاہر ہوگی والد کے انتقال کے بعد آپ تولد ہوئے۔ اور کلام مجید حفظ کر کے سرہند کی مسجد کبیر میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک عالم آپ کا معتقد بنا۔ اور حضرتین نے بھی سلام کے بعد حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بھائی خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ کو کہا کہ حضرت مجدد صاحب اپنے روضے سے نکلکر صف میں داخل ہو کر میرے پاس تشریف لاکر فرماتے ہیں کہ خواب کی تعبیر جو محمد فرخ کے والد نے دیکھی تھی۔ اس کی تعبیر یہی ہے۔ غرضیکہ آپ علامہ وقت تھے۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد باطنی نسبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوُا۔ جس شیخ کا نام سُنتے آپ اُسی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

ایک روز بازار میں ایک مرد مجذوبوں کی حالت میں آپ سے ملا۔ آپ اُسے اہل باطن خیال کر کے اس کے نزدیک گئے۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر باطنی کشائش چاہتے ہو۔ تو میرے ساتھ آؤ۔ گھر جا کر اس نے بھنگ کا بھرا ہوُا پیالہ دیا اور کہا کہ پی جاؤ۔ آپ نے باوجود اس قدر غلبہ محبت کے شرع کا پاس کیا۔ اور اُس کے پینے سے انکار کیا۔ اور اپنے گھر واپس چلے آئے ساری رات بیقرار رہے۔ اور دل میں خیال کرتے رہے کہ شاید اسی سے نسبت پیدا ہو۔ جب دن ہوُا تو پھر اُسی مرد کو وہیں کھڑا پایا۔ جو کہتا تھا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ بھنگ کا پیالہ پی لے۔ اور اپنا مطلب حاصل کر۔ پھر بھی آپ نے شرع کی پیروی کی۔ اور نہ پیا۔ تین روز تک یہی معاملہ ہوتا رہا۔ آخر چوتھی رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کیا دیکھتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ محمد فرخ تجھے آفرین ہے کہ تو نے شرع کا پاس کیا۔ اور نفس اور خواہش کی پیروی کی۔ مَیں نے تیری خاطر اُسے مار ڈالا۔ وہ تیرا شیطان تھا۔ اب تیری تربیت ہم پر لازم ہے

اس کے گھر جا کر دیکھو۔ جب میں جاگا۔ تو اُس کے گھر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کتا مرا پڑا ہے۔ پس میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں، اپنے خاندان کی خلافت اور اجازت سے شرف ہوا آپ عجوبہ روزگار تھے۔ اور بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

چنانچہ مُلا حکیم نے جو خیالی پر حاشیہ لکھا ہے۔ اُس کے اوپر حاشیہ بڑی کوشش سے لکھا ہے۔ اور ایک رسالہ رفع سبابہ اور ایک کشف الغطا اور ایک حرمۃ الغنا اور ایک سفینۃ المنهاج المتین عن عقائد نصوص الدین اور نجاۃ العورت اور رسالہ حقیقت محمّدی نہایت خوبی سے تحریر فرمائے۔

آپ اکاسی سال کی عمر میں ۲۲ شوال ۱۱۱۲ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے مزار کا قبہ اپنے جد بزرگوار کے پاس ہی سرہند میں ہے۔ نور الله مرقدہٗ وافاض علینا و علی العالمین فتوحہٗ۔

آپ کا سن شریف لفظ امام اور تاریخ وصال سراج المحققین اور آفتاب حقیقۃ سے نکلتی ہے۔

آپ کے والد ماجد معارف ربانی کے عالم، علامۂ کامل، قطب صمدانی، معقول و منقول کے جامع۔ فروع و اصول کے حاوی، غوث الخلائق، غواص الحقائق، مصرع الوصول منہاج القبول، خزینۂ رحمت، دفینۂ حکمت، وارث انبیا، سید الاصفیا، یقین الصدیق برہان السلف، سلطان الخلف، صاحب اسرار عالیہ، قاسم انوار سنّت، علامۂ بزرگوار

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ راسخ عالم، وارث عالموں کا، قطب سابقین کے زمرے میں داخل۔ اکثر مقامات عروج میں میرا ساتھی اور رفیق۔ مراتب میں میرا ضمنی اور کمالات میں میرا شرف۔ قرآنی اسرار سے واقف۔ قرآنی تاویل سے واقف۔ چھپے خزانوں اور رشادتو کا منبع۔ رموز اور اشارتوں کا مخزن۔ بحر ملاحت کا ملاح۔ صباحت کے گھر کا چراغ۔ خوشخبری دینے والا۔ ازل سے نیک بخت۔ نیک بختوں کا سردار خواجہ محمّد سعید تھے۔ خدا آپ کے روضہ کو معطّر کرے۔ آنجناب کا کچھ حال بتیسویں گوہر میں بیان ہو چکا ہے۔ اور آنجناب کے والد بزرگوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا حال

اکتیسویں گوہر میں مذکور ہوا ہے۔ یہاں پر آخیر تک سلسلہ آباو اجداد بیان ہوا ہے ٭
پس اب چونکہ طریقوں کی نسبتوں کے سلسلے سے فارغ ہوا ہوں۔ اس لئے کچھ تھوڑا سا اپنا حال بھی بیان کروں ٭

حالاتِ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

واضح رہے کہ مَیں (مصنف کتاب) مصطفٰے آباد عرف رامپور میں ۱۴۔ محرم ۱۲۰۰ھ کو پیدا ہوا۔ میرے جد بزرگوار نے میرا تاریخی نام (رحمان بخش) رکھا۔ جب میں سن تمیز کو پہنچا۔ تو اس راہ کا شوق میرے دل میں پیدا ہوا عنایت ازلیہ نے میری دستگیری کی اور مجھے قطبِ زماں شیخ دوراں۔ قدوۂ مجاہدین۔ زبدۂ تارکین۔ بزم صفا کی شمع۔ خانۂ وفا کے چراغ سالکوں کے پیشوا۔ گمراہوں کو سیدھی راہ دکھانے والے۔ اسرار الٰہی کے کاشف اسرار متناہیہ کے واقف۔ ترک و تجرید میں یکتا ئے زمانہ۔ خلوت و تفرید میں یگانۂ روزگار۔ صاحبِ خوارق عالیہ و کرامات جلیہ۔ طریقۂ صوفیہ کے رواج دینے والے۔ محبوبِ الٰہی مولا فیض بخش الملقب شاہ درگاھی قدس سرہٗ کے آستان فیض نشان پر پہنچایا ٭

آنجناب کو باطنی نسبت میں قوی استغراق حاصل تھا۔ اور خرق عادات اور کرامتیں آپ سے اس قدر ظہور میں آئیں، جن کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ انشاءاللہ تعالےٰ آپ کے احوال اور کرامات کے بارے میں الگ ایک کتاب لکھونگا ٭

آپ مجذوبِ الٰہی تھے۔ توحید میں تاثیر اس درجہ کی رکھتے تھے کہ آپ کی ادنےٰ سی توجہ سے جماعت کی جماعت بیتاب ہوجایا کرتی تھی۔ اور بیخود ہو کر گھبراہٹ ظاہر کیا کرتی تھی۔ اوائل حال میں جو شخص آپ کی صورت دیکھ لیتا۔ بے توجہ ہی وہ گریبان پھاڑ کر تڑپا کرتا۔ آدمیوں کی کثرت کے سبب راستہ بند ہو جاتا۔ لیکن آخر کار جب جذبہ سے سلوک کا طریقہ اختیار کیا۔ تو پہلا سا طور نہ رہا۔ تاہم اگر متوجہ ہو کر ایک مرتبہ اللہ کہتے تو خواہ سو آدمی بھی ہوتے۔ سب کے سب از خود رفتہ ہو کر ولولہ اور شور کرتے ٭

ایک مرتبہ مَیں بھی نماز میں حاضر تھا کہ آپ کا بدن مُبارک شوق الٰہی میں جنبش کرنے لگا۔ پہلے امام کو وجد ہوا۔ بعد ازاں سب اہل جماعت بیہوش ہو گئے۔ اور شور برپا ہوا اہل محلہ بھی اپنے مکانوں پر رقص کرنے لگے۔ اور انہیں وجد ہوگیا ٭

آپ مادر زاد ولی تھے۔ ملک پنجاب کے شہر تخت ہزارہ میں ۱۰۶۰ھ کو پیدا ہوئے

قطعہ تاریخ ولادت ؎

شاہ درگاہی امام عارفاں — آنکہ در بحر ہدایت زورق است

چوں تولد یافت پس سال ولاد — گفت ہاتف معدن راہ حق است

بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلتے وقت آپ کی گردن دل کی طرف جھک جاتی۔ اور مراقبہ کے لئے جھک جاتا۔ اور ایک قسم کا استغراق آپ کو ہوجاتا۔ آپ دوسرے لڑکوں سے پوچھا کرتے کہ کیا تمہاری بھی ایسی حالت ہوجایا کرتی ہے۔ سب کہتے تھے کہ ہمیں تو اسکی خبر بھی نہیں۔ آپ اپنے اور دوسرے بچوں کے افعال کو فاعل حقیقی کی طرف سے دیکھتے اور آپ کی افعالی تجلیات چمکا کرتیں۔ آخر کار عین چھوٹی سی عمر میں جذبات قویہ کو پہنچے۔ اور وطن سے نکلکر پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرنے لگے۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے۔ تو اُن حالات کے غلبہ سے افاقہ ہوا۔ کلام اللہ کی چوتھائی جو کسی سے پڑھی۔ اور نماز درست کی تو پھر انہیں جذبات نے غلبہ کیا۔ اور بیخود ہو کر جنگل کو نکل گئے۔ اور سخت بھوک کے وقت جنگلی درختوں کے پھل پتے کھایا کرتے۔ آدمیوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آبادی سے بھاگتے۔ اور ویرانے میں وقت بسر کرتے۔ نماز کے وقت عنایت الٰہی سے آپ کو کچھ افاقہ ہوجاتا۔ نماز پڑھ کر پھر بیخود ہوجاتے۔ کئی سال اسی حالت میں بسر کئے۔ آخر کار قصبہ بداؤں میں وارد ہونے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں آپ کو کچھ ہوش تھا۔ آپ سلطان العارفین کے مزار پر آئے۔ اور وہاں اپنے پیرومرشد سے جن کا نام نامی عنقریب مذکور ہوگا۔ قادریہ خاندان میں بیعت کی۔ اور نقشبندیہ اذکار و اشغال میں سخت ریاضت اور مجاہدہ کیا۔ اور اجازت اور خلافت سے مشرف ہو کر جہان کو اپنے خلیفوں اور برکتوں سے بہرہ ور کیا۔ اپنی زندگی میں آپ نے بازاری مٹھائی۔ گھی۔ اور دولتمندوں کے گھر کا طعام اور گوشت نہ کھایا۔ آپ کو گھی اور گوشت کا ذائقہ تک معلوم نہ تھا۔ اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے آپ کی پہلی ہی نگاہ سے لطائف کا ذکر جاری ہوجایا کرتا۔ دنیا اور اہل دنیا سے سخت درجہ کے متنفر تھے۔ اور دولتمندوں سے ملاقات نہیں کیا کرتے تھے۔ اور نہ ہی اُن کا نذرانہ قبول فرمایا کرتے۔ اگر کوئی شخص اس وقت جب کہ آپ خواب میں ہوتے، روپیہ چادر کے دامن میں باندھ کر چلا آتا۔ تو سلطان التارکین کو اسی وقت اس کی نجاست کی بو آجاتی۔

اسی وقت دریا پر جا کر ایسے طریقے سے گرہ کھولتے کہ انگلیوں تک آلودہ نہ ہوتیں۔ اور اُسے دریا میں پھینک دیتے۔ اور چادر کا دامن دھو کر آتے۔ آپ کا مشرب تجرید تھا ع

ترکِ دنیا ترکِ عقبےٰ ترکِ ترک

آپ کو صحیح الوقوع کشف حاصل تھی۔ اکثر طلبا کے ولی خطرات سے واقف ہو کر انہیں آگاہ فرماتے۔ اور پوشیدہ باتیں ظاہر کرتے ٭

آپ سیفِ زبان بدرجۂ کمال تھے۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرمایا کرتے۔ ٹھیک اسی طرح ظہور میں آتا۔ الغرض آپ الٰہی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ اور مجسم کرامات تھے یہاں پر بطور مشتے نمونہ از خروارے مختصر طور پر لکھی جاتی ہیں :۔

کرامت۔ آپ کا مخلص محمد نور حالت نزع میں تھا۔ میں بھی اُس وقت حاضر تھا آپ نے توجہ فرمائی۔ تو اُسے صحت حاصل ہوگئی۔ اس نے بیان کیا کہ فرشتے مجھے لئے جا رہے تھے کہ آنجناب نے آکر مجھے فرشتوں کے ہاتھ سے چھڑا دیا ٭

کرامت۔ آپ کے ایک مخلص پر جنگل میں شیر نے حملہ کیا۔ اُس نے آپ کو یاد کیا۔ آپ نے شیر کو طمانچہ مارا۔ شیر بھاگ گیا۔ اور آپ کا مخلص سلامت گھر آگیا ٭

کرامت۔ نواب احمد یار خاں کو شرمگاہ میں ایک پھوڑا نکلا۔ اس کے علاج سے تمام طبیب عاجز ہوئے۔ آنجناب کی توجہ سے اُس نے صحت پائی ٭

کرامت۔ نیز نواب مذکور بانجھ تھا۔ آنجناب سے اُس نے عرض کی۔ تو قریباً بیس فرزند اُس کے ہاں پیدا ہوئے ٭

کرامت۔ ایک شخص کا لڑکا دیوانہ تھا۔ وہ پاؤں میں زنجیریں پہنا کر آپ کی خدمت میں لایا۔ اور صحت کے لئے التماس کی۔ وہ فوراً تندرست ہوگیا ٭

کرامت۔ ایک مرتبہ آپ بہلی میں سوار ہو کر بداؤں کے دروازے میں سے گذر رہے تھے کہ دروازہ گر پڑا۔ اور ایک بنئے کا مکان عین دروازے کے نیچے تھا۔ وہ بنیا آکر آپ کے پاؤں پڑا۔ جب اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو اُس نے کہا میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ نے ہاتھ اُوپر کر کے دروازہ کو دوسری طرف پھینکا ہے۔ اور میرا گھر سلامت رہا۔ اور آپ بھی سلامت گذر گئے ہیں۔ حالانکہ دروازے کا رُخ اسی طرف کو گرنے کا تھا ٭

کرامت۔ ایک شخص شہر بداؤں میں تیر سے زخمی ہوا۔ جب صحت پائی۔ تو

اُس کے پاؤں بوجھل ہو گئے۔ آپ نے اُسے خواب میں فرمایا کہ تیرے پاؤں میں تھوڑا سا لوہا رہگیا ہے۔ تو شہر بداؤں میں فلاں جرّاح کے پاس جا کر علاج کرا۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص شہر کی طرف گیا۔ راستے میں دیکھا کہ وہی جرّاح آرہا ہے۔ اُس نے پوچھا۔ تو کدھر آرہا ہے۔ اُس نے کہا تیرے پاس آیا ہوں۔ اُس نے پوچھا کیوں؟ اس آدمی نے کہا کہ شاہ صاحب نے مجھے خواب میں فرمایا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جا۔ کیونکہ تیرے پاؤں میں اس قدر لوہا ہے۔ اسے باہر نکال۔ وہ شخص حیران رہگیا۔ اور اپنے خواب کا سارا حال بھی اس سے کہا۔ کہ میں نے بھی آج رات یہی خواب دیکھا ہے۔ آخر کار جب اُس جگہ کو چھیلا تو اُسی قدر لوہا جتنا کہ خواب میں فرمایا تھا۔ نکلا۔

کرامت۔ ایک شخص کو آپ نے بددعا دی کہ تیرا گھر جل جائے۔ چنانچہ اُس کا گھر جل گیا۔

کرامت۔ ایک شخص کو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ تیرا پاؤں لنگڑا ہو گیا ہے۔ فی الحقیقت اُس کے پاؤں میں ورم ہو گیا۔

کرامت۔ آپ کا ایک خادم بدھو نام پنجاب کی طرف گیا ہوا تھا۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ اُس کی صورت نظر آتی ہے۔ فی الفور وہ آ گیا۔

اس قسم کی بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔

آپ متقیوں کے بادشاہ برہان الاصفیا۔ اسرار لی مع اللہ کے کاشف۔ عارف اور آگاہ حضرت سیّد حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور خلیفہ تھے حافظ صاحب صاحبِ کرامات اور خرقِ عادات تھے۔ اور حافظِ قرآن تھے۔ عالیشان سیّد تھے۔ اور قوی تاثیرات رکھتے تھے۔ غلبات باطنی کے سبب بالکل حق تعالےٰ کی طرف متوجہ تھے خلقت کی طرف ہرگز متوجہ نہ تھے۔ اور طالب آپ کی خدمت میں ٹڈی دل کی طرح موجود رہتے۔ لیکن چونکہ آپ کو وارادات الٰہیہ سے فرصت بہت کم تھی۔ اس لئے اس طرف سے غافل ہونے کے لئے شکار اور گھوڑدوڑ کا شغل اختیار کر رکھا تھا۔ تاکہ حالات باطنی کے غلبہ سے کچھ افاقہ حاصل کر کے گمراہوں کی ہدایت کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے طالب جذبات قویہ اور حالات عالیہ کو پہنچ جاتے۔

آپ کے خلیفوں میں اس قدر تاثیر توجہ تھی کہ ایک ہی نگاہ میں لوگوں کی صفوں کو برہم

کردیتے +

شاہ نور دستان جو آپ کا ایک مخلص تھا۔ اُس نے ایک دفعہ اُڑتے ہوئے پرندوں کی طرف توجہ کی۔ تو وہ زمین پر گر پڑے +

آپ کا ایک خلیفہ میاں محمد شاہ نام امامت کر رہا تھا جب دائیں طرف سلام پھیرا۔ تو اُس طرف کی صف بیہوش ہوگئی۔ اور جب بائیں طرف سلام پھیرا۔ تو بائیں طرف کی صف بیہوش ہوگئی + آپ کی کرامات اور خرق عادات اس قدر نہیں کہ اس مختصر رسالہ میں سماسکیں +

حافظ رحمت اللہ خاں جو آپ کا معتقد تھا۔ اس کی لڑکی کے ہاتھ پر برص کا ایک داغ تھا۔ ایک روز آپ سے اُس نے اس کی صحت کے لئے التماس کی۔ آپ نے فرمایا کہ رُومال باندھ دو۔ چند روز کے بعد جب کھولا۔ تو وہاں برص کی علامت بھی نہ تھی +

اور اسی قسم کی کرامت ایک روز اور موقع پر آپ سے ظہور میں آئی۔ یعنی ایک مطرب کے لڑکے کے ہاتھ پر برص کا داغ تھا۔ آپ کی ادنے توجہ سے بالکل تندرست ہوگیا +

ایک روز آپ مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے متولی نے عرض کی کہ مَیں پہلے تو فلاں امیر کی مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اب اس نے مجھے موقوف کر دیا ہے۔ آنجناب سُنکر ناراض ہوئے۔ جب اُس امیر نے سُنا۔ تو ڈر کے مارے کانپتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جب آنکھ اُٹھائی۔ تو پہلے نگاہ ایک درخت پر پڑی۔ وہ درخت جڑ سے اُکھڑ گیا۔ پھر اُس امیر کی طرف دیکھا۔ تو وہ بسملوں کی طرح تڑپنے لگا۔ پھر توبہ کی اور مسجد کی خدمت کا معاوضہ جاری کردیا +

ایک مرتبہ اس بندے کا چچا میاں فیض احمد جو آپ کا مرید تھا۔ آپ کے لئے تھوڑا سا طعام پکا کر لایا۔ آپ بہت سے مریدوں اور لوگوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ میاں فیض احمد حیران رہگئے کہ اب کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ میرا رومال طعام پر ڈال کر تقسیم کرو۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ وہی طعام سب کے لئے کافی ہوا۔ اور اصل کھانا پھر بھی باقی بچ رہا۔ یہ کرامت آپ سے کئی ایک موقعوں پر ظہور میں آئی +

آپ کا انتقال ۳۔ صفر ۱۲۰۹ھ کو ہوا۔ قطعۂ تاریخ مؤلف کی طرف سے حسب ذیل ہے ؎

غوثِ زماں امام جہاں خواجہ جمال | واصلِ ملک خلد بریں شد بصد جمال
رافت چونکہ کرد بتاریخ ارتحال | ہاتف زغیب داد ندا مظہر جمال

قطعہ دیگر

آں امامِ زماں جمال اللہ | از جہاں رفت کرد خلد آباد
ساخت رافت چونکہ سال وصال | شد ندا آہ مخزنِ اسرار

آپ کا مزار پُرانوار شہر رامپور میں ہے +

آپ قطب المحققین، غوث الموحدین سید شاہ قطب الدین محمد اشرف سید حسین بن عنایت اللہ نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ تھے +

شاہ قطب الدین یگانۂ زمانہ اور یگانۂ روزگار اور سادات کرام میں سے تھے۔ آپ سارا لباس سُرخ رنگ کر پہنا کرتے تھے۔ ایک شخص ہمیشہ آپ کی غیبت کیا کرتا تھا لیکن وہ جس وقت آپ کے پاس آتا۔ آپ اُسے کچھ نقدی یا کوئی چیز عطا فرمایا کرتے۔ اس شخص نے ایک دن دل میں سوچا کہ ایسے شخصوں کی غیبت کرنا ٹھیک نہیں۔ اس نے غیبت کرنی چھوڑ دی بعدازاں جب کبھی وہ حاضر خدمت ہوتا۔ آپ اُسے کچھ نہ دیتے۔ اس نے عرض کی کہ پہلے تو آپ بہت کچھ عنایت فرمایا کرتے تھے، اب کیوں سابق کے برخلاف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہم عطا کرتے تھے۔ وہ تمہاری محنت کا اجر ہوتا تھا۔ کیونکہ تم ہمارے کپڑے میل سے صاف کیا کرتے تھے۔ جب تم نے یہ کام موقوف کر دیا۔ تو ہم نے کچھ دینا چھوڑ دیا +

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے روز آپ دہلی میں تھے۔ مخلصوں نے عرض کی کہ آج حضرت امام ربانی کی رحلت کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ آنجناب کے عرس کے روز سرہند حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس سال اتفاق نہیں ہوا۔ پھر اُٹھ کر چند مخلصوں کو ہمراہ لیا۔ اور دہلی سے روانہ ہو کر آن کی آن میں سرہند جا پہنچے۔ اور مجلس عرس میں جا شامل ہوئے +

ایک دن نواب عماد الملک غازی الدین خان وزیر نے جو ابتدا میں آپ کا منکر تھا۔ ٹھٹھے کے طور پر ایک زندہ شخص کو پلنگ پر لٹا اوپر سفید چادر اُڑھا کر چند آدمی ہمراہ کئے۔ اور جنازہ کے طور پر آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اُس آدمی کو یہ سکھلا دیا کہ عین نماز کے وقت تو اُٹھ بیٹھنا۔ تاکہ وہ گھسیانے ہو جائیں۔ جب وہاں پہنچے۔ تو آپ نے پوچھا کہ اس شخص کا والی کون ہے

ایک نے کہا۔ کہ مَیں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو اس کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دیتا ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تو اجازت دیتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ پھر آپ نے نماز جنازہ شروع کی۔ پہلی ہی تکبیر سے وہ لیٹے کا لیٹا رہگیا۔ اُس کے ہمراہیوں نے بہتیری آوازیں دیں کہ اُٹھ بیٹھ۔ لیکن وہ شخص اُٹھتا کہاں۔ وہ تو مردہ ہوچکا تھا۔ نماز سے فارغ ہوکر چادر اُٹھائی۔ تو دیکھا کہ وہ مردہ ہے۔ اُنہوں نے رونا چلانا شروع کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ مَیں نے پہلے ہی بار بار پوچھ لیا تھا۔ تم نے اجازت دی۔ تو مَیں نے نماز پڑھی جنازے کی نماز ہمیشہ مردہ کی پڑھا کرتے ہیں، نہ کہ زندہ کی۔ آخر وہ اپنے اس فعل سے بہت شرمندہ ہوئے اور نواب مذکور کے پاس گئے۔ نواب بھی سُنکر بہت شرمندہ ہُوا۔ اور بعد ازاں آپ کا مرید ہوگیا۔ اور بیعت کی +

آخری عمر میں آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ ہر ایک منزل پر ایک ایک رئیس پر توجہ کرکے اُسے طریقے کی تعلیم کے لائق کر دیتے۔ سُبحان اللہ! کیا ہی تاثیر توجہ تھی۔ مدینہ منورہ کے عین حرم شریف میں تھے کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ اپنے انتقال سے پیشتر جنت البقیع میں سیدالابرار کے مزار شریف کے پاس ہی ایک جگہ مقرر کی۔ اور فرمایا کہ میری قبر یہاں بنانا۔ لوگوں نے کہا کہ پہلے ایک شخص کے لئے یہاں قبر کھودی تھی۔ یہاں سے ایک میّت سفید کفن سمیت پختہ قبر سے نکلی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میّت میں ہی تھا۔ اور یہ میری ہی جگہ ہے۔ آپ کے انتقال کے بعد جب قبر کھودی تو اس میں ایک میّت نمودار ہوئی۔ آنجناب کو بھی اس میں رکھ کر اس پر پختہ قبر بنا دی۔ جواب تک وہاں ہے۔ آپ سے خرق عادات اور کرامات کثرت سے ظاہر ہوئیں +

آپ قیوم زماں۔ غوث دوراں۔ مظہر برکت وخیر سریع السیر۔ متوجہ بحق۔ معرض عن غیر قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے +

حضرت خواجہ صاحب کے احوال کی کئی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مثلاً روضۃ القیومیہ چار جلدوں میں ہے۔ چوتھی جلد میں آپ کے احوال۔ کرامات۔ خرق عادات اور عبادات کا ذکر ہے +

آپ کے ارشاد اور طالبوں کی کثرت احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جب محل سرائے سے مسجد میں تشریف لاتے۔ تو دہلی کے امیراور رئیس اپنی پگڑیاں اور دوشالے بطور فرائش راہ میں

بچھا دیتے۔ تاکہ آپ کا قدم مبارک زمین پر نہ پڑے +

آپ عبادت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ نماز مغرب کے بعد نماز اوّابین میں دس سیپارے کلام اللہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر مردوں کے حلقہ کی توجہ کر کے محل سرا میں جا کر عورتوں کے حلقے کی طرف توجہ فرمایا کرتے۔ آدھی رات کو تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھکر تہجد کی نمازیں چالیس یا ساٹھ مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھتے۔ اور بعد ازاں صبح کی نماز ادا کر کے مراقبہ کرتے۔ پھر طالبوں کے القائے فیض میں سرگرم ہوتے۔ دوپہر کے وقت تھوڑی دیر سو کر پھر زوال کی نماز لمبی قنوت سے ادا کرتے۔ اور بعد ازاں ختم خواجگان پڑھتے۔ اور پھر ظہر کی نماز ادا کرتے۔ اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کر کے تھوڑا سا طعام تناول فرماتے۔ اور اسی وقت عصر کی نماز کے بعد آپ مشکوٰۃ شریف اور حضرت امام ربانی کے مکتوبات کا درس فرمایا کرتے۔ آپ میں خرق عادات اور کرامات بہت تھیں۔ رات دن میں صرف ایک مرتبہ مجبوراً حقے کا استعمال کرتے۔ آپ کے تمباکو کا گل جو بانجھ عورت کھالیتی۔ وہ عنایت الٰہی سے حاملہ ہو جاتی۔ اور یہی تاثیر آپ کے پان کے اُگال میں تھی۔ اور مندرجہ ذیل کرامت کی روایت سینکڑوں آدمیوں نے کی ہے کہ جب آنجناب کا تابوت دہلی سے سرہند لایا گیا۔ تو راہ میں آپ کی قدمبوسی حاصل کرتے۔ جب آپ سے جدا ہو کر تھوڑی راہ طے کرتے۔ اور تابوت کے پاس پہنچکر پوچھتے کہ یہ کس کا تابوت ہے۔ تو لوگ کہتے کہ یہ قبلہ عالم کا تابوت ہے۔ وہ حیران ہو کر کہتے کہ ابھی تو ہم نے قبلۂ عالم سے ملاقات کی ہے +

آپ نے اٹھاون سال کی عمر میں ۴۔ ذیقعد ۱۱۵۰ھ کو انتقال فرمایا۔ آپکا مزار مبارک سرہند میں ہے +

آپ اپنے جد بزرگوار قطب صمدانی محبوب سبحانی حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے +

نقشبند علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت ذیقعد کے مہینے ۱۰۳۴ھ کو حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سرہند میں ہوئی۔ برج حمل میں طلوع ہوتے وقت حضرت مجدد صاحبؒ زندہ تھے +

آپنے اپنے والد بزرگوار قیوم زماں حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں علم حاصل کیا۔ حافظ قرآن ہوئے۔ اور کمال باطنی کے انتہا

کو پہنچکر قیوم بنے۔ اگرچہ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سارے فرزند کمال کے انتہا کو پہنچے۔ اور دائرہ ہدایت اور ارشاد کے مرکز ہوئے۔ لیکن آپ ان سب میں ممتاز تھے +

حضرت عبدالاحد قدس سرہٗ باوجودیکہ آپکے چچازاد بھائی تھے۔ آپکے حق میں فرماتے ہیں کہ میرا اعتقاد حضرت مجدد صاحب اور آنجناب کے دونوں فرزند خازن الرحمۃ اور عروۃ الوثقیٰ کی نسبت ایسا ہے۔ جیسے حرف ث کے تینوں نقطے جن میں سے حضرت مجدد صاحب اوپر کا نقطہ ہیں۔ اور نیچے کے دو نقطے دوسرے دونوں حضرت ہیں۔ لیکن میں حضرت حجۃ اللہ کے بارے میں ٹھیک رائے قائم نہیں کرسکتا کہ شاید وہ اوپر کے نقطے کے مساوی ہیں۔ یا اس سے بھی شاید ترجیح رکھتے ہیں +

آنجناب نے اپنے احوال کی نسبت جو عرائض اپنے مرشد اور والد ماجد عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک یہاں پر درج کیا جاتا ہے:۔

مکتوب قبلۂ عالمیاں سلامت! ان دو تین روز میں عنایات الٰہی اور عطیات الٰہی اس قدر اپنے شامل حال دیکھی ہیں۔ اور اُن کا احساس کیا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتیں خصوصًا اب تو اس قدر دقائق اور اسرار سے میری نوازش فرمائی گئی ہے۔ اور وہ سربلندی عنایت ہوئی ہے۔ جو احاطۂ بیان سے باہر ہے اور ان کے موافق مجھے بزرگ القاب سے سرفراز فرمایا ہے +

کل عصر کی نماز کے بعد جو میں نے مراقبہ کیا۔ اور اپنے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو وہی چھپانے کے لائق اسرار بڑی قوت اور غلبے سے ظاہر ہوئے۔ اور عجیب قسم کے راز و نیاز ظاہر ہوئے۔ اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ اللہ تعالےٰ تیرے پاس آیا ہے۔ مجھے بھی محسوس ہوا کہ اسی بالاخانہ میں بلاکیفیت اور باعظمت و کبر کا نزول خیر و برکت سے ہوا ہے۔ اور جو خاص خاص باتیں مجھ سے ہوئیں، میں کہ سکتا ہوں کہ نہ آنکھوں نے دیکھیں۔ نہ کانوں نے سُنیں۔ میرا دل اُن کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن زبان کچھ بیان نہیں کرسکتی۔ اس سے زیادہ میں اس پر جرأت نہیں کرسکتا۔ یہ الفاظ آپ نے میدان عبارت کی تنگی کے سبب فرمائے۔ اور نیز اس ظاہر میں مصرف ہونے کی وجہ سے بھی۔ فھو

سبحانہ منزہٌ عن الزمان والمکان والنقائص کلہا سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین پر وہ پاک ہے اور زمان مکان اور کل نقصوں سے پاک ہے۔ پاک ہے تیرا پروردگار! جو صاحب غلبہ ہے۔ اس سے جس سے اُسے موصوف کرتے ہیں مُرسلین پر سلام ہو۔

ایک اور عریضہ آپ نے لکھا ہے :۔

عریضہ آج رات اُسی بالاخانہ پر مَیں خیر و برکت سے بیٹھا تھا کہ جناب کی مُبارک صورت ظاہر ہوئی۔ اور آکر مجھ سے ملگئی۔ اسی اثنا میں مجھے آواز آئی کہ آج تجھے تیرے والد کے ساتھ ایک جگہ متحد کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ معاملہ کئی مرتبہ پہلے بھی ہُوا۔ لیکن یہ الہام گویا اسی باری پر موقوف تھا +

حضرت ایشاں **عروۃ الوثقیٰ** رہ نے جواب میں لکھا کہ جو واقعہ دیکھ کر اس کی تعبیر چاہتے ہو۔ یہ تعبیر کا محتاج نہیں۔ بلکہ اس سے تو کمال مناسبت ظاہر ہوتی ہے کہ اتحاد ہو کر شراکت اور معاملت ہوگئی ہے۔ اور خواب کی تاکید انہیں معنوں کی کفایت کے لئے کی۔ والسلام +

آپ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی زندگی میں جو اسرار قابل چھپا رکھنے کے مجھ پر نازل ہوتے مَیں انہیں کبھی کبھی اپنے والد بزرگوار کے رُوبرُو ظاہر کر دیا کرتا تھا۔ لیکن جو اسرار اور معارف آنجناب کے وصال کے بعد مجھ پر بارش کی طرح برسے۔ انہیں اسی طرح دل میں چھپائے بیٹھا ہوں۔ کیونکہ مجھے اُن کو برداشت کرنے والا محرم نہیں ملتا۔ اور نیز مرتبے میں یہ اسرار پہلوں کی نسبت بڑھ کر ہیں +

یہ بات بطور ورثہ آنجناب کی وفات کے بعد آپ کو ملی۔ اور ان اسرار کے سننے کے قابل کسی کو نہیں پاتے +

ایک مقام پر آپ انہیں اسرار کی طرف اشارہ کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ اگر ان اکابر کا تھوڑا سا معاملہ بھی لکھ دیا جائے۔ تو جو نزدیک ہیں وہ دور ہو جائیں۔ اور جو واصل ہیں وہ جدا ہو جائیں۔ اور سُننے والے کو ہوش نہ رہے اور نہ بات کرنے والے کو تاب ؎

فریاد حافظ اینہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب است

قرآنی متشابہات ، ان کی ایک رمز - اور مقطعات قرآنی ، ایک اشارہ ہے - اس دولت کی طرف جو اصل میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام والتسلیمات کو حاصل تھی - اور کامل وارث تابعداری کی وجہ سے اگرچہ تھوڑا اور خال خال نصیب ہوا ہے لیکن ہوا ضرور ہے ✤ فقط

اور جن دنوں آپ کو ملائکہ سے خاص رفاقت تھا - آپ بالکل کھانے پینے کی چیزوں کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے - تین انگلیوں سے صرف دو یا تین لقمے کھایا کرتے - اور کبھی کبھی شوربے سے انگلی تر کر کے چوس لیا کرتے ✤

ایک روز آپ اپنے والد بزرگوار کے مزار پر مراقبہ میں بیٹھے تھے - مراقبہ کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ انا جلیس من ذکرنی (جس نے میرا ذکر کیا میں اس کا ہم نشین ہوں) کا ظہور جلوہ گر ہوا ہے ✤

اور نیز بتایا گیا کہ میں نے تیرے سارے دوستوں کو بخشا - اور نیز اس بات کا مجھے بار بار الہام ہوا ہے ✤

ایک روز مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا کہ حضرت موسےٰ علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح حاضر ہیں ✤

ایک روز فرمایا کہ مجھے اُمت کے تمام اولیا پر فضیلت دی گئی ✤

ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور یہ کہ مجھے ید بیضا کا معجزہ حاصل ہے - اس سے کمالات رسالت کو پورا پورا حاصل کر لینے کی طرف اشارہ ہے نہ کہ اس منصب کی طرف جو ختم ہو چکا ہے ✤

ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ انسان کی صورت میں دروازہ کھولکر اندر آیا اُس کے ڈاڑھی تھی - اور سر پر پگڑی باندھے ہوئے تھا - کہنے لگا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے سلام کہا ہے - یہ سب کچھ میں نے سر کی آنکھوں سے دیکھا ✤

حضرت قبلۂ عالم فرمایا کرتے تھے کہ دوسری مرتبہ جب حضرت حجۃ اللہ زیارت مکہ و مدینہ کے لئے روانہ ہوئے - تو جہاز کے تباہ ہونے سے آپ ایک بندر پر ٹھیرے اور کچھ مدت وہیں بود و باش اختیار کی - اور پھر حج کو گئے - وہاں پر ایک رات عنایت الٰہی اور کرامات ظاہرہ سے مشرف ہوئے - اور آپ کو الہام ہوا کہ قیامت کے روز ستر ہزار آدمیوں کو تیری شفارس سے ہم بخشدینگے ✤

مرزا میر کابلی طاعون کے مرض میں مُبتلا تھا۔ اور ایسا گھبرایا کہ ایک گز اُوپر اُچھلتا! آپ سے اُس کی صحت کے لئے التماس کی گئی کہ آپ کے بڑے بھائی نے میرے والد بزرگوار کی طرف توجہ کر کے چھ سالہ بیماری کو دُور کیا۔ اب مَیں بھی آپ سے اسی قسم کی توجہ کا خواہشگار ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ دُعا کرینگے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی۔ اور وہ تندرست ہوگیا +

نیز آپنے حیدرآباد کے بادشاہ کو بیجاپور کی فتح کی خوشخبری کہلا بھیجی۔ جو ٹھیک اسی طرح ظہُور میں آئی +

آپنے جمعہ کی رات ۲۹ محرم ۱۱۱۵ھ کو انتقال کیا۔ آپ کی عمر اکاسی سال تھی انتقال سے چھ روز پیشتر آپ کی زبان بند ہوگئی۔ لیکن وصال کی رات اسم ذات زبان پر جاری تھا۔ اور آپ کا خاتمہ بھی اسی پر ہُوا +

آپ کا روضہ منورہ شہر سرہند کے باغ فتح کے ساتھ ہے۔ خوشی ہے اُس شخص کے لئے جس نے اس کی زیارت راسخ الاعتقادی سے کی +

آپ کی تاریخ وصال "نور محض بود" سے ظاہر ہوتی ہے +

جب کہ اس احقر کے پہلے پیروں کا حال بیان ہو چکا ہے۔ اب مَیں پھر اصلی بات بیان کرتا ہوں کہ مَیں نے خاندان قادری میں محبوب الٰہی حضرت مولانا شاہ درگاہی قدس سرہٗ کے ہاتھ بیعت کی۔ اور فیض اور برکتیں حاصل کر کے پندرہ سال تک آنجناب کے ہمراہ رہا۔ جس سے مجھے ذوق۔ شوق۔ آہ۔ بیتابی۔ استغراق۔ بیخودی۔ وحدت وجودی کے اسرار اور ولایت صغریٰ کے حالات حاصل ہوئے۔ چنانچہ اسی حالت میں مَیں نے مثنوی اسرار اور غزلیات کا ایک دیوان تصنیف کیا +

نیز آنجناب سے تعلیم طریقہ کے شرف سے مشرف ہُوا۔ اور بہت سے عطیات اور عنایات سے سرفراز ہُوا۔ اکثر آنجناب میرے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ "مَیں تجھے اپنے سینے میں رکھنا چاہتا ہُوں +

ایک مرتبہ ایسا ہُوا کہ آنجناب نے گویا اپنا پیراہن بدن مُبارک سے اُتار کر مجھ ناچیز کو پہنا دیا۔ جس سے فوراً آنجناب کی نسبت کا غلبہ اپنے آپ میں مَیں نے مشاہدہ کیا۔ ایسا معاملہ آپ نے کسی دوسرے کے ساتھ نہیں کیا +

آپنے چھ عالیشان خاندانوں یعنی قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ صابریہ۔ نظامیہ

سُہروردیہ۔ کبرویہ اور مداریہ کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور ان سب اکابر علیہم الرحمۃ کے شجرے عنایت فرمائے۔ یہاں پر اُن شجروں کے درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ جوہر اول میں ان کا بیان مفصل ہو چکا ہے۔ البتہ یہاں پر مصافحہ اور حدیث مسلسل کا حال لکھا جائیگا +

سند مصافحہ۔ مَیں نے اپنے خالو سراج المتورعین۔ امام المحدثین مقبول بارگاہ صمد حضرت **سراج احمد** سے مصافحہ کیا۔ جو بڑے عالم۔ فاضل۔ محدث۔ عابد۔ پرہیزگار ہو گذرے ہیں۔ اور آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم۔ اور صحیح ترمذی کا ترجمہ کیا۔ **شرح صدود** قبروں اور مردوں کے احوال میں لکھی۔ آخرت کے احوال میں **شرح بزوسافرہ** لکھی۔ اور **برهان التاویل فی شرح الاکلیل** ودبعہ **کحل العین فی رؤیۃ النبیین**۔ اور ایک **رسالہ غنا** (سرود) کی حرمت کے بارے میں لکھا +

آپ نے نسبت باطنی۔ اجازت اور خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی آپ کے احوال استقامت میں صرف ایک بات بیان کرتا ہوں۔ جو اس راہ سے واقف ہے اُس کے لئے وہی کافی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "جو عبادات اور معاملات آپکے معمول تھے۔ انتقال تک ان میں کبھی ناغہ نہ ہوا +

آپ ماہ شعبان ۱۱۶۷ھ کو پیدا ہوئے۔ اور جمعرات کے روز ۱۳۔ ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی ؎

پوشید زحق سراج احمد — چوں تاج بقا بفرقِ اعلےٰ
تاریخ وصال گفت رفت — گردید بخلد مسندِ اعلےٰ

آپ نے اپنے والد ماجد **محمد مرشد** سے مصافحہ کیا۔ اور اُنہوں نے اپنے والد ماجد حضرت **ارشد** سے کیا۔ اور اُنہوں نے اپنے والد ماجد امام ربانی مظہر فیض حقانی حضرت **فرخ شاہ** سے کیا۔ اور اُنہوں نے اپنے والد ماجد خواجہ **محمد سعید** سے کیا۔ اور اُنہوں نے اپنے والد ماجد امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت **شیخ احمد** سرہندی الفاروقی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اور آپ نے حضرت **عبد الرحمان** بدخشی کابلی سے کیا جو حاجی ریبزی کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اُنہوں نے حضرت **سُلطان علی** دوبہی سے کیا۔ اور اس وقت حافظ سدو کی عمر دس سال کی تھی

اور اُنہوں نے شیخ محمود اسفرایی سے کیا۔ اور اُنہوں نے شیخ محمد سعید معمر حبشی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اور اُنہوں نے حضرت سرورِ کائنات علیہ افضل التحیات واکمل الصلوات سے کیا +

شیخ سعید حضرت عیسٰے علیہ السلام کے اصحاب سے تھے۔ ایک روز جب حضرت عیسٰے علیہ السلام نے حضرت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور کمالات بیان فرمائے۔ تو شیخ سعید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شوق پیدا ہُوا اسی وقت اُٹھ کر درازیٔ عمر کے لئے التماس کی۔ تاکہ آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو جائیں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے دُعا کی۔ تو شیخ حبشی کی عمر دراز ہو گئی۔ پس خندق کھودنے کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور سارا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ جسے سُنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے پاس بُلا کر مصافحہ سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا :-

من صافحنی صافحتہٗ یوم القیمۃ وجبت علیّ شفاعتہ۔ رواۃ الشیخ السعید الحبشی +

ترجمہ جس نے مجھ سے مصافحہ دنیا میں کیا۔ میں اُس کے ساتھ قیامت کے روز مصافحہ کرونگا۔ اور اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے۔ اس کی روایت شیخ سعید حبشی نے کی ہے +

اور نیز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انی صافحتہٗ بستۃ وقیل سبعۃ لم تمسہ النار (بیشک جس نے چھ مرتبہ یا ایک قول کے مطابق سات مرتبہ مصافحہ کیا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ دخل الجنۃ (وہ جنت میں داخل ہوگا) +

شیخ حبشی کی عمر ایک قول کے مطابق ایک ہزار اور تین سو سال تھی۔ اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار اور پانسو تھی۔ اور آٹھویں صدی یا دسویں میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ وارث حق سے آپ کی تاریخ وفات ظاہر ہوتی ہے +

مصافحہ نبوی کا طریق حسب ذیل طور پر شیخ سعید اور معمر حبشی نے بیان فرمایا ہے کہ طالب کے دائیں ہاتھ کی ابہام کو اپنے بائیں ہاتھ کی ابہام اور سبابہ میں پکڑ کر اپنا دائیاں ہاتھ

اوپر اور بایاں نیچے رکھ کر تین مرتبہ پوری طاقت سے دبائیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ بعد ازاں طالب سے کہیں کہ اگر تجھے اللہ تعالےٰ کے ہاں قرب اور منزلت حاصل ہوگی تو تیری شفاعت کرونگا +

سند حدیث مسلسل۔ مَیں نے اپنے شیخ۔ اُستاد اور خالو شیخ سراج احمد سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے والد بزرگوار محمد مرشد سے۔ اور اُنہوں نے اپنے والد شیخ فرخ شاہ سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے والد بزرگوار خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے والد بزرگوار مجدد الفثانی شیخ احمد فاروقی النقشبندی السرہندی سے سُنی۔ اور اُنہوں نے بہلول بدخشانی سے سُنی۔ اُنہوں نے شیخ المحدثین عبدالوحمان بن فہد بن نفط سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے چچا حافظ جار اللہ سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے والد بزرگوار حافظ عزیز الدین بن عبدالعزیز فہد سے سُنی۔ اور اُنہوں نے اپنے جد بزرگوار حافظ اجل تقی الدین محمد بن الہاشمی العلوی سے سُنی۔ اُنہوں نے اجل مشائخ برھان الدین الابناسی سے سُنی۔ اور اُنہوں نے قاضی القضاۃ ابو حامد المطری مکہ شریف کے حرم کے قرأتی سے سُنی۔ اور اُنہوں نے خطیب صدر الدین ابو الفتح۔ محمد بن امروخی سے سُنی۔ اُنہوں نے حافظ ابوالفرح بن جوزی سے۔ اور اُنہوں نے ابوسعید اسماعیل ابی بن صالح نیشاپوری سے سُنی۔ اور اُنہوں نے ابو صالح احمد بن عبدالملک مؤذن سے سُنی۔ اور اُنہوں نے ابو طاہر محمد بن محش الزیادی سے سُنی۔ اور اُنہوں نے ابو حامد تبزاد سے سُنی اور اُنہوں نے عبدالوحمان بن بشیر ابن حکیم العبدروی سے سُنی۔ اور اُنہوں نے سفیان بن عتبہ سے سُنی۔ اور اُنہوں نے عمر بن دینار سے سُنی۔ اور اُنہوں نے قابوس مولا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے سُنی۔ یہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

حدیث الراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء +

رحم کرنیوالوں پر اللہ تعالےٰ پر رحم کرتا ہے۔ تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو۔ تو اللہ تعالےٰ تم پر رحم کریگا +

ایضاً۔ مَیں نے زبدۃ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز سے سُنی۔ اور اُنہوں

نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث سے ۔ اور اُنہوں نے مولانا حاجی محمد افضل سے ۔ اور اُنہوں نے حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سے ۔ اور اُنہوں اپنے والد بزرگوار عروۃ الوثقےٰ خواجہ محمد معصوم سے ۔ اور اُنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ۔ الیٰ آخرہٖ ✦

حرز یمانی کی اجازت اور سند حضرت احمد سے بھی حاصل کی جس روز میں اس دعا کی اجازت سے مشرف ہوا ۔ تو خواب میں مَیں نے دیکھا کہ تمام اولیاء اللہ کا مجمع ہے ۔ اور ہر ایک لکھی ہوئی اجازت مجھے عنایت کر رہا ہے ۔ اور اس کا بڑا بھاری اثر اپنے آپ میں دیکھا ✦

قصیدہ غوثیہ کی اجازت ۔ اپنے جد بزرگوار مرشد طریقت حضرت مولانا محمد ارشد سے حاصل ہوئی ۔ ایک روز میں قصیدہ خمریہ سقانی الحب کا سات الوصال آپ کے مزار پُرانوار پر پڑھ رہا تھا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے مرقد منور سے باہر آکر فرماتے ہیں کہ قصیدہ غوثیہ یہ ہے ۔ شہد باللہ من وال الولایت گویا کہ ورقوں پر لکھا ہوا قصیدہ آپ کے دست مُبارک میں ہے ۔ اور مجھے دیا ہے ✦

ختم خواجگان نقشبندیہ کی اجازت ۔ حضرتین یعنی حضرت محبوب الٰہی مولانا فیض بخش شاہ درگاہی کے ، قیوم زمان ولی ازلی حضرت مولانا عبداللہ دہلوی المشہور بہ شاہ غلام علی نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل کی ۔ اور انہیں محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی ۔ اور انہیں بغیر وسیلہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی رُوح سے حاصل ہوئی ✦

اور نیز مرادوں کے حاصل ہونے کے لئے **توشہ کی اجازت** بھی آپ ہی سے حاصل ہوئی ۔ اور انہیں بغیر وسیلہ حضرت عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح سے حاصل ہوئی ہے ✦

حصن حصین ، قصیدہ بُردہ ۔ بانت سعاد اور دوسرے اعمال کی اجازت جناب سراج احمد سے حاصل کی ✦

حزب البحر کی اجازت ۔ حضرتین کے علاوہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے مع اور اعمال کے حاصل کی ✦

ختم غوثیہ کی اجازت۔ بلا وسیلہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ارواح پاک سے حاصل ہوئی +

ایک روز ماہ رمضان میں مقام تجے پور آنجناب کا اسم مبارک پڑھ رہا تھا۔ اُس وقت آنجناب کی زیارت سے مشرف ہوُا۔ اور اس کی اجازت سے آنجناب نے بندہ کو سرفراز فرمایا +

حضرت غوث الاعظم کی عنایات اپنے بارے میں بہت کچھ مشاہدہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کی بدولت مجھ نالائق پر بہت کچھ رحم کیا ہے۔ اور مجھے مقبولوں کے زمرے میں داخل کر لیا ہے ؎

اگرچہ نیک نیم خاکپائے نیکانم　　عجب کہ تشنہ بمانم سفال بیجانم

ایک مرتبہ میں سنبل کے محلہ ترنہ سرائے میں تھا۔ وہاں پر کوئی قبر کا نشان نہ تھا وہاں پر نشان ظاہر کیا۔ اس مقام پر ایک ولی اللہ کا مزار تھا +

ایک مرتبہ حضرت مخدوم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر شہر خیر آباد میں مَیں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ مخدوم نے مزار میں سے دو کاغذ مجھے عنایت فرمائے۔ ایک پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے پر سُبحانک انی کنتُ من الظالمین لکھا ہوُا تھا۔ مَیں سمجھ گیا کہ یہ دونوں میرے حضرات کے ختم ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو حضرت مجدد الف ثانی کا ختم ہے۔ اور لا الہ الا انت سُبحانک انی کنت من الظالمین حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کا ختم ہے۔ پس اس سے یہ اشارہ ہے کہ اپنے طریقہ پر قایم رہ +

ایک مرتبہ مَیں نے ہندی زبان میں نظم بنا کر جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ تو ہفتہ کے دن صبح کو ایک اجنبی نے جس سے میں بالکل آشنا نہ تھا۔ بڑے نیاز سے آکر مُلاقات کی۔ مَیں نے ہر کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ جمعے کا روز ہے۔ اور بہت سے لوگ جمع ہیں۔ مَیں نے بھی نماز کی تیاری کی ہے۔ مجھے لوگوں نے کہا کہ آؤ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کی نماز ادا کریں۔ مَیں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ کب تشریف لائینگے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ساری صفیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک شور برپا ہوُا کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ تو انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو خطیب بنایا اور امام بنایا۔ اور آپ نے ہندی زبان میں ایک منظوم خطبہ پڑھا۔ فارغ ہو کر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو لوگوں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ اور آپ سے بغلگیر ہوئے۔ مَیں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں امام بنا۔ لوگوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے امام بنایا ہے۔ مَیں نے بھی آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور گلے ملا۔ جب مَیں نے نام ونشان پوچھا۔ تو اُس نے کہا میرا نام مرؤف احمد ہے۔ اور میرا مکان مسجد کے قریب دروازہ گنج میں گھڑیالی تالاب کے کنارے پر ہے۔ جب مَیں صبح کے وقت جاگا۔ تو اس پتے پر بڑے شوق سے آپ کی مُلاقات کے لئے آیا الحمد للہ کہ مُلاقات نصیب ہوئی۔ اور جو شکل وشمائل مَیں نے خواب میں دیکھی۔ وہی پائی۔ اب میری یہ آرزو ہے کہ وہ خطبہ مجھے عنایت ہو۔ مَیں اس خطبے کو یاد کرلونگا۔ وہ خوشی خوشی خطبے کو لیکر گیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ میرا یہ خطبہ مقبول ہوگیا ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک ؏

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

خطبہ جمعہ در نظم

حمد اُس خدا کی رآفتا کہ جس نے روشن کردیا
مصباح دل انوار سے ایماں کے ہر گردیدہ کا

پیدا کیا جس نے جہاں قائم کئے ہفت آسماں
یہ دیکھ اعجوبہ سما ششدر رہے عقل انبیا

بے مثل ہے ذاتِ خدا گردوں مثال اس کی کیا
گردوں منور کردیا جس نے کواکب کو لگا+

جس نے بنایا کون ومکاں وہ کون ہو لے سومناں
بیمثل ہے وہ بے نشاں بیچون ہے وہ بے چرا

وہ خالقِ افلاک ہے ہر عیب سے وہ پاک ہے
پہنچے کہاں ادراک ہے تاکنہ ذاتِ کبریا

کوئی شریک اُسکا نہیں وہ ایک ہی ہے بالیقیں
سمجھو کہ ہے ایمان ودیں یہ بات بے ریب وریا

قل ہو اللہ احدٌ ہے وصف اللہ الصمد
پڑھ اس کو تو یا احد وحدت سے ہو تا آشنا

نے ضد نہ ند اس کا کوئی والد ولد سے وہ بری
نے جسم رکھتا ہے نہ جی جو سمجھو اس سے ہے ورا

ہو جو د رُود اس ذات سے جو دن نکالے رات سے
خارج کرے ظلمات سے روز آفتاب پُر ضیا

بر احمد سالار دیں محبوب ربّ العالمیں
سردار جملہ مُرسلیں فخرِ رسول انبیاء

وہ رہنماے گم رہاں وہ پیشواے عارفاں — وہ مقتداے مرسلاں وہ تاج دار اہل اتقے

شمس الضحٰے بدر الدجےٰ نور علےٰ فیض الہدےٰ — در صفیا درجِ عطا بحرِ سخا کانِ وفا

مہرِ سپہرِ معرفت از بسکہ عالی منزلت — از جملہ والا مرتبت یعنی وہی بعد از خدا

بعد از ثنا و نعت کے اے مومنو سمجھو اُسے — یعنی نہ چھوڑو ہاتھ سے یک لحہ ذیلِ اتقیا

اپنے گناہوں سے ڈرو حق نے کہا جو وہ کرو — دن رات میں تم مت رہو یک وقت بی یادِ خدا

روزِ قیامت آئیگا آفات سر پر لائیگا — جانے کیا دکھلائیگا ڈرتے رہو اس سی سدا

مرتے ہوئے ہو حال کیا ہو قبر میں احوال کیا — پُل پر چلینگے چال کیا رکھتے ہیں بار خوجہا

توبہ کرو توبہ کرو قہرِ خدا سے نت ڈرو — امید رحمت کی کرو۔ چھوڑو یہ سب حرص ہوا

خالص خدا کے واسطے طاعت عبادت کیجئے — نیت خدا کی ہو رہے ہر کام ہووے بی ریا

احسن کلاموں کا اجی قرآن کو سمجھو سبھی — بطلان شخصی ہے بُری نازل پیغمبر پر ہوا

تحفہ درود پاک کا بھیجو پیغمبر پر سبھی — ان سے رکھو سب التجا تا ہووے حاصل مدعا

مسنون ہووے کام جو اُس کو سدا کرتے رہو — بدعت سے بھاگو مومنو! یہ ضال ہے تر بیا

دست راست ہو درود بیکراں بر سید پیغمبراں — احمد امام مرسلاں محبوبِ ذاتِ کبریا

دست چپ ہے جو تجلیاتِ خدا بر پیشواے انبیا — یعنی محمد مصطفٰے اصلِ علےٰ صلِ علےٰ

کل انبیا و مرسلیں کل اصفیا و صادقیں — کل عارفین و واصلیں کل مومنان باصفا

رحمت سی تیرے پُر ضیا یا رب ہیں یہ چوں سما — کر مرتبہ ان کا بڑا اور دیں بڑھے ان سی سدا!

یا رب منور کیجئے انوار سے قرآن کے — اور سب مسلمانوں کو دے تن من یہ اُسکی ہے ضیا

رافت سے رحمت سی تیری مہر و سخاوت سی تیری — بخشش عنایت سے تیری آباد ہے عالم سدا

تحقیق تو جواد ہے عالم جو یہ آباد ہے — تیری یہ سب امداد ہے اے خالق ہر دوسرا

خطبۂ ثانی

الحمد للہ العلےٰ والشکر للہ العلام — رحمان جو دارین کا قائم ہے جو کونین کا

بعد از ثناے آں صمد یا رب ازل سے تا ابد — ہووے درود بعید نازل بروح مصطفٰے

پھر ان کے جو اصحاب ہیں جو آل ہیں احباب ہیں — وہ شیخ ہیں یا شاب ہیں کر ان پہ نازل ربنا

خاص آن امام مسلمیں بعد از نبی صدیقِ دیں — وہ کاشفِ سرِ یقیں وہ معدنِ صدق و صفا

فاروق امام امدلیس قیوم افلاک و زمیں — وہ قاتل اعدائے دیں وہ آفتاب اہتدا
ماہِ سمائے مکرمت مہرِ سپہرِ معرفت — خورشید برج موہبت عثمان امام باحیا
محبوبِ ذاتِ کبریا مقبول درگاہ خدا — شاہ امیر اولیا یعنی علی المرتضےٰ
وہ دو امام دوجہاں اول حسن فخر زماں — دویم امیر انس و جاں سید حسین رہنما
وہ یک شہید زہر و سم یک کشتۂ تیغ ستم — یک سبز پوش از صدا لم یک سرخ پوش کربلا
وہ زہرۂ چرخ نقا زہرا بنتِ مصطفےٰ — معصومۂ ہر دو سرا یعنی بتولِ پارسا
وہ دونوں عم مصطفےٰ عباس و حمزہ باصفا — مہر و مہ چرخ ہُدے چوں فرقدینِ ذی جلا
باقی وہ اصحاب نبی جو ہیں رُوح اُن کی سبھی — نازل تو رحمت کر سبھی اے خالقِ ارض و سما
پھر سب مسلمانوں کو تو رحمت سی بھر بھر دے سبُو — بر لا تو سب کی آرزو، سب کے گناہ بخش و خطا

منبر سے اتر کر یہ شعر پڑھے

جس سے کہ نصرت پائے دیں منظور رکھ ساکتیں — جس کو کہ پاس دیں نہیں معزول اس کو رکھ سدا
اے بندگان حق کرے تم پر نظر حق رحم سے — تم پر عنایت نت کرے اللہ بصد مہر و عطا
احسان و عدل و لطف کو اپنا سدا شیوہ کرد — فحشا و منکر سے بچو اور سمجھو حقِ اقربا
کرتے رہو ذکرِ خدا وہ ذکر کرتا ہے شما — اُس کو بلاؤ تم سدا، سُنتا ہے وہ سب کی دعا

ذکرِ خدائے لم یزل سمجھو کہ ہیگا بے بدل
اعلےٰ ہے اوّل ہے اجل اعظم ہے اکبر ہے بڑا

ایک مرتبہ مَیں حضرت مخدوم شیخ **سعدی** رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مخدوم نے مزار سے باہر تشریف لاکر دستار میرے سر پر باندھی ✦

ایک مرتبہ حضرت ایشاں شہید نور اللہ مرقدہُ المجید کی زیارت سے مشرف ہُوا آپ کی عنایات اپنے آپ میں مَیں نے محسوس کی ✦

ایک روز اسم اعظم کے دریافت کرنے کی توجہ میں جس کی شان میں حدیث وارد ہے کہ الذی اذا دعا بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی (وہ اسم ہے کہ وہ نام لیکر دُعا کیجائے تو قبول ہوجاتی ہے۔ اور جب وہ نام لیکر سوال کیا جائے تو مسئولہ چیز عنایت ہوجاتی ہے) خواب میں مجھے ایک بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور اس نے مجھے

اسم اعظم تلقین فرمایا ؛

ایک روز سچا خواب میں نے دیکھا کہ ایک جڑاؤ تخت آسمان سے اُترتا ہے۔ اور اس کے نیچے بہت سے لوگ جمع ہیں۔ سب کے سب درود اور سلام کہہ رہے ہیں۔ جب وہ تخت زمین پر آکر ٹھیرا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس پر امام الانبیا سید الاصفیا محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک حضرت مولانا مرشدنا محبوب الٰہی شاہ دوگاھی قدس سرہٗ سے ملتا جلتا ہے۔ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور سرور کائنات کا دامن مبارک پکڑ کر چند شعر اپنے بنائے ہوئے پڑھنے لگا۔ جب میری آنکھ کھلی تو باقی شعر بھول گئے۔ مگر ایک آدھ مصرعہ یاد رہگیا۔ اور وہ یہ ہے ؎

اعلےٰ ارفع افضل واکرم ۔۔۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

بعد ازاں بیداری کی حالت میں میں نے اسے ہندوستانی زبان میں قطعہ کی صورت میں درست کیا۔ **قطعہ**

درد الم کیوں دور نہ ہووے دُور رہوں کیونکر نخورم ۔۔۔ رنج مصیبت ظلم تعدی عالم کے ہوں سب بیغم
رکھتا وسیلہ اچھا ہوں میں اعلےٰ ارفع افضل اکرم ۔۔۔ یعنی محمد رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

اے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے زمرے میں داخل فرما، جو تیرے محبوب ہیں اور جن کی شان میں یہ حدیث ہے کہ رویاء المؤمن وحی (مومنوں کا خواب بمنزلہ وحی ہے) اس خواب کو میرے باطن میں بھی ترتیب دے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ الملک الوہاب کے واسطے مجھے اپنا مقبول بنالے۔ مجھے مسلمانی کی حالت میں مارنا۔ اور نیک لوگوں سے ملانا۔ آمین ؛

جب سرور پُرنور علیہ وآلہ الصلوٰۃ الملک الغفور کا مذکور موتور ہوا۔ تو دل کو گویا وہی خواب کا سماں نصیب ہوا۔ اور بے اختیار صلوٰۃ وسلام کہنے لگا۔ اس لئے میں نے خطاب کی طرز پر چند صلوٰۃ وسلام کے شعر بنائے اور لکھے۔ اور اس کا خاتمہ دعا پر کیا۔ کیونکہ صلوٰۃ کے بعد دُعا مستجاب ہوتی ہے۔ اور وہ نظم حسب ذیل ہے ؎

الصلوٰۃ اے مہرِ چرخِ اہتدا ۔۔۔ الصلوٰۃ اے نور ذات کبریا
الصلوٰۃ اے مقبلِ درگاہِ رب ۔۔۔ الصلوٰۃ اے خلقِ عالم را سبب

الصلوٰۃ اے سرورِ عالی صفات	الصلوٰۃ اے بادشاہِ شش جہات
الصلوٰۃ اے مستغیثین را غیاث	الصلوٰۃ اے ستر فریادے غراث
الصلوٰۃ اے مومناں را ابتہاج	الصلوٰۃ اے مومناں را احتیاج
الصلوٰۃ اے جان و جسم و روحِ روح	الصلوٰۃ اے کانِ الطافِ فتوح
الصلوٰۃ اے قصورت عرش کاخ	الصلوٰۃ اے از نخیلت سدرہ شاخ
الصلوٰۃ اے سائرِ چرخِ کبود	الصلوٰۃ اے زائرِ نورِ ورُود
الصلوٰۃ اے بادلعلت بس لذیذ	الصلوٰۃ اے حبّ تو با از نبیذ
الصلوٰۃ اے سرورِ خیر البشر	الصلوٰۃ اے کانِ خیر و دفعِ شر
الصلوٰۃ اے سیدِ عالی تمیز	الصلوٰۃ اے حق تعالےٰ را عزیز
الصلوٰۃ اے نامِ تو فریاد رس	الصلوٰۃ اے کامِ تو عفو است و بس
الصلوٰۃ اے بے تو دل شد فاش فاش	الصلوٰۃ اے بر تو ظاہر سرّ فاش
الصلوٰۃ اے محرمِ خاصِ اخص	الصلوٰۃ اے مہبطِ آیات نص
الصلوٰۃ اے شافئ جملہ مرض	الصلوٰۃ اے شاہِ جوہر ہم عرض
الصلوٰۃ اے عاشقاں را انبساط	الصلوٰۃ اے شاہدنا الصراط
الصلوٰۃ اے معطئ اسرار و حظ	الصلوٰۃ اے کاشفِ انوار و حظ
الصلوٰۃ اے نورِ اللہ السمیع	الصلوٰۃ اے مظہرِ سرِّ بدیع
الصلوٰۃ اے از تو جاں را صد فروغ	الصلوٰۃ اے ماحئ شرک و دروغ
الصلوٰۃ اے درِّ عرفاں را صدف	الصلوٰۃ اے درجِ احساں را شرف
الصلوٰۃ اے نور از تا پا بفرق	الصلوٰۃ اے بادشاہِ غرب و شرق
الصلوٰۃ اے باعثِ شرقِ فلک	الصلوٰۃ اے سرورِ جن و ملک
الصلوٰۃ اے ساقئ آبِ زلال	الصلوٰۃ اے منبعِ خیر و کمال
الصلوٰۃ اے شافعِ جملہ اُمم	الصلوٰۃ اے دافعِ جرم و سقم
الصلوٰۃ اے رحمت للعالمین	الصلوٰۃ اے قطبِ افلاک و زمیں
الصلوٰۃ اے انبیا را پیشرو	الصلوٰۃ اے نورِ کانِ جسمِ تو
الصلوٰۃ اے مطلعِ فیضِ الٰہ	الصلوٰۃ اے نور بخشِ مہر و ماہ

الصلوٰۃ اے پیشوائے انبیا — الصلوٰۃ اے رہنمائے اولیا
الصلوٰۃ اے فخر جملہ عالمی — الصلوٰۃ اے ابطحی و ہاشمی
صد صلوٰۃ و صد سلام لایزال — باد بر تو یا رسولِ ذوالجلال
السلام اے افضل پیغمبراں — السلام اے اکرم ہر دو جہاں
السلام اے لعل کان عز و جود — السلام اے لیس مثلش در وجود
السلام اے لجۂ فیضِ ہدیٰ — السلام اے لمحۂ نور خدا
السلام اے ہادیٔ گم گشتگاں — السلام اے ہوش افزائے زماں
السلام اے مصطفےٰ و مجتبیٰ — السلام اے مالکِ ہر دو سرا
السلام اے صاحبِ لطف و عطا — السلام اے صاحبِ حلم و حیا
السلام اے لولوءِ بحرِ کرم — السلام اے لمحۂ فیضِ قدم
السلام اے عالمِ علمِ قدیم — السلام اے عارفِ سرِ کریم
السلام اے لبِ حسنِ کائنات — السلام اے موجِ خوبہائے ذات
السلام اے یادِ تو آرامِ جاں — السلام اے سیر فرمائے جہاں
السلام اے منبعِ علم و حکم — السلام اے جودِ نشائے کرم
السلام اے حبِ تو جانِ جہاں — السلام اے حامدِ تو در جہاں
السلام اے مخزنِ اسرارِ حق — السلام اے معدنِ انوارِ حق
السلام اے دافعِ کرب و بلا — السلام اے داروے اسقامِ ما
السلام اے باعثِ ایجادِ خلق — السلام اے بہرِ تو بنیادِ خلق
السلام اے عینِ فیضِ لم یزل — السلام اے عارفِ حق بی بدل
السلام اے وردِ تو داروئے ما — السلام اے دارِ تو دارالشفا
السلام اے دُرِ دریائے صفا — السلام اے داروئے اہلِ وفا
السلام اے عابدِ حق بے نظیر — السلام اے حاکمِ حکمِ قدیر
السلام اے لولوءِ مکنونِ غیب — السلام اے لائحِ ہر ترغیب
السلام اے مہبطِ فیضِ رحیم — السلام اے موردِ ستر کریم
السلام اے کحلِ چشم گردِ تو — السلام اے کانِ راحت دردِ تو

دردِ خود دہ دردِ خود دہ دردِ خود
توتیاے دیدہ ام کن گردِ خود

از شرابِ عشقِ خود جانم بسوز
زاں شرابِ نور ایمانم فروز

عشقِ تو دینِ من و ایمانِ من
عشقِ تو دردِ من و درمانِ من

عشقِ تو بہرِ نجاتِ من بس است
در حیات و در ممات من بس است

حبِّ تو ہم حبِّ آلِ پاکِ تو
ہست جانِ رافتِ بیباکِ تو

پاک حشر و نشر بیم روزِ بیم
از دلم برداشت ایں حبِّ کریم

پاک حشر و نشر و بیم روزِ دیں
از دلم برداشت ایں حبِّ بالیقیں

حبِّ تو گوید بہولِ رستخیز
ویں محبِّ ماست از نزدش گریز

ہر کہ دارد حبِّ تو در جانِ خویش
میرسد سالم بگو را ایمانِ خویش

حبِّ تو حبِّ کریم ذوالجلال
حبِّ تو حبِّ خدائے لایزال

حبِّ تو عینِ مراد ذاتِ حق
زاں سبب برد از ہمہ عالم سبق

منشاءِ خلقِ خلائق حبِّ تست
از ہمہ خیرات فائق حبِّ تست

یارسول اللہ! قربان تو باد
روحِ جسمم فرح فرح شاد شاد

اے فدائے نام پاکت جانِ من
رحم کن بر حالِ بے سامانِ من

یا نبی اُمّی قریشی زمزمی
زمزمی اُمّی قریشی یا نبی

یا محمد شد شفاعت کامِ تو
احمد و محمود حامد نامِ تو

ہم احید و ہم وحید و حاشیہ
عاقب غوث غیاث طاہرہ

سید یٰس طٰہٰ کاملے
طیب و طاہر مظہر فاضلے

ہم رسول الرحمۃ و ہم جامع
ہم رسول راحت و ہم نافع

مقتفٰ قسم و مقتفیٰ ناصر
برّ منصور مبشر او ذاکر

شاہد و مزمل و مدثر
ہم بشیر و ہم نذیر و ہم منذر

ہم حبیب اللہ عبد اللہ صفی
ہم نجی اللہ کلیم اللہ ولی

خاتم کل انبیا ختم رسل
ہادی و مصباح و مہدی سبل

داعی و مدعو مجیب ہم حفی
ہم حجاب و حق و عفو و ہم قوی

ہم نبی الرحمۃ و محی شہیر
ہم نبی التوبہ و شاہد منیر

منجی و مشہود مامون و امین ذو مکان و عزّ و ذو فضل مکین
ہم مکرم ہم مذکر ہم کریم ہم شہید و ہم رؤف و ہم رحیم
ہم مبشر ہم مؤمل ہم وصول ماحی و اکلیل ذو قوت رسول
ہم مطاع و ہم مطاع و ہم متین نعمت اللہ رحمت و بشرے مبین
عروۃ الوثقیٰ صراطِ مستقیم ہم صراط و ہم ابوہِ ابراہیم
نجم ثاقب متقی ہم مصطفےٰ امی و مختار اجیر و مجتبےٰ
ہم مشفع ہم شفیع و صالح مصلح صادق مصدق ناصح
سیف اللہ و امام المتقین سید کل انبیا و مرسلین
ہست ذکر اللہ و حزب اللہ وجیہ سرّ وجہ اللہ بمثل شبیہ
روحِ قدس روحِ حق سابق ہم مہیمن ہم نصیح سائق
قائد عز مجلل ہم خلیل بہر خیرات است برہانِ و دلیل
کاشف و مکشف بالحج عرب العرب روحِ قسط و کاشف کل کرب
واصل و موصول مفتاح الجنان فاتح و مفتوح جنت بگمان
ہم مقیم السنۃ و سر دار دین ہم سراج و ہم شفیع المذنبین
صاحب المعراج امامِ انبیاء صاحب البرہان و محبوبِ خدا
صاحب الخاتم خطیب امتاں سید الکونین و شاہِ دو جہاں
ہم مفضل ہم مقدم ہم عزیز شافی و متوکل و مصباح نیز
صاحب تاج و براق و ہم ردا صاحب سلطان مغفر ہم لوا
صاحب حلّہ و دستار و ازار صاحب عالی مقام کردگار
سعد خلق عین عز عین النعیم بحرِ عرفانِ خداوند کریم
سعد اللہ ہست مخصوص مجید پیشوائے اہل حال و اہل وجد
ہست بو القاسم فصیح فی اللسان ہست ابو الطاہر مطہر در جہان
ہم کریم المخرج و جبار ہم ہم مقدس ہم مزیل غم و ہم
صاحب السیف ابو طیب و کحیل ہم مبلغ ہم مکمل ہم کفیل
باد بر روحت تحیات و سلام دائماً ابداً از رب العلام

ہم برآل پاک و بر اصحاب تو	ہم بر ازواج ہم احباب تو
خاص آں اصحاب کاں یار تو اند	محرم اسرار و انوار تو اند
اسبق آنہا امیر المومنیں	حضرت صدیقؓ امام الاصدقیں
احدل آنہا امام الکاملیں	حضرت فاروقؓ امام اعدلیں
احلم آنہا امام الاولیاء	حضرت عثمانؓ مقبول خدا
اشجع آنہا امام مرتضےٰ	حیدر کرارؓ امام اولیا
پاک طینت فاطمہؓ بنت رسول	حضرت خاتون زہرا و بتول
نور عینین بتول فاطمہؓ	شبرؓ و شبیرؓ رشک مہر و ماہ
آں یکے دُرّ امامت را صدف	واں دگر دُرج شہادت را شرف
زیب تخت شرع زین العابدینؓ	سید و عالم امام روز دیں
دُرّ دُرج اتقا باقر امامؓ	مہر بُرج اہتدا فخر انام
جعفر صادق امام ملتجی	الولی ابن الولی ابن الولی
مورد نور تجلیہائے ذات	موسی کاظمؓ امام کائنات
طور نور کوہ تمکیں با صفا	راضی و مرضی علی موسےٰ رضا
مہر چرخ اتقا شاہ تقیؓ	عالم و واقف ز اسرار خفی
بحر علم و کاشف سرّ ادق	حضرت شاہ نقیؓ محبوب حق
سرور عالم امام عسکریؓ	رنگ و بوئے گلشن پیغمبری
سبط پیغمبر امام دو جہاں	مہدئ موعود، قیوم زماں
صد تحیات اے خدا از ما بیاں	بر نبیؐ بر آل و بر ازواج شاں
یا الٰہی بہر جاہ مصطفےٰ	ہم بآل پاک آں خیر الورےٰ
ہم باولاد و باصحاب نبیؐ	ہم بازواج و باحباب نبیؐ
پُر گناہم مجرمم بس نامراد	از نگاہ فضل خود کن شاد شاد
رحم بر حالم بفرما اے رحیم	اے کریم اے کریم اے کریم
بخش عصیانم کریم اے کردگار	آبرویم دار در روز شمار
نیست جز تو غافر الذنب الغفور	شکر تو چو تو غفوری الشکور

اوسع است از ذنب من غفران تو   مغفرت فرما شوم قربان تو
لیک جرم من ز حد عد بردں   لیک الکھا باز زاں فضلت فزوں
فضل تو بحری و جرم بحیدم   درمیانش نیم موے بل عدم
از کریمی کن کرم بر خود نگر   بر گناہ ما مکن رحماں نظر
لائق خود کار فرما اے کریم   لائقت رحم است کن رحم اے رحیم
قابل من آنچہ باشد آں مکن   ہیمۂ دوزخ مرا رحماں مکن
دارم از فضل تو امید اے رحیم   رحمت تو چونکہ ہست از بس عظیم
خوش زیم خوش میرم و خوش در قرار   با فہم و خوش زندہ گردم کردگار
پس درایم بے حساب و بے عتاب   درمیان جنت الماوے شتاب
قلب ما را پاک کن از لوث غیر   تا بقرب القرب تو سازیم سیر
زنگ حب ما سوے از دل زدے   باز ایں آئینہ ام را دہ جلا
آں جلا کاں از تجلیہائے تست   از فیوض جلوۂ رعنائے تست
چوں بمیرم من بمیرانی مرا   در تجلیہاے خود اے کبریا
جلوہ ات بینم و جاں قرباں کنم   اے بقربانت سر صد جاں کنم
کن ز رافت دا فتِ یک نگاہ   تا سرش برتر رود از مہر و ماہ

کردہ بیچارگاں را شاد شاد
قول واللہ رؤف بالعباد

ایک مرتبہ میں رامپور سے اکیلا پا پیادہ حضرت مولانا **شاہ درگاھی** قدس سرہٗ کے جاں فزا لقا کے شوق میں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہُوا۔ ان دنوں جناب شاہجہان آباد میں تشریف فرما تھے۔ راستے راہ میں ایک رات بہت تاریک تھی۔ اور بادل گھرا ہُوا تھا۔ اور ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس وقت ایک شخص نمودار ہُوا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر شاہجہان آباد میں لیجا کر مولانا کی خدمت میں پُہنچا دیا اور خود نظر سے غائب ہو گیا۔ جب مَیں نے قدمبوسی حاصل کی۔ تو آپ نے پوچھا کہ کس شخص کی رہنمائی سے تو یہاں تک پُہنچا۔ مَیں نے عرض کی کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ ایک شخص تھا۔ وہ مجھے یہاں تک پُہنچا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے

پھر میں مدت تک آپ کی خدمت میں رہا۔ مجھ پر جناب نے بڑی عنایات اور توجہات فرمائیں۔ آخر رجب ۱۴۔ جمادی الاخری سنہ ۱۲۲۶ھ کو انتقال فرمایا۔ جیسا کہ ان قطعات سے آپ کا سن وفات ظاہر ہوتا ہے +

قطعہ عربی

وفات شیخ الشیوخ درگاہی — کان قیوم دھر واویلا
قال تاریخ فوتہ رافت — مات قطب الوری علی امراللہ

قطعہ فارسی

شاہ درگاہی عارف کامل — چوں ز دنیا سوئے جناں رفتہ
در بیان خیال تاریخش — ہوش از جان شاعراں رفتہ
گفت رافت کہ آہ افسوس آہ — قطب اقطاب آنجہاں رفتہ

دیگر

شاہ درگاہی ظہور فیض حق — رفت از دنیا بحکم ذوالجلال
فکر تاریخ ولادت و عمر و فوت — چوں بدل کردم شدند ایں حرف دال
بولادش غین و قاف و نون و جیم — کاف و واو و غین و زا بار تحال
غور کن اے رافت غمگیں کہ شد — جیم و عین مہملہ عمر کمال

دیگر بہ صنعت عجیبہ

وصال حضرت قیوم دوراں — ولئے فیض بخش جن و انساں
از اعداد ہمہ اشیاست ظاہر — بکن معلوم گر تو ہستی ماہر
ز ہر عددیکہ خواہی سال رحلت — بفرما چار چند اول تو رافت
پس آنگہ بر سر آں یک بیفزا — بکن مضروب بس در دہ تو آں را
پس آنگہ بیست بیست طرح بردار — بماند آنچہ باقی باز زیں کار
میان یکصد و بیست مضروب — بکن اے رافت شیدائے مطلوب
بر آں اعداد شش اعداد افزا — شود سال وصالش شاہ ہویدا

تو نسبت مجددیہ کا شوق مجھ پر غالب ہوا۔ القائے ربانی سے میں آپ کے حضور میں حاضر

ہُوا - اور جو کچھ مَیں چاہتا تھا - اس سے بھی زیادہ پایا ؎

از برائے سجدہ عشق آستانے یافتیم   سرزمینے بود ما آں آسمانے یافتیم

آنجناب نے فرمایا کہ باطنی نسبت کی بابت جو کچھ تونے وہاں سے حاصل کیا ہے - وہ تجھ میں ہے - لیکن ہر ایک شیخ کا طریق جدا جدا اور سیر و سلوک الگ الگ ہوتا ہے ع

ہر گلے را رنگ بوے دیگر است

مَیں لطیفہ قلب کی ابتدا سے توجہ کرتا ہوں - پس آپ نے مراقبہ احدیت اور معیت دونوں ایک ہی مرتبہ اکھٹے تلقین فرمائے کہ صبح سے لیکر دو پہر تک تو مراقبہ احدیت میں مشغول رہنا - اور زوال سے لیکر سورج غروب ہونے تک بلکہ سونے تک مراقبہ معیت میں مصروف رہنا +

واضح رہے کہ اس طائفہ کی اصطلاح میں مراقبہ معیت سے یہ مراد ہے کہ فیض الٰہی کا انتظار کیا جاے - مراقبہ مفاعلت کے باب سے ہے جس میں کوئی کام دو شخصوں کے درمیان ہوتا ہے - پس مراقبہ میں منشائے فیض اور اس کے مورد کا لحاظ ضروری امر ہے +

مراقبہ احدیت میں فیض کا منشا وہ ذات ہے جس کی معیت ثابت ہے - لطیفہ قلب فیض کا مورد ہے +

مجھے دو ذکر آپ نے تلقین فرمائے - اول یہ فرمایا کہ اسم ذات کا مرکز عالم امر کے پانچوں لطیفوں یعنی قلب - روح - سر - خفی اور اخفیٰ سے ہزار ہزار مرتبہ - اور عالم خلق کے دونوں لطیفوں نفس او رقالب سے اس کو دوچند کرنا - اور نیز فرمایا کہ نفی اثبات کا ذکر دم کو روک کر جتنا ہو سکے کرو +

نیز فرمایا کہ وقوف قلبی سے یہ مراد ہے کہ سالک اپنے دل سے واقف رہے یعنی اپنی توجہ دل کی طرف رہے - اور دل کی توجہ اللہ تعالےٰ کی طرف رہے - اور نیز فرمایا کہ کسی وقت ان اشغال میں مشغول ہونا - اور نیز ارشاد فرمایا کہ حسب ذیل چار چیزوں کو لازم جاننا:-

اول اسم ذات کے ذکر یا نفی اثبات کے ذکر کو لازم جاننا جسے اصطلاح نقشبند کہتے ہیں +

دوم ذکر کے وقت مذکور کا لحاظ رکھنا یعنی دل کی توجہ اللہ تعالےٰ کی طرف رکھنا - اور جب اس توجہ او رحضور کا ملکہ حاصل ہو جاے تو اسے یاد داشت کہتے ہیں +

سوم۔ دل کو آیندہ اور گذشتہ خطرات سے محفوظ رکھنا۔ اسے نگہداشت کہتے ہیں۔
چہارم۔ کئی سو مرتبہ ذکر کر چکنے کے بعد بڑی عاجزی اور انکسار سے یہ دعا کرنا کہ آے پروردگار! تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میری مطلوب ہے۔ تو مجھے اپنی محبت اور معرفت عنایت کر۔ اس کو بازگشت کہتے ہیں + اور نیز فرمایا کہ اس عبارت کا دوسرا فقرہ مَیں نے کسی سے نہیں سُنا۔ کیونکہ اس پر عمل کرنے کی لیاقت کسی میں نہ دیکھی۔ اور نہ دیکھتا ہوں۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "مَیں نے تیری خاطر دنیا و آخرت کو ترک کیا"۔ مجھے یہ شعر پڑھنے کا حکم دیا ؎

اے خدا قربان احسانت شوم　　　این چہ احسان است قربانت شوم

واضح ہے کہ پہلے ذکر کے جاری ہونے کے لئے توجہ فرماتے ہیں۔ اور پھر سوں لطیفوں میں ذکر کے جاری ہو جانے کے بعد عالم امری کے پانچوں لطیفوں کے ذریعہ حضور۔ جمعیّت۔ جذبات اور واردات کے حاصل ہونے کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ اور مراقبہ احدیت دائرہ امکان میں جو پہلا دائرہ ہے تلقین کرتے ہیں +

مراقبۂ احدیت سے یہ مراد ہے کہ ذات پاک کو واحد خیال کر کے اس مرتبہ مقدس سے فیض کا انتظار کرتے ہیں۔ اور جب کیفیت اور جمعیّت چار گھڑی تک پہنچ جاتی ہے۔ تو ولایت صغرےٰ کے دائرے میں جو اولیا کی ولایت ہے۔ اور دوسرا دائرہ ہے۔ مراقبہ معیّت تلقین فرماتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ آیت کے مفہوم کا لحاظ کیا جائے۔ وھو معکم اینما کنتم (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) اللہ تعالےٰ کی معیّت کا ہر لطیفہ اور اپنے ہر جزو بدن بلکہ ذرات عالم کے ہر ایک ذرّہ سے لحاظ رکھنا چاہئے ؎

راحت معیتش کہ ما را ایمان است　　　گویم مثال تا بدانی زنیسان است
کن غور بگرد کیم یا دست جامیم کیم　　　داد است کاں قسیم جان است

اور اس دائرہ میں اسما کے ظلال کی سیر واجب ہے۔ اور اس میں افعالی تجلی۔ شہود۔ وحدت و کثرت گریہ۔ رقت۔ فنا و بقا۔ اور لطائف خمسہ سے او قسم کے حالات اور ذوق حاصل ہوتے ہیں اس لئے آنجناب نے چھ ماہ تک ولایت صغرےٰ کے دائرہ میں توجہ فرمائی۔ اور ہر روز چار مرتبہ توجہ فرماتے۔ اور پھر عام حلقہ میں اور دو مرتبہ خاص وقت میں۔ اور لطائف خمسہ کے مراقبات

جو فنا و بقا کے حصول میں بڑی تاثیر رکھتے ہیں، تلقین فرمائے +

لطیفہ قلب کے مراقبہ سے یہ مراد ہے کہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ افعال الٰہی کا فیض اس لطیفہ قلب سے جو انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا، میرے لطیفہ قلب میں آ رہا ہے اور اس وقت اپنے سلسلے کے پیروں کے قلوب کو بطور عینک ملحوظ رکھے +

مراقبہ لطیفہ روح سے مراد یہ ہے کہ الٰہی صفات کی تجلیات کی فیض کا انتظار کیا جائے۔ اور یہ خیال کیا جائے کہ حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے لطیفہ روح سے حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہوا پیرانِ کبار کی ارواح کے وسیلے سے میرے لطیفہ روح میں آ رہا ہے +

مراقبہ لطیفہ سر سے یہ مراد ہے کہ شیونات ذاتیہ الٰہیہ کے فیض کا انتظار کیا جائے۔ اور یہ خیال کیا جائے کہ اس کاشف سرالٰہی جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر سے حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے لطیفہ سر کو پہنچکر اپنے پیرانِ طریقہ کے لطیفہ کے وسیلہ سے اپنے لطیفہ سر میں فیض الٰہی آ رہا ہے +

مراقبہ لطیفہ اخفےٰ سے یہ مراد ہے کہ صفات صلبیۃ الٰہیہ کی تجلی کے فیض کا انتظار کیا جائے۔ اس عالم خفی حضرت نبی الامی صلے اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ خفی سے حضرت روح اللہ علےٰ نبینا وعلیہ صلواۃ اللہ کے لطیفہ میں ہوتا ہوا پیران طریقہ کے لطیفہ کے وسیلے سے لطیفہ اخفی میں فیض الٰہی آ رہا ہے +

مراقبہ لطیفہ خفی میں صفات الٰہیہ کی تجلیات کے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے یعنی اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ فیض الٰہی آنحضرت نبی الامی صلے اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ خفی سے رُوح اللہ علےٰ نبینا وعلیہ صلوات اللہ کے لطیفہ خفی میں پہنچکر ان پیرانِ والاقتدار کے وسیلے سے میرے لطیفہ خفی میں نازل ہو رہا ہے +

مراقبہ اخفیٰ میں جامع الٰہی کے شان کے فیض کا اس طرح انتظار کیا جاتا ہے، کہ گویا حضرت خاتم الانبیا علیہ وعلےٰ آلہ من الصلوٰۃ اتمہا ومن التسلیمات اکملہا کے لطیفہ خفی سے پیران عالیشان کے وسیلے سے اپنے لطیفہ اخفی میں فیض الٰہی آ رہا ہے +

واضح رہے کہ لطیفہ قلب کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلہ پر پہلو کی طرف ہے۔ اور اس کا نور زرد رنگ کا ہے۔ اور آدم علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے

لطیفہ روح کا مقام دائیں پستان کے نیچے وسط سے دو انگل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا نور سرخ ہے۔ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے قدم کے نیچے ہے۔

لطیفہ سر کا مقام بائیں پستان کے مقابل سینے کی طرف دو انگل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا نور سفید رنگ کا ہے۔ اور یہ حضرت موسٰے علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے۔

لطیفہ خفی کا مقام دائیں پستان کے مقابل سینے کی طرف دو انگل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا نور سیاہ رنگ ہے۔ اور یہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے۔

لطیفہ اخفیٰ کا مقام سینے کے وسط میں ہے۔ اس کا نور سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اور یہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ میں مشغول رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پچیس[۲۵] مرتبہ استغفار کہکر پیران کبار کی ارواح طیبہ پر فاتحہ کہے۔ اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالےٰ سے محبت و معرفت کے فیض کی خواہش کرے۔ اور اس شخص کی صورت جس سے اس نے تلقین پائی ہے، بڑے ادب سے اپنے دل کے سامنے رکھے، یا اپنی صورت کو اس کی صورت خیال کرکے اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہووے۔ یا نفی اثبات کا ذکر کرے۔ اپنے مرشد کے تصور کو ذکر رابطہ کہتے ہیں۔ اور بزرگوں نے کہاہے کہ بے رابطہ تنہا ذکر کرنے سے انسان واصل نہیں بن سکتا۔ اور فقط ذکر رابطہ با رعایت ادب کافی ہے۔ اور اس سے انسان واصل بن سکتا ہے۔

اسم ذات کے ذکر کا طریق یہ ہے کہ زبان کو تالو سے چسپاں کرے تاکہ حرکت نہ کر سکے۔ پھر بطور خطرہ لطائف سے اللہ اللہ کرے۔ اس عرصے میں اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ رکھے۔ اور دل کی نگہداشت کرے۔ تاکہ کوئی خطرہ دل میں نہ آنے پائے اور باز گشت بھی کرے۔ اور جب حضور اور کیفیت حاصل ہو جائے۔ تو ذکر کو چھوڑ اس میں مشغول ہو جائے۔

نفی اثبات کے ذکر کا طریق یہ ہے کہ لا کو ناف سے کھینچکر دماغ تک پہنچائے۔ اور الٰہ کو دائیں کندھے پر لاکر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ اس طریق پر کہ اس کلمے کا گذر پانچوں لطیفوں پر ہو۔ اور اس کلمے کے معنوں کا لحاظ رکھے

یعنی بجز پاک اور کوئی مقصود و معبود نہیں۔ یہ ذکر دم کو روک کر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ذکر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پانی میں غوطہ لگوا کر تعلیم کیا تھا۔ جس وقت سانس تنگ پڑے۔ تو سانس کو آہستہ چھوڑ دے۔ لیکن ہر ایک دم میں طاق مرتبہ کہے۔ اسی واسطے اس کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ اگر دم کو روکنا کسی کو ضرر دے۔ تو اُس کے لئے دم کو روکے بغیر بھی جائز ہے ✤

بعدازاں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے **مراقبہ اقربیت** یعنی نحن اقرب الیہ من حبل الورید (یعنی کوئی ذات ہم سے زیادہ قریب نہیں) کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر اس مرتبہ مقدسہ سے فیض کا انتظار کرنا تلقین فرمایا۔ اور لطیفہ نفس پر جس کا مقام پیشانی ہے، توجہ فرمائی۔ یہاں سے ولایت کبرٰے کے دائرہ کی سیر سلوک جوکہ انبیا کی ولایت ہے اور تیسرا دائرہ ہے، شروع ہوتی ہے ✤

اس دائرے میں تین دائرے اور ایک قوس شامل ہیں۔ پہلے دائرہ میں یہ مراقبہ ہے۔ اس مراقبہ کا فیض لطیفہ نفس مع عالم امری کے پانچوں لطیفوں کے حاصل ہوتا ہے۔ اور عالم امر کے لطائف کی فنا و بقا یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ اور زبانی ذکر تہلیل ترقی بخشتا ہے۔ اور عروج۔ نزول۔ حضور۔ اور جذبات مقام قلب کی طرح ہوتے ہیں۔ بلکہ ہوتے ہوتے سارے بدن میں انجذاب پیدا ہوتا ہے۔ اور کیفیتیں اگرچہ قلب کی نسبت یہاں کم ہیں لیکن جب اس مقام کی نسبت میں زور ہوتا ہے۔ تو پہلے حالات فراموش ہو جاتے ہیں۔ اور بعدازاں مراقبہ محبت یعنی یحبہم ویحبونہٗ یعنی اُس ذات کی محبت کا لحاظ رکھ کر اس مرتبہ مقدسہ سے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہاں پر فیض کے وارد ہونے کا مقام فقط لطیفہ ہے۔ اور اس میں اور کوئی لطیفہ شریک نہیں ہوتا۔ یہ بھی مجھے تلقین فرما کر تینوں دائروں اور قوس کی طرف توجہ فرمائی۔ ان میں سے اڑھائی دائرے تو یہی مراقبہ ہے۔ اس مقام پر فنا حقیقی۔ شرح صدر۔ اور اسلام حقیقی نظر بدیہی اور استدلالی اور کشفی ہو جاتے ہیں۔ اور قضا و قدر پر چون و چرا نہیں کیا جاتا ✤

پھر مجھے **اسم ظاہر** کا مراقبہ تلقین فرمایا۔ اس مراقبہ کا فیض پچھلے تمام لطائف یعنی لطیفہ نفس اور عالم امر کے پانچوں لطیفوں پر آتا ہے۔ یہاں تک تو اسم ظاہر

کی سیر کا مقام تھا۔ اب یہاں سے آگے اسم باطن سیر سلوک شروع ہوتی ہے۔ پھر آنجناب نے مجھے اسم باطن کا مراقبہ تلقین فرمایا۔ اور خاک کے سوا باقی تمام عناصر (آگ۔ ہوا۔ پانی) پر توجہ فرمائی۔ اور یہ دائرہ ولایت علیا کی سیر ہے، جو فرشتوں کی ولایت ہے۔ اور یہ چوتھا دائرہ ہے۔ اس مقام پر تہلیل لسانی اور نفلی نماز ترقی بخشتی ہیں۔ اور عناصر ثلاثہ (آگ۔ ہوا۔ پانی) کو توجہ۔ حضور۔ عروج اور نزول حاصل ہوتا ہے اور خود پسندی۔ تکبر۔ خواہشات۔ اور تلون مزاجی سب زائل ہو جاتے ہیں۔ اس دائرے کو طے کرنے کے بعد جس میں اسم ظاهر اور اسم باطن کی سیر و سلوک ختم ہوتی ہے۔ عالم قدس میں اُڑنے کے لئے پر لگتے ہیں۔ گویا راہ مقصود سے ابھی ایک قدم بھی طے نہیں کیا۔ یہاں سے اصلی مقصود کی سیر شروع ہوتی ہے۔ جو ذات بحت ہے۔ اور یہ کمالات نبوت کے دائرہ کی سیر ہے۔ جو پانچواں دائرہ ہے۔ یہاں پر اس ذات کا مراقبہ کیا جاتا ہے، جو تمام عبارات سے مبرا ہے۔ یہ بھی آنجناب نے مجھے تلقین فرمایا۔ اور عنصر خاک کی طرف توجہ فرمائی۔ اس مقام پر خاک مورد فیض ہے۔ اب خاک کا مرتبہ دیکھنا چاہئے۔ کہ جتنا اس میں بلند مرتبہ ہوگا۔ اتنا ہی مقامات قرب میں اس کا درجہ بلند ہوگا ؎

خاک شو تا برآید گل   کہ بجز خاک نیست مظہر گل

اس مقام پر پہلی شورش اور ولولہ زائل ہو کر عریانی وصل اور یقینی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے یہاں پر معرفت نکارت ہے۔ اور علم جہالت ہے۔ یہاں پر ادراک اور یافت نارسائی کی علامت ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

بطراز دامن نازِ او چہ زخاکسارئے مارسد
نزد آں قرہ بہ بلندئے کہ زگرد سرمہ دعا رسد

یہاں پر معارف فقط شریعتیں ہیں اور یہ مقام اصل میں تو انبیاے کرام علیہم السلام کا ہے۔ لیکن تابعین کو پیروی اور وراثت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں سے شریعت کا مرتبہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ طریقت اور حقیقت سے کس قدر بلند ہے۔ گویا شریعت کے مقابلہ میں ان دونوں کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ اس دائرے کا ایک نقطہ تمام ولایتوں سے افضل ہے۔ کیونکہ یہاں اسما و صفات کے پردہ کے بغیر ذاتی دائمی تجلیات کی سیر

حاصل ہوتی ہے۔ اور ولایت میں صرف صفاتی تجلیات ہوتی ہیں۔ اگر ذاتی تجلیات ہوتی بھی ہیں۔ تو وہ بجلی کی طرح ہوتی ہیں جن کو قیام نہیں ہوتا ؎

دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

کمالات ثلاثہ اور حقائق سبعہ میں لمبی قنوت سے نماز ادا کرنا اور کلام مجید کی تلاوت کرنا ترقی بخشتا ہے۔ بعد ازاں کمالات رسالت کا مراقبہ ہے۔ یعنی اس ذات کا لحاظ رکھ کر جو کمالات رسالت کا منشا ہے۔ اس مرتبہ مقدسہ سے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے یہ بھی آنجناب نے مجھے تلقین فرمایا۔ اور وحدانی توجہات فرمائیں۔ اور یہ چھٹا دائرہ ہے یہاں سے لیکر سلوک کے آخر تک جو کہ معبودیہ صرف اور لاتعین ہے۔ سالک کی ہیئت وحدانی ہی فیض کا مورد ہے۔ جو عالم امر کے پانچوں لطیفوں اور تزکیہ نفس اور تجلیات ہیئت جامع سے حاصل ہوتا ہے +

اس کے بعد کمالات اُلوالعزم کا مراقبہ ہے۔ یعنی اُس ذات کا لحاظ رکھ کر جو کہ کمالات اُلوالعزم کا منشا ہے۔ اس مرتبہ مقدسہ سے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی آنجناب نے مجھے تلقین فرمایا۔ اور ہیئت وحدانی کی توجہات فرمائیں۔ یہ ساتواں دائرہ ہے۔ ان تینوں کمالات کی نسبت یہ لطیفہ کا کمال ہے۔ اور ادراک اس کے حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ یہاں پر وصول ہے حصول نہیں۔ اور بے کیفیت ایصال ہے۔ یہاں پر حقیقی اطمینان۔ اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ کمال درجہ کی صفائی وقت۔ نسبت باطنی کی وسعت۔ بے کیفیتی۔ بے مزگی۔ نا اُمیدی۔ اور محرومی حاصل ہوتی ہے۔ اب یہاں سے دو راہ ہیں۔ ایک حقائق الٰہیہ کی طرف اور دوسرے حقائق انبیا کی طرف۔ آنجناب نے اس بندہ کو پہلے حقائق الٰہیہ کی توجہ فرمائی۔ اور اس ذات کا مراقبہ جو ممکنات کا مسجود ہے اور حقیقت کعبہ جس سے مراد ذات الٰہی کی کبریائی اور عظمت کے سراپردے ہیں۔ اور یہ آٹھواں دائرہ ہے۔ تلقین فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت ذات کی بیچونی وسعت کا مبدا جس سے مراد حقیقت قرآنی ہے۔ تلقین فرما کر توجہ کی۔ اور یہ نواں دائرہ ہے

پس آخر جمعہ کے روز نماز کے بعد ۱۳۲۲ھ کو قادریہ۔ نقشبندیہ۔ اور چشتیہ وغیرہ طریقوں کی تعلیم کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور ہر طریقہ کے پیروں کی ارواح کا فاتحہ کہکر وطن کی طرف رخصت فرمایا۔ میں نے مصافحہ کے لئے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا

کہ کیا ضرورت ہے۔ جس شخص سے فیض الٰہی حاصل ہو۔ اس سے بیعت ہے۔ خواہ مصافحہ کرے یا نہ کرے۔ آخر آپ نے مجھے خاندان نقشبندیہ میں بیعت فرمایا۔ اور جن دنوں میں آنجناب کے پُر نور حضور میں حاضر تھا۔ آنجناب کے ملفوظات درۃ المعارف کے نام سے تالیف کئے۔ اور دوسری مرتبہ مَیں نے انہیں مکمل کیا۔ پھر سات ماہ بعد آنجناب کا عنایت نامہ موصول ہُوا۔ جس میں میرے حاضر خدمت ہونے کی بابت لکھا تھا۔ مَیں ماہ شوال میں حاضر حضور ہُوا۔ تو فرمایا کہ اب میں تیرے باطن کی کچھ ترمیم کرنی چاہتا ہوں۔ پس چند توجہ فرما کر ابتدا سے حقیقت قرآنی تک پہنچایا۔ اور بعد ازاں حضرت ذات حق کی بیچونی وسعت تلقین فرمائی۔ اور توجہ کی۔ اس دائرے کو حقیقت صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ دسواں دائرہ ہے۔ پھر ذات معبودیت صرف کا مراقبہ جو کہ گیارھواں دائرہ ہے۔ تلقین فرمایا۔ اور یہاں قدمی سیر گم ہے۔ لیکن ہاں نظری سیر باقی ہے۔ پھر حقائق انبیا علیہم السلام کے بارے میں توجہات فرمائیں۔ پہلے اس ذات کا مراقبہ جو اپنے آپ سے انس اور موانست رکھتا ہے، تلقین کر کے توجہ فرمائی۔ یہ بارھواں دائرہ خلّت کہلاتا ہے۔ اسے حقیقت ابراہیمی بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر ابراہیمی درود یعنی اللھم صل علی محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید ترقی بخشتا ہے۔

بعد ازاں اس ذات کا مراقبہ تلقین فرمایا جو اپنا محب ہے۔ اور توجہات فرمائیں۔ یہ دائرہ محبت صرفہ ذاتیہ کہلاتا ہے۔ اور تیرھواں دائرہ ہے۔ اور حقیقت موسوی کہلاتا ہے۔

پھر اس ذات کے مراقبہ کے لئے جو اپنا محب اور محبوب ہے۔ توجہات فرمائیں۔ یہ دائرہ محبت ممتزجہ محبوبیت کہلاتا ہے۔ اور حقیقت محمدیؐ بھی۔ اور یہ چودھواں دائرہ ہے۔ یہاں پر یہ درود پڑھتے ہیں اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ افضل صلواتك عدد معلوماتك وبارك وسلم کذٰلك۔

پھر اُس ذات کا مراقبہ تلقین فرمایا۔ جو اپنا محبوب ہے۔ اور توجہات فرمائیں اور یہ محبوبیت صرفہ حقیقت احمدی ہے۔ یہ پندرھواں دائرہ ہے۔ اس مقام پر بھی مذکورہ بالا

درُود پڑھتے ہیں۔ جس سے ترقیات حاصل ہوتی ہیں ✤

پھر حبّ صرفہ کا مراقبہ تلقین فرماکر توجہات کیں۔ اور یہ سولھواں دائرہ ہے ✤

پھر لاتعین مراقبہ تلقین فرماکر توجہات کیں۔ یہ سترھواں دائرہ ہے۔ یہاں سیر قدمی کوتاہ ہے۔ لیکن نظری سیر کی یہاں گنجائش ہے ✤

اس سلوک کے اختتام پر مجھے خلافت کے خرقہ سے مشرف فرمایا۔ اور رضا کی کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور حلقہ اور توجہ کا حکم دیا۔ طریقہ کے بھائیوں اور پیروں سے ملادیا۔ چنانچہ دو مہینے تک آنجناب کی خانقاہ میں صبح وشام حلقہ اور توجہ کرتا رہا پھر فرمایا کہ جس مقام پر ہم نے توجہ کی ہے۔ اُن کے اسرار اور کیفیات اپنے وجدان اور کشف کے موافق لکھ۔ پھر ماہ جمادی الآخر ۱۲۳۳ھ کو اجازت نامہ عطا فرماکر رخصت کیا۔ جو تبرکاً یہاں درج کیا جاتا ہے ✤

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ صاحبزادہ عالی نسب والاحسب جامع کمالات حضرت شیخ رؤف احمد سلمہُ اللہ تعالٰے نے خدا اسے متقیوں کا امام بنائے ، مجھ سے نقشبندیہ مجددیہ طریقہ اخذ کر کے اذکار اور مراقبات پر مواظبت کی جس سے اُنہیں عنایت الٰہی اور مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے جو کچھ اس طریقہ میں مقرر ہے۔ مثلاً جمعیت۔ حضور۔ بیخودی۔ جذبات۔ واردات۔ کیفیات۔ حالات۔ اسرار اور فنا کا یہ تو جو بقا کا مقدمہ ہے۔ حاصل ہوا۔ اور ان انوار اور برکات سے جو حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی اصطلاحات عالیہ سے حاصل ہوتے ہیں، مستفید ہوئے۔ اور توجہات میں جو کہ طالبوں کے حال کی طرف کیجاتی ہیں۔ قوی تاثیرات حاصل کرلیں۔ اس پر خدا کا شکر ہے۔ پس ان احوال کی وجہ سے انہیں طریقہ کی تعلیم اور نقشبندیہ مجددیہ کیفیتوں کے القا کی اجازت دیگئی جیسا کہ میرے مرشد وہادی حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اجازت دی تھی۔ پس ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اور ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ اور نیز انہیں قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ اور کبرویہ طریقوں کی بھی اجازت دیگئی ہے۔ کیونکہ اس طریقہ میں یہ سب طریقے شامل ہیں۔ تاکہ اگر کوئی شخص ان طریقوں میں آپ کے وسیلہ

ڈھونڈے۔ تو بیعت کرے۔ اور ان حضرات کا شجرہ دیکھے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ فضل الٰہی سے اس نسبت کے طریقہ کی اشاعت اور ترویج انشاء اللہ اچھی طرح کرسکینگے پس مَیں پہلے اپنے آپ کو اور پھر انہیں وصیّت کرتا ہوں کہ باطنی نسبت میں گوشہ نشینی تنہائی۔ صبر۔ قناعت۔ توکل۔ رضا۔ مشائخ کے وسیلے جناب باری میں التجا کرنا خلق سے نا اُمید ہونا۔ اللہ تعالےٰ سے اُمید رکھنا۔ اسباب کا وسیلہ بعض اکابر نے اختیار کیا ہے۔ اور جو کچھ حق کی مرضی کے موافق ہو، اختیار کریں۔ پس مَیں مشائخ کرام کے وسیلے جناب الٰہی سے استقامت چاہتا ہوں۔ اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی۔ اللھم تقبل و اجب انك مجیب الدعوات عم نوالك وصلی اللہ علٰی سیدنا محمد و اٰلہٖ و اصحابہ اجمعین (اے پروردگار! تو قبول کر اور میری دعا کے جواب سے تو مجیب الدعوات ہے۔ تیری بخششیں عام ہیں۔ ہمارے سردار محمد اور اس کی آل و اصحاب سب پر اللہ کا درود ہو) +

جب میں سرونج پہنچا۔ تو ایک رسالہ **مراتب الوصول** کے نام سے ان احوال۔ اسرار۔ معارف کے بارے میں لکھا۔ جو اپنے کشف اور وجدان کے موافق تھا۔ اور آپ کی خدمت میں ارسال کیا۔ آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور جواب میں عنایت نامہ ارسال فرمایا۔ وہ عنایت نامہ حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی مراتب والاشان حضرت شاہ **رؤف احمد** سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کے بعد گذارش ہے کہ دو قطعہ عنایت نامہ مع رسالہ صادقہ مصدوقہ پہنچے۔ جنہیں دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ جو کچھ اس رسالے میں تھا۔ اس کے پڑھنے سے دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو طریقہ شریفہ احمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات زیادہ عنایت فرمائے۔ اور مردوں کی طرح استقامت پر رہیں۔ اور سب سے بیگانہ اور اللہ تعالےٰ سے یگانہ اور محبت میں دیوانہ رہیں +

ہم صاحبزادہ والامناقب سے بہت خوش ہیں۔ خدائے تعالےٰ اُسے

دونوں جہاں میں خوش رکھے۔ اور مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم بھی آپ سے خوش رہیں۔ اور جس وقت دل میں حضوری توجہ۔ جمعیت اور وسعت پیدا ہو۔ تو بہتر یہ ہے کہ توجہ مضمحل ہو جائے۔ اور پھر اُوپر کی طرف توجہ کریں۔ خدا کرے کہ طالبانِ خدا کو دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی حاصل ہو۔ اور فقیر کو دُعا سے فراموش نہ کریں۔ اور جو کچھ فتوحات حاصل ہوں۔ اُن میں فقیر کا حصہ مقرر ہو۔ کیونکہ فقیر اللہ تعالےٰ کے جلیس ہوتے ہیں۔ اور تمہارے ہمنشین اور ہمراہ ہیں۔ اور حلقہ متبرکہ میں تفسیر۔ حدیث۔ مکتوبات شریفہ۔ عوارف۔ تعرف۔ نفحات۔ اور فقرات کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اور کسی وقت جناب باری میں محبت۔ نیازمندی کے سجدے اور گریہ وزاری بھی کرنی چاہیئے۔ اور یہ ایسی خلوت میں ہونی چاہیئے، جو غیر سے خالی ہو۔ اور اس فقیر حقیر لاشئے کو دُعا سے یاد کیا کریں ✦

ہم اس رسالہ شریفہ کے مطالعہ سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رسالہ شریفہ کے مضامین عمدہ طور پر آپ میں اور آپ کے یاروں میں ظاہر کرے اور اللہ تعالےٰ کے طالبوں کو بہرہ یاب کرے۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے آپ کے آباؤ اجداد کو عطا کیا ہے۔ آپ کو بھی عنایت فرمائے۔ و السلام علیٰ من لدیکمْ

آمین! آمین!!

آمین

ہشت بہشت

یعنی

مکمل مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت

یہ ایک بہت بڑا مجموعہ ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت کا بڑی محنت اور تلاش سے بہم پہنچا کر بامحاورہ اردو ترجمہ کراکر شایع کیا جاتا ہے۔ اس مجموعہ میں اکابر بزرگان چشت کے ملفوظات نہایت احتیاط سے ترتیب دیکر شایع کئے گئے ہیں۔ ان ملفوظات کے پڑھنے سے ایک قسم کا نور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور روح باطنی تازگی حاصل کرتا ہے۔ اور دل طالبان حق کا یہی چاہتا ہے۔ کہ اسے پڑھتے رہیں۔ اور ان بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس میں حضرات بزرگان چشت رضوان اللہ تعالے علیہم کے حسب ذیل ملفوظات ہیں:-

(۱) ملفوظات خواجہ خواجگان حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مرتبہ خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ (۲) ملفوظات حضرت خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔ مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (۳) ملفوظات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصنیف حضرت بابا فرید الدین گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ (۴) ملفوظات حضرت زہد الانبیا۔ سراج الاولیا۔ بابا فرید الدین گنجشکر اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (۵) ملفوظات بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ تصنیف حضرت بدر الدین اسحاق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (۶) ملفوظات حضرت محبوب الٰہی خواجہ غریب النواز محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف حضرت طوطی ہند امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۷) ملفوظات حضرت خواجہ غریب النواز محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف بلبل ہندوستان خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ (۸) ملفوظات حضرت سراج الملت والدین خواجہ خواجگان محمد نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ اعظم حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مرتبہ حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ان آٹھ ملفوظات کے علاوہ اس کتاب کے اخیر میں اوراد نصیریہ الموسوم بہ دوائے دل بھی شامل کی گئی ہے تاکہ محبانِ صادق اور طالبان خدا کو ان اوراد کا پتہ ملجاوے۔ جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے وظائف میں تھے۔ نہایت عمدہ کتاب طبع کی گئی ہے۔ اور بہت بڑی ضخامت کی کتاب ہے کتاب قابل دید ہے

قیمت ... ... عا ۸ر

قدمت على الكريم بغير زاد
من الأعمال والقلب السليم

فإن الزاد أقبح كل شيء
إذا كان الوفود على الكريم

هو العزیز

مفلسانیم آمده در کوی تو
شیئاً لله از جمال روی تو

دست بگشا جانب زنبیل ما
آفرین بر دست و بر بازوی تو

اُردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جسکا ذکر اس میں آیا ہو۔ طالبان مولا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ صوفیان صفا کیش اس کو حرز جاں بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ کتاب قابل دید ہے ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ عـ۱۲ـہ

اُردو ترجمہ کتاب آداب الطالبین

یہ کتاب حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتی مصنف رسالہ پانچ دو۔ نبیرہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی تصنیفات میں سے ہے۔ اس رسالہ میں حضرت نے طالبان مولا کیلئے نہایت عمدگی سے دستور العمل ترتیب دیا ہے۔ اس راستہ میں چلنے والوں کو جو ہدایات حضرت نے تلقین فرمائی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۲ر

اُردو ترجمہ کتاب انتباہ المریدین

یہ کتاب بھی حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ مصنف رسالہ پانچ دو کی تصنیف میں سے ہے۔ کتاب ہذا میں حضرت موصوف نے طالب مولا کیلئے جن جن باتوں پر پرہیز لازم ہے نہایت شفقت و محبت کے لہجہ میں بیان فرمائی ہیں نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۱ر

اُردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس کتاب میں حضرت نے تمام اولیاء اللہ کے حالات مع ان کی کرامات بہ تفصیل قلمبند کئے ہیں اور ایسے طریقہ سے بیان کئے ہیں کہ عجیب و غریب ہے۔ کتاب ہذا میں مردان خدا کے علاوہ جو خاتونان باصفا اولیاء اللہ گذری ہیں ان کے حالات بھی حضرت نے نہایت تحقیق سے لکھے ہیں اور سب سے اول مسائل تصوف پر ایک زبردست بحث کی ہے۔ نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر چھپائی گئی ہے ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ للعہ

اُردو ترجمہ کلید دانش

یہ کتاب تصنیف حضرت سید شرف علی صاحب میں سے ہے۔ ایک بے بہا کتاب ہے۔ اس میں حضرت تصوف کے بعض مسائل سوال جواب کے پیرایہ میں لکھے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں تصوف میں لاجواب کتاب ہے ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۲ر

سوانح عمری منصور ابن حلاج رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں حسین ابن منصور کے حالات نہایت درد آمیز الفاظ میں لکھے ہیں خصوصاً آپ کو سولی دیئے جانے کا مفصل بیان ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۲ر

اُردو ترجمہ رسالہ زعفران زار

یہ رسالہ بھی حضرت شاہ ابوالمعالی کی تصنیفات میں سے قابل دید ہے۔ بات بات میں ہدایت نور درخشاں ہے ۔ قیمت ۔۔۔ ۳ر

دعائے سحری

یعنی شرح مناجات جامی مناجات فارسی ان میں نہایت دلچسپ ہونے کے علاوہ شراب وحدت سے لبریز ہیں ان کی شرح اردو زبان میں حافظ انور علی صاحب چشتی نے نہایت عجیب و خوب طریق سے کی ہے ۔ قیمت ۔۔۔ ۔۔۔ ۲ر

حیاتِ جاودانی

یعنی

مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزبان اُردو

یہ کتاب نایاب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی میراں محی الدین سید عبد القادر گیلانی کے حالات و کرامات میں جامع عربی کتاب

قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر

مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے

اس کتاب میں حضرت ممدوح کے بچپن سے لیکر انتہا تک کے کل حالات مع کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپکے علم و فضل کے حالات۔ آپکے مدرسہ کی کیفیت آپکے پیرانِ صحبت کے سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے نیز آپکے شاگردوں کے حالات اور اُن کا ذکر جن کو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرہ انساب اس کے علاوہ درج کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اُردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہیں چھپی + قیمت .. عہ

اُردو ترجمہ اسرار الطریقت

یعنی جناب قدوۃ العارفین حضرت شاہ محمد غوث لاہوری ثم الپشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتاب جس میں حضرت نے اپنے تمام حالات ازدواج [illegible] بزرگوں سے جناب کو فیض باطنی پہنچا ہے۔ نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ طالب کیلئے طریق اذکار بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ بتلائے گئے ہیں۔ آخیر حصہ میں جناب نے شجرہ طریق بھی بزرگوں کے لکھے ہیں۔ آپ قادری طریق کے نہایت زبردست مرتاض اکمل بزرگ گذرے۔ جناب کو ان ملفوظات کو پڑھنے اور ہدایات پر عمل کرنے سے خدا کا راستہ آسانی سے ملتا ہے طالبان مولا کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے۔ یہ کتاب نہایت محنت سے ترجمہ کر کے عمدہ چھپائی گئی ہے۔ قیمت

اُردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات

یہ اوراد [illegible] جناب حضرت قطب الاقطاب ہادی شیخ جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ جہان والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات۔ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات سے پُر ہے۔ حلقہ بگوشان سرکار نقشبندیہ اس نعمت غیر مترقبہ کو خرید کر حرز جان بنائیں۔ بڑی محنت سے مشتاقان سلسل نقشبندیہ کیلئے بامحاورہ اردو ترجمہ کرایا ہے ضخامت بہت بڑی۔ چھپائی لکھائی محتاج تعریف نہیں + قیمت .. عہ

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی بازار کشمیری کوچہ ککے زئیاں

لاہور